غداری وخیانت کا فرقہ ، کفر ونفاق کا مجموعہ
الشیعہ
یہودیوں کا ایجنٹ کافر گروہ
هل اتاك حديث الرافضة
للامام الشهيد ابو مصعب الزرقاوی رحمه الله
اجماع اهل العلم والايمان على
رفض دين مجوس طهران للصادق الكرخی
(اردو ترجمه)
اعداد وتقديم :
ابومعاويه حسن علی فاروقی

غداری وخیانت کا فرقہ، کفر و نفاق کا مجموعہ الشیعۃ یہودیوں کا ایجنٹ کافر گروہ

هل اتاك حديث الرافضة

للامام الشهيد ابو مصعب الزرقاوى رحمه الله

اور

اجماع اهل العلم والايمان على رفض دين مجوس طهران للصادق الكرخى

کا اردو ترجمہ

اعداد و تقدیم: ابو معاویۃ حسن علی فاروقی

انٹرنیٹ ایڈیشن:

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان

http://www.muwahideen.co.nr

حقوقِ طبع تمام مسلمانوں کے لیے محفوظ ہیں!!

- ☆ اس کتاب کا حق ہے اس کا مطالعہ کیجیے!!
- ☆ دوسروں کو مطالعہ کے لیے دیجیے!!
- ☆ انٹرنیٹ پر دوستوں کو ای میل کیجیے!!
- ☆ اس کے کاپی پرنٹ لیکر تقسیم کیجیے!!
- ☆ بیرون ممالک اردو جاننے والوں کو پہنچایئے!!
- ☆ ان طریقوں پر عمل پیرا ہو کے کتاب کو بڑے پیمانے پر پھیلایا جاسکتا ہے۔
- ☆ اسکی قیمت ہے.........

اگر آپ حق کو سمجھ گئے ہیں تو اپنی ذمہ داری کو ادا کیجیے اور رافضیت کے خلاف توحید وخلافت کے قیام کے لیے جدوجہد کیجیے!!

اللہ ہم سب کا حامی ناصر ہو

(وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤى اَمۡرِهٖ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ‏)

اور اللہ اپنے امر میں غالب ہے لیکن اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے

فہرست

انتساب

سیرتِ سید کونین آقا و مولیٰ امام المجاہدین ﷺ کی طرف کہ جس نے مجھے خیر و رحمت اور شجاعت و وفاء معانی سمجھا دیے...

امتِ مسلمہ کی طرف... خیر الامم کی طرف...

ایسے ربانی علماء کی طرف جو اللہ کے دین کے معاملے میں حق بات کہتے ہوئے کسی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے اور سوائے خالق کے کسی سے خوف نہیں کھاتے...

ان داعیوں کی طرف جو لوگوں کو خیر کی بات پہنچانے میں کسی قسم کی سستی و کاہلی کا مظاہرہ نہیں کرتے...

ہمارے سرداروں کی طرف... یعنی مجاہدین کی طرف جو اللہ کی راہ میں اپنے خون کو پانی سے بھی سستا بہا دیتے ہیں... باطل کے ایوانوں کو ڈھانے والے... صلیبی حملوں کو اپنی غیرت مند روحوں کے ساتھ روکنے والے...

ان نیک لوگوں کی طرف جو رات کے تاریک سناٹوں میں کپکپاتے ہاتھ لیے اپنے بھائیوں کے لیے فتح و نصرت کی دعائیں کرتے ہیں... ہر اس شخص کی طرف جو اللہ کی رضاء کی تلاش میں اہل السنۃ والجماعۃ کے منہج پر گامزن ہے...

ہر اس مومن کی طرف جو نبی کائنات کے جانثار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ اور اہلِ بیتِ اطہار علیہم السلام کے ساتھ سچی محبت کا دم بھرتا ہے...

ان پاکدامن و پاکیزہ و مقدس عورتوں کی طرف جو نئی نسل کی تیاری میں اس لیے جہد وجہد کرتی ہیں تاکہ وہ اسلام کے مجاہد بن کے دین وملت کے دفاع کا فریضہ سرانجام دے سکیں...

میں ان کی طرف اپنے کلمات کا ہدیۃ پیش کرتا ہوں

{اللھم فتقبل منی انك انت السمیع العلیم}

بسم اللہ الرحمن الرحیم

هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ

وہی دشمن ہیں پس ان سے بچو!

عراق میں جاری جہاد کے دوران جب اچانک مجاہد حلقوں کی طرف سے شیعہ پر حملوں کا اعلان کیا گیا تو میں بہت حیران ہوا کہ ایسے وقت میں جبکہ اتحاد کی ضرورت تھی اور دوسری طرف مقتدیٰ الصدر بھی ظاہراً مزاحمت کررہا تھا اور اس طرح صلیبی دشمن دو فرنٹ پہ مشغول تھا۔ اس کی ضرورت کیوں آن پڑی کہ اس کڑے وقت میں آپس کی یہ لڑائی چھیڑ دی گئی۔ ظاہر ہے شیعہ کے متعلق بہت سے حقائق جاننے کے باوجود میں بھی ایک عام آدمی کی طرح یہی سوچتا تھا کہ جہاد کی مضبوطی کے لیے ابھی ایسا محاذ کھولنا چنداں ضروری نہ تھا۔

لیکن یہ لڑائی شدید سے شدید تر ہوتی چلی گئی اور بظاہر یوں محسوس ہوتا تھا کہ دشمن شیعہ سنی جنگ چھیڑ کر اپنی گردن بچانے میں کامیاب ہوگیا ہے۔ باہر بیٹھا ہوا آدمی بھی یہی سوچتا تھا کہ یہ کدھر کی ہوا چل نکلی اور اس کی ضرورت کیا تھی!... اس سے بہت نقصان ہوگا!...خانہ جنگی شروع ہوجائے گی!... وغیرہ وغیرہ۔ ایسے کئی خدشات ہیں جو یقیناً اور فطرتاً اذہان میں ظاہر ہوتے ہیں۔ پھر سوچ اس طرف جاتی کہ امام الزرقاوی شہیدؒ نے یہ اقدام اٹھاکے غلطی کی اور خود اسے شروع کیا جس کا خمیازہ جہاد اور مجاہدین کو بھگتنا پڑے گا!

یہ بھی حقیقت ہے جیسے کہ عربی کا مقولہ ہے ''صاحب البیت ادریٰ مافیہ'' گھر کا مالک جانتا ہے کہ گھر میں کیا ہے!۔ بعین ہی اسی طرح میدانِ جنگ سے باہر بیٹھا ماہر تجزیہ نگار سو فیصد درست اندازہ نہیں لگا سکتا کہ جنگ کس رخ پر ہے اور اس کا اونٹ کس کروٹ بیٹھے گا۔ پس جب تلک میں نے بھی امام الزرقاوی شہیدؒ کے ان تین دروس { بعنوان هل اتاك حديث الرافضه } کو نہ سنا تھا میں

نہ جانتا تھا کہ حقیقت کیا ہے اور کیوں ایسا فیصلہ کیا گیا۔اسی لیے میں نے بڑی شدت کے ساتھ پھر اس مسئلہ کی وضاحت کی ضرورت محسوس کی تاکہ حق سامنے آجائے اور باطل اندھیروں میں گم ہوجائے۔صورتِ احوال کچھ یوں ہے آج امت کو پھر سے ایک تاتاری اور صلیبی حملہ کا سامنا ہے جس میں رافضی وہی کردار ادا کررہا ہے جو اس نے صدیوں پہلے دار لخلافۃ بغداد کی تباہی میں دکھلایا اور پھر عبیدیوں کی حکومت گرنے پر صلاح الدین ایوبی کے خلاف دکھایا۔ تاریخ اپنے آپ کو دہرا رہی ہے ۔اس لیے حالات کی توضیح کے بعد یہ بات سمجھ آتی ہے کہ اس ناسور کو کاٹنا ضروری ہے ورنہ سارا جسم ہی اس مرض کا شکار ہوجائے گا۔پس شیعہ کا کردار اللہ عزوجل کے دین کے خلاف جنگ میں اور جملہ حوادثِ زمانہ میں سامنے آتا ہے جب وہ اسلام کے دشمنوں کے ساتھ ان کے ادیان، قوم اور حکومتوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ان سے دستِ تعاون دراز کرتے ہیں۔اس کو سمجھنے کے لیے کفر کے ساتھ ان کے تین موجودہ اتحادوں کو جاننا بہت اہم ہے...

(۱)موجودہ رافضی صلیبی اتحاد

(۲)روسی رافضی اتحاد

(۳)رافضی ہندی اتحاد

(۱) موجودہ صلیبی رافضی اتحاد

اس اتحاد کی حقیقت مسلمانوں پر اس وقت آشکار ہوئی جب صلیبیوں نے یہودیوں کے تعاون کے ساتھ اپنے مکروہ منصوبوں کو نافذ کرنے کا آغاز کیا اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے دین کے خاتمہ (لاقدر اللہ) کو اپنا ہدف بنایا۔اس اتحاد کی قبیح شکل دو اہم ترین محاذوں پر سامنے آئی اور وہ ذیل ہیں...

☆ جہادِ افغانستان...شیعہ کا مکروہ چہرا اس وقت ظاہر ہوا جب پوری دنیا میں شیعہ کی سرپرستی کرنے والے مجوسی ملک ایران نے افغانسان کے خلاف صلیبی جنگ میں بدترین کردار ادا کیا اور صلیبیوں کو ہر طرح کا عسکری ولاجسٹک تعاون فراہم کیا۔اس کے ساتھ ہی ایران نے صہیونی امریکی افواج کے لیے

افغانستان کے ساتھ متصل اپنا بارڈر کھولتے ہوئے انہیں راہداری بھی فراہم کر دی۔ اس کے بعد اس نے اپنی افواج کو لڑنے کے لیے اپنے زیرِ اثر شیعہ علاقوں میں شیعہ حزبِ وحدت اور ہزارہ قبائل کی طرف بھیجا اور اس کے ساتھ بدبودار شمالی اتحاد کی بھی بھرپور مدد کی تاکہ سنی حکومت کو گرایا جاسکے جو کہ طالبان کی شکل میں متمکن تھی۔

یہاں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ شیعہ جو افغانستان کے صوبہ بامیان میں ایک اقلیت کے نمائندہ ہیں انہوں نے روس دور میں افغان جہاد کے دوران بھی اپنے باپ ابن اُبیَ سلول کی سنت پر عمل جاری رکھا۔ ان کا کام اس وقت بھی مجاہدین کے راستے کاٹنا، ان کی جاسوسی کرنا اور روسی مفادات کا تحفظ کرنا تھا۔ پھر جب امریکی دشمن یہاں نمودار ہوا تو انہوں نے وہی کردار پھر دہرایا تاکہ وہ افغانستان کے اہل السنۃ کے خلاف اپنے حقد و کینہ کا اظہار کر سکے۔ لہذا جنگ کے شروع ہوتے ہی ایران نے افغانستان کے ساتھ متصل علاقہ ہرات میں اپنا ایک بیس کیمپ بنایا تاکہ طالبان کی مخالف قوتوں کی مدد کی جاسکے اور ساتھ ساتھ صلیبیوں کو مدد بہم پہنچائی جاسکے۔ پھر جب مرتدین کی حکومت قائم ہوئی تو ایران نے سب سے پہلے وہاں اپنا سفارت خانہ قائم کیا تاکہ وہ جاسوسی اور صلیبیوں کے ساتھ منصوبہ بندی کو مزید آگے بڑھا سکے۔ ایران کے رافضیوں کی ذلالت کو ظاہر کرنے کے لیے ان کے ایک مسئول کا یہی بیان کافی ہے ''اگر ایران نہ ہوتا تو افغانستان کا سقوط نہ ہوتا''!!!

☆ جہادِ بلاد الرافدین (عراق)... ہم میں سے کون جانتا ہے اس نجس کردار کو جو عراق کے سقوط میں اور صلیبیوں کے قبضہ میں شیعہ نے اور ان کے مجوسی ایرانی شیعہ بھائیوں نے ادا کیا ہے۔ ایرانی شیعہ تو صدیوں سے عراق پر قبضے کے خواب دیکھ رہے تھے تاکہ وہ وہاں صفویوں اور بویہیوں کی حکومت دوبارہ قائم کر سکیں۔ شیعہ کو کسی دین سے کوئی سروکار نہیں اسی لیے انہوں نے عراق میں سب سے پہلے ایرانی مدد کے تحت صلیبیوں کے ساتھ دستِ تعاون دراز کیا۔ اس وقت عراق میں ایران کے زیرِ اثر چلنے والی چند خبیث شیعہ جماعتیں موجود تھیں جن میں سرِ فہرست تھی ''المجلس الاعلیٰ للثورۃ الاسلامیۃ'' جس کا سربراہ محمد باقر الحکیم تھا۔ اس کے ساتھ شیعہ وفود صبح شام اپنے قبلہ امریکہ کا رخ

کرتے اور ظاہر اً بہتاناً وکذباً "شیطانِ اکبر (امریکہ) کے خلاف جنگ" کا جھنڈا اٹھائے ہوئے جاتے تاکہ وہ اپنے قدیم دینی (صلیبی) بھائیوں کے تعاون واشتراک سے عراق پر قبضے کا خواب پورا کرسکیں۔ جبکہ صلیبیوں اور رافضیوں کے اہداف جلی طور پر سامنے آگئے...

صلیبیوں کو ذیل کے اہداف کے علاوہ کسی چیز سے کوئی سروکار نہیں!!!

☆ عراق کو آئندہ جنگوں کے لیے اپنا بیس کیمپ بنانا اور باقی عالمِ اسلام کے خلاف اپنے مکروہ عزائم کو پورا کرنا یعنی (اللہ انہیں رسوا کرے) اسلام کا خاتمہ!

☆ ان کا دوسرا ہدف عراق سے ابتدا کرتے ہوئے مسلمانوں کے ثروات و وسائل پر قبضہ جمانا ہے۔ اس لیے کہ وہ اپنی اقتصادی مشکلات کو حل کرسکیں اور اہلِ اسلام کے خلاف خون ریزی و قتل و غارتگری کا بازار گرم کرسکیں اور اس لیے بھی کہ یہ کام بہت سارے اموال کا محتاج ہے!

☆ اسرائیل کی حکومتِ کبریٰ کا قیام نیل کے ساحل سے فرات تک۔

☆ مسیح دجال کے لانے میں جلدی جس پر یہ تینوں گروہ یہودی، صلیبی اور رافضی متفق ہیں!

جہاں تک شیعہ کا تعلق ہے تو انہیں اس سے کوئی سروکار نہیں کہ عراق پر یہودی حکومت کرے یا صلیبی کیونکہ ان کا دین ان لوگوں کے مجمل دین کے ساتھ کسی صورت متعارض نہیں ہے۔ ان کا اہم ترین ہدف صرف ایک ہی ہے اور وہ ہے عراق کے اہم ترین کلیدی عہدوں پر قبضہ کرنا تاکہ رافضی یہودی فکر کو پھیلانے اور اہل السنۃ کا خاتمہ کرنے کے لیے انہیں استعمال کیا جاسکے۔ اسی لیے وہ صلیبیوں اور یہودیوں کے لیے راہ خالی کردیتے ہیں تاکہ وہ عسکری اور اقتصادی میدان کو سنبھال لیں اور یہ آرام سے اپنے مکروہ ایجنڈے کو پورا کرسکیں۔ یوں لگتا ہے کہ اس منصوبہ کی تنفیذ کا آغاز ہوچکا ہے۔ جب سے حجازِ مقدس (سعودیۃ) کے مشرقی علاقوں میں شیعہ کو فورسز میں بھرتی کیا گیا تاکہ وہ مستقبل میں اس مقدس سرزمین کی عراق کی طرح تقسیم میں اہم کردار ادا کرسکیں۔ پھر اس کے بعد یہ شیعی ایرانی طوق

عراق و سعودیۃ سے ہوتا ہوا باقی خلیجی ممالک لبنان، اردن اور شام کے علاقوں کو بھی پہنا دیا جائے اور اس کے ساتھ یہودیوں کو نیل کے ساحل سے لیکر فرات تک ان کے تعاون سے عراق کی طرح حکومت مل جائے۔

سیاسی و عسکری منصوبے... عراق میں رافضی صلیبی منصوبہ ساز اب بالفعل خبیث شیعہ تنظیموں کے ساتھ تعاون کر رہے ہیں جیسے کہ ''المجلس الاعلیٰ للثورۃ الاسلامیۃ ''جس کی قیادت محمد باقر حکیم کرتا تھا اور اب اس کا بھائی عبد العزیز کرتا ہے اور ''فِیْلَقُ البدر'' اس مجلس کا عسکری شعبہ شمار کیا جاتا ہے۔ یہ تمام ایسی افواج ہیں جن کی تنظیم سازی اور عسکری ٹرینگ سب ایران میں ہوئی ہے۔ آج یہی افواج صلیبیوں کے ساتھ مل کر عراق میں پر امن سنی گھروں پر دھاوے بول رہے ہیں اور پھر جو بھی ان کے قبضہ کی مزاحمت کرتا ہے وہ مرد ہو یا عورت پابندِ سلاسل کر دیا جاتا ہے اور اسے زنداں میں پھینک دیا جاتا ہے۔ آج ان کے پاس مخالفین کے لیے ایک ہی تہمت ہے وہ اہل السنۃ کے کسی بھی آدمی پر ''سلفی'' یا ''وہابی'' ہونے کا الزام لگا کر اسے دھر لیتے ہیں۔ پس وہ کسی بھی سنی کو نہیں چھوڑتے جو محض مسجد میں نماز پڑھنے ہی جاتا ہو یا اس کا امام مسجد کے ساتھ کوئی تعلق ہو۔

یہ بات بالکل ڈھکی چھپی نہیں کہ یہ کردارِ بد ادا کرنے والے صلیبیوں کے معاون پولیس کے لوگ، فیلق ''بدر'' کے لوگ، بعض کرد ''البیشمرکۃ'' اور وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنا دین دنیا کے تھوڑے فائدے کے عوض بیچ دیا ہے۔ یہ منصوبے اس قدر خطرناک ہیں جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ صلیبی جس علاقے کو چھوڑتے ہیں وہ ''فیلق بدر'' اور ان کے معاون پولیس و شہری دفاع کے لوگوں کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔ پھر فیلق بدر کے یہ لوگ، فلسطین میں الدروز شیعہ کی طرح لوگوں کے گھروں پر دھاوے بولتے ہیں جسطرح انہیں ان کے آقا یہودی املا کرواتے ہیں۔ ان افعال میں وہ ایسے سفاکانہ جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں کہ یہودیوں کو بھی پیچھے چھوڑ دیتے ہیں۔ پس اسطرح باطنی فرقوں کے ان گروہوں کے افراد اس بد کرداری کو کر گذرنے کے لیے پوری طرح تیار کیے گئے ہیں۔ کیونکہ ان کا عقیدہ و تاریخ اور دین ایک ہے اور تاریخ ان کی حرکات کی گواہ ہے جو انہوں نے

مسلمانوں کے خلاف رقم کی ہے! یہاں ہم رافضی خبیثوں کی طرف سے صادر ہونے والے دواعلانات کو نقل کرتے ہیں جن سے قاری ان کے حقد وکنیہ اور اہل السنۃ کے لیے ان خبیث رافضیوں کی کراہت کا بخوبی اندازہ لگاسکتا ہے...

پہلا وثیقہ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والصلاۃ والسلام علی محمد رسول اللہ وآلہ المعصومین

اے شیعانِ علی علیہ السلام...

صدّامی سنی کافر نظام کے سقوط کے بعد اور ہماری طرف حکومت کا حق لوٹنے کے بعد اور جس کے عراقی مالک ہیں، ثروات، پٹرول، زراعت وغیرہ، پس ان کا خمس علی علیہ السلام کے شیعہ اور حوزۃ العلمیہ کی طرف سے ہمیں پہنچنا شروع ہوگیا ہے۔ جیسے کہ امریکہ اور برطانیہ نے ہمارے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ ایک سال بعد حکومت ہمارے حوالے کردی جائے گی اور اگلے سال ہمیں اختیارات بھی دے دیے جائیں گے لیکن افسوس کے ساتھ یہ بات سامنے آئی ہے کہ بعض شیعہ عامۃ (سنیوں) کے ساتھ تعاون کرتے ہیں اور عراق میں اور خصوصاً بغداد میں قتل وغارتگری اور لوٹنے کے اعمال میں اور اِفسادی اعمال میں ہمارے ساتھ تعاون نہیں کرتے تاکہ اختیارات ہمارے حوالے کردیے جائیں۔

اس لیے (اے شیعہ) تمہارا اہم ترین کام یہ ہے کہ جس قدر علمی مکاتب ہیں انہیں جلادو اور خاص طور پر دینی مکتبہ جات اور ان پرنٹنگ پریسوں کو بھی جلادو جو ان کی تعلیمات کی کتابیں چھاپتے ہیں جنہیں تفسیرِ قرآن، سنت وحدیث اور تاریخِ اسلامی کہا جاتا ہے تاکہ ہم اس کے بعد قرآن وسنت اور حدیث وتاریخ کی نئی تعلیمات کا آغاز کریں اور اہل بیتِ معصومین کی سنت کو جاری کریں اور لوگوں کو خمینی (ملعون) کی تعلیمات سے آشکار کروائیں اور ہر اس چیز کو چھوڑدیں جو عامہ (سنی) لیکر آئے اور اللہ ہمیں محفوظ رکھے۔

قیادات: قوات بدر

دوسرا وثیقہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلاۃ والسلام علی محمد رسول اللہ وآلہ المعصومین

اے شیعان ابوالحسنین علی سلام اللہ علیہ وعلی آل بیتہ

اللہ تمہیں اور تمہارے ان اعمال میں برکت دے جن میں تم نے جلایا اور سلب کیا اور کافروں کے دور کو ختم کیا۔ اے امتِ علی تمہارے پیچھے ایک مضبوط قوت موجود ہے۔ تم اہل السنۃ میں سے کسی سے بھی نہ ڈرو کیونکہ فیلقِ بدر اتحادیوں کے انتظار میں ہیں کہ کب وہ حکومت ہمارے حوالے کرتے ہیں۔ پس اہلِ انبار، تکریت اور اہل موصل تو قلت میں ہیں اور ہم قوی ہیں اور ہمارا مددگار علی ہے کیونکہ وہ اہل ارض وسماء کا امام ہے۔ موجودہ ایام میں ان کے لیے اپنی دشمنی ظاہر نہ کرو۔ ہم تم سے صرف بغداد پر قبضہ چاہتے ہیں اہل عمارۃ اور جنوب کی جانب سے اور یہ کہ ہمارے قائدین کی تصویریں نشر کی جائیں، ان کے کیسٹ اور وڈیوز نکالے جائیں، سڑکوں، چوراہوں اور گاڑیوں پر، مجلات میں۔ اسی طرح خاص طور پر جب انکی (سنیوں) کی اذانیں بلند ہوں یا ان کے خطبے سنائی دیں تو یہ کام کیے جائیں۔ اسی طرح اگر اہلِ جنوب کے پاس بجلی ہے تو یہ ان کی نہیں پس ان سے بجلی منقطع کر دو۔ ان کی کتابوں کو خرید لو جنہیں وہ ''صحاح'' کا نام دیتے ہیں اور انہیں آگ لگادو۔ ان کی مساجد کو گندا کرو اور ان کی نمازوں کو خراب کرو پس ہمارے ملک میں ان کی کوئی نماز درست نہیں یہاں تک کہ اللہ ان کے خلاف ہماری نصرت کر دے ۔ یہ پیغام جو آپ کی طرف آیا ہے یہ تمہارے امام الحجہ ''عج'' کی وصیت ہے!!!

قیادات: قوات فیلق بدر

(۲)روسی رافضی اتحاد

☆ روسی صلیبی بھی اپنے بھائیوں کی مانند ہیں لیکن ان کا فرقہ آرتھوڈوکس ہے اور ان کا کردار چیچنیا میں اسلام کے خلاف اعلانیہ ہے اسی لیے ہم نے ان کا علیحدہ ذکر کیا ہے اور ایران کے ساتھ محبت کے ان کے رشتے کوئی زیادہ ڈھکے چھپے نہیں ہیں۔

☆ بعض اوقات کوئی یہ سوال کرتا ہے کہ ان دونوں حکومتوں کے تقارب کی کیا وجہ ہے یہ صلیبی کیمونسٹ ہیں اور وہ رافضی حکومت! اس کا جواب یہ ہے کہ روس جو کچھ چیچنیا کے سنیوں کے ساتھ کر رہا ہے وہی اس تعاون کی کافی وجہ ہے اور ہم نے کسی دن نہیں سنا کہ ایران نے چیچنیا میں مظالم بند کرنے کی اپیل کی ہو جبکہ ایران خود اپنے ملک میں اہل السنۃ کا قتل عام کر رہا ہے۔

☆ پھر اس کا تعاون اس وقت بھی واضح ہوتا ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ ایران وسطی ایشیائی نو آزاد ریاستوں میں اپنا اثر ورسوخ بڑھا رہا ہے اور انہی ریاستوں میں اہل السنۃ پر پابندیاں عائد ہیں۔ وہاں اہل السنۃ کی جانب سے کوئی بھی نشاط، حتیٰ کہ امدادی کاروائیاں بھی دہشت گردی شمار کی جارہی ہیں۔ پھر اس کی اور بھی واضح دلیل یہ ہے کہ ایران کے ایٹمی بحران میں جس بڑی طاقت نے سب سے زیادہ اس کی مدد کی اور ظاہراً اسلام کا دعویٰ کرنے والی ریاست کا ساتھ دیا وہ روس ہی تھا!!!

☆ اس تعاون کا راز یہ ہے کہ ایران کافروں کے لیے کوئی خوف پیدا کرنے والا نہیں اور اسلام کے دشمنوں کی خدمت کا فریضہ اس نے قدیم وجدید بہت ادا کیا ہے۔ اسی طرح کون نہیں جانتا ہے کہ روس قیصری صلیبی مملکت کا وارث ہے۔ پس صلیبی مغرب نے شروع سے ہی ایران کے ایٹمی پروگرام پر خاموشی اختیار کی بلکہ مختلف طریقوں سے اس کی پردہ پوشی کی کیونکہ اس نے روس کو یہ کام سونپ دیا تھا کہ مسلمانوں کے خلاف شیعہ کو مسلح ومضبوط کرے!!!

☆ اس لیے بھی کہ سنیوں اور شیعہ کے درمیان طاقت کا توازن پیدا کیا جائے جبکہ پاکستان ایٹم بم بنانے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ پس صلیبی اور یہودی اس کے پیچھے ہیں اور وہ نہیں چاہتے کہ شیعہ کی قوت

کمزور پڑ جائے تا کہ وہ انہیں سونپے گئے اپنے منصوبوں کو مکمل طور پر تکمیل تک پہنچا سکیں۔ باوجود اس کے کہ اس وقت پاکستان پر ایک زندیق مرتد کی حکومت ہے اور وہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اس صلیبی جنگ کا حصہ بھی ہے لیکن اس سب کے باوجود اللہ کے دین کے دشمن اس بات سے خوف کھاتے ہیں کہ کسی دن مسلمان حکومت کی کرسی پر متمکن نہ ہو جائیں۔

☆ پھر اس کا مقصد یہ بھی ہے کہ ایران نے اسلام کے خلاف جنگ میں جو تاریخ کے ادوار میں کردار ادا کیا ہے اسے اسکی خدمات کا صلہ دیا جائے۔ اس لیے ایران کے ایٹمی پروگرام کا مقصد یہ ہے کہ مشرق و مغرب سے مسلمانوں پر ایٹمی طوق ڈال دیا جائے اور انہیں حرکت سے منع کر دیا جائے جب وہ ایک مسلمان حکومت قائم کرنے کی کوشش کریں تو کافروں کی مشرق کی جانب سے بہترین مدد ایران کی طرف سے اور مغرب میں اسرائیلی صہیونیوں کی شکل میں آڑ میسر آئے گی۔

☆ جہاں تک امریکی اعتراضات کا تعلق ہے تو وہ محض دکھلاوے کے لیے اور اس ڈرامے کو پردہ میں رکھنے کے لیے ہیں کہ امریکہ ایران کے ساتھ دشمنی رکھتا ہے ورنہ حقیقتاً ان کی اندرونی محبت اسی طرح ہے۔ ہم اس لیے کہے دیتے ہیں کہ ایرانی ایٹمی معاملہ جوں کا توں قائم رہے گا تا کہ اسلام کے خلاف ان مفادات کا حصول ممکن ہو۔ جو کچھ امریکی دبائو اور بیانات سامنے آرہے ہیں وہ محض آنکھوں میں دھول جھونکنے کے مترادف ہیں جبکہ امریکہ اس کوشش میں ہے کہ ایران کو علاقے میں اسرائیل کے بعد طاقتور ترین حکومت بنادے!!!

☆ اسی منظر نامہ کا ایک حصہ شام میں اور لبنان میں "حزب اللہ" نام کی ایک رافضی خبیث جماعت ہے جس کے بارے میں ہم بار بار متعدد مہینوں کے بعد سنتے ہیں کہ اسرئیل کے ساتھ اسکی جھڑپیں ہوئی ہیں جبکہ اس کا اصل کام اسرائیل کی شمالی سرحدوں کی حفاظت اور مجاہدین کا راستہ کاٹنا ہے!!!

(۳) ہندوستانی رافضی اتحاد

یہ تعاون ایرانی مجوسیوں کے ہندو کے ساتھ جلی مظاہر لیے سامنے آتا ہے جبکہ ہندوستان میں اس کا سرگرم کردار بھارتیہ جنتا پارٹی ادا کر رہی ہے جس کا مشن پورے ہندوستان سے اسلام کا خاتمہ ہے۔ یہ پارٹی اسلام کے خلاف دشمنی کا اعلانیہ اظہار کرتی ہے جبکہ دوسری ہندوستانی جماعت کانگریس خفیہ خبیث سیاست کی راہ اپنائے ہوئے ہے۔ ایرانی مجوسیوں کا ہندو کے ساتھ یہ تعاون اپنے اندر مسلمانوں کے لیے تمام مکروہات کا سامان لیے ہوئے ہے۔ کیونکہ ہندو بھی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے دین کے باقی دشمنوں کی طرح یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ شیعہ کی مسلمانوں کے متعلق نیتیں کیا ہیں؟۔ جہاں تک مقبوضہ کشمیر کا تعلق ہے تو ایران نے اس معاملہ میں انہیں ذلیل کرنے اور ان کے مسئلہ کو ترک کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی جیسے کہ وہ باقی اہل السنۃ کے ساتھ کر رہے ہیں۔

اگر ہم ہندوستان کے اسرائیل کے ساتھ مراسم پر نظر ڈالیں اور پھر ہندوستان اور ایران کے تعلقات دیکھیں تو برائی کی یہ خطرناک تکون اپنے اہداف کے حصول کے لیے مشترکہ کوششیں کرتی دکھائی دیتی ہے۔

یہاں ہم یہ ذکر کرنا نہ بھولیں گے کہ شیعہ یہی کردار ایرانی مجوسیوں کے تعاون سے پاکستان میں ادا کر رہا ہے تاکہ فرقہ پرستی اور لڑائی کو ہوا دیکر شیعیت کے افکار کو پھیلایا جائے۔ یہ کردار صرف سلیم طریقوں تک ہی محدود نہیں رہا بلکہ شیعہ نے عسکری کاروائیوں کے ذریعے اہل السنۃ کے قائدین کو قتل کرنا شروع کیا اور اس کا سب سے پہلا شکار علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ تھے جن کا شیعہ کے عقائد و اباطیل کو ظاہر کرنے میں بہت اہم کردار تھا۔ ان کی کتب نے عربی و اردو زبانوں میں بہت سے حلقوں کو شیعہ کی خرافات سے متعارف کروایا۔ لیکن شیعہ نے باطنی فرقہ کی سنت کو جاری کرتے ہوئے یہ عمل جاری رکھا یہاں تک کہ ایک سلسلہ چل نکلا۔ جس کے بعد پے درپے اعلامِ اہل السنۃ شہید کیے جانے لگے۔ علامہ حق نواز جھنگویؒ... علامہ ضیاء الرحمن فاروقیؒ... اعظم طارقؒ...!!! باطنیوں کا یہی وطیرہ رہا ہے کہ وہ قلت میں ہو کر بھی دلیل و برہان کی بات سے جب عاجز آجاتے ہیں تو خفیہ قتل و غارتگری کی راہ چل

پڑتے ہیں اور اس کے حصول میں مددگار اللہ کے ہر دشمن کے ساتھ تعاون کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔

ہمارا موقف...!!!

دشمن کا ہدف یہ ہے کہ وہ مسلمان ملکوں پر قبضہ کر کے انہیں شیعہ اوران کی تربیت گاہوں میں خفیہ طور پر تیار کی گئی ان کے مثل جماعتوں اور باطنیوں کے حوالے کر دے۔ اس کے ساتھ دشمن اہل السنۃ کے ساتھ یہ سلوک کر رہا ہے اور کرے گا کہ انہیں کسی بھی حکومتی مشارکت سے اور تحرک سے دور رکھے بلکہ انہیں تنگ راستوں پر ڈال دے تاکہ وہ اپنے دشمنوں کا آسان ترین شکار بن جائیں... آج جو کچھ عراق میں ہو رہا ہے وہ اس حقیقت کو بالکل واضح کر دیتا ہے۔

جن ملکوں میں رافضی موجود نہیں وہاں دشمن اقلیات پر تکیہ کر لیتا ہے تاکہ وہ ایسے ممالک کی سیاست میں اپنا خبیث کردار ادا کریں جیسے کہ مصر اور سوڈان میں عیسائی۔ اسی طرح جن ملکوں میں ایسے گروہ نہ ہوں تو وہاں کیمونسٹوں کی یتیم اولاد روشن خیالوں کی صورت میں کرسیءاقتدار پر براجمان کر دی جاتی ہے اور وہ اپنے مالکوں کے منصوبوں کو نافذ کرنے میں کچھ بھی پس و پیش نہیں کرتے اور تاریخ اس بات پر شاہد ہے!

دشمن کے منصوبے ناکام بنانے میں جہاد کا کردار

عراق کی صورتِ حال اللہ کے دشمنوں کی توقعات کے بالکل برعکس ہے پس عراق کے اہل الکرامہ اور باقی مجاہد بھائیوں نے ایمان وروحانیت کو قوی بناتے ہوئے امت کو یہ درس پڑھایا کہ امت کو پیش آمدہ مسائل سے نکالنے کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ ہے ایمان، ہجرت اور جہاد فی سبیل اللہ۔ انہوں نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ یہی راہ دشمن کے منصوبوں کو خاک میں ملا سکتی ہے۔ جبکہ صلیبی اور ان کے شیعہ چیلے صدامی نظام کے گرنے کے بعد یہ خواب دیکھ رہے تھے کہ وہ عراق پر مکمل قبضہ کر لیں گے... لیکن اللہ کافروں کو مسلمانوں پر ہر گز راہ نہیں دینے والا!!

پس عراق میں اہل السنۃ اور باقی ممالک سے ان کے مجاہد بھائی اپنے دین اور اپنی ملت کے دفاع کے لیے لپکے اور انہوں نے قربانی کی ایسی تاریخ رقم کی کہ زبان اس کی توصیف سے عاجز ہے اور ہر خاص وعام کی زبان پر انکا ذکر جاری ہو گیا...

ماذا اقول بوصف ما قاموا به عجز البیان وجفت الاقلام

میں کیا وصف کروں ان کی بطولیت کا کہ بیاں سے باہر ہے اور قلم سوکھ گئے ہیں۔

پس اس جہاد نے شیعہ اور ان کے آقاؤں اور صلیبی نگرانی میں شیعی حکومت کے قیام کے منصوبوں کو خاک میں ملا دیا ہے۔ اس اللہ کی قسم جس کے علاوہ کوئی الہٰ نہیں اگر یہ جہاد نہ ہوتا تو اہل عراق اور اس کے اہل السنۃ دشمن کا سب سے آسان شکار بن جاتے اور اللہ ان پر ذلت ورسوائی مسلط کر دیتا اور ذلیل ترین قوم شیعہ اور اس کے اعوان کو ان پر مسلط کر دیتا... اور یہ سب اس حدیث کے مصداق ہوتا:

{اذا تبایعتم بالعینه واخذتم اذناب البقر ورضیتم بالذرع وترکتم الجهاد سلط الله علیکم ذلاً لا ینزعه عنکم حتیٰ ترجعوا الی دینکم}

جب تم سودی کاروبار کرنے لگو گے اور بیلوں کی دمیں پکڑے کھیتی باڑی میں مشغول ہو جاؤ گے تو اللہ تم پر ذلت مسلط کر دے گا اور اسے اس وقت تک دور نہ کرے گا یہاں تک کہ تم اپنے دین کی طرف لوٹ آؤ (صحیح الجامع)۔

یہ اللہ عزوجل کی سنت ہے کہ جو کوئی اس کے رستے میں اس کے دین کی نصرت کرتا ہے تو اللہ اسے لوگوں میں بلند فرما دیتے ہیں اور اس کا خوف دشمن کے دل میں بٹھا دیتے ہیں۔

مجاہدین ہمارے قائد و سردار ہیں...

اس لیے کہ اللہ عزوجل نے ان کے ساتھ ہدایت، راستے اور کامیابی کا وعدہ کیا ہے۔ جیسے کہ اللہ فرماتے ہیں {سَيَهْدِيهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ} وہ انہیں ہدایت دے گا، ان کے معاملات درست کریگا اور انہیں ان کے لیے بلند کی گئی جنتوں میں داخل کرے گا۔ لہذا امید ان جہاد میں کیے جانے والے فیصلوں کا صحیح ادراک گھر میں بیٹھا ہوا تجزیہ نگار نہیں کر سکتا کیونکہ مجاہدین ہی جہاد کے میدان کے احوال کو سب سے زیادہ جانتے ہیں اور وہ اچھی طرح اس بات کا ادراک رکھتے ہیں کہ کسی بات کی کیا تاثیر ہے۔ اس کی وجوہ درج ذیل ہیں...

(ا) مجاہدین لوگوں میں کامل ایمان والے ہیں کیونکہ وہ عظیم جہاد کرنے والے ہیں اللہ کے اس قول کے مصداق {وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ} اور وہ لوگ جنہوں نے ہماری راہ میں جہاد کیا ہم ضرور انہیں اپنے راستوں کی ہدایت دیں گے اور بے شک اللہ احسان کرنے والوں کے ساتھ ہے (ملاحظہ ہو: الفوائد لابن القیم الجوزیہ/ صفحہ 58)۔

جہاد فی سبیل اللہ دین میں امامت کو واجب کرتا ہے کیونکہ مجاہد لوگوں میں سب سے زیادہ صبر و یقین کا محتاج ہوتا ہے اور اللہ کے اس قول کے مصداق یہی وہ دو صفات ہیں جن کے سبب امامت حاصل ہوتی ہے {وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا ۖ وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يُوقِنُونَ} اور ہم نے ان میں امام بنائے جو ہمارے امر سے ہدایت دیتے تھے بسبب ان کے صبر کے اور ہماری آیتوں پر یقین کرنے کے۔(ملاحظہ ہو: مجموع الفتاویٰ لشیخ الاسلام ابن تیمیہ 28/442)۔

کثیر اہلِ علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ جب کسی چیز میں اختلاف واقع ہو جائے تو پھر اہلِ جہاد کو دیکھا جائے کہ ان کا کیا موقف ہے جیسے کہ یہ قول نقل کیا گیا عبد اللہ بن مبارک اور احمد بن حنبل سے آیتِ ہدایت سے استدلال کرتے ہوئے (مصدرِ سابق)

اس لیے سب کو چاہیے کہ مجاہدین کا ساتھ دیں کہ وہی ہمارے قائد و سردار ہیں جن کے پاس صحیح طور پہ قیادت کا حق ہے جبکہ انہوں نے سابقہ تاریخی تجربات سے ثابت کر دیا ہے کہ وہی ہمیشہ دین و

ملت کا دفاع کرنے والے... قربانیاں دینے والے اور... مفسد دشمن کو تباہ کرنے والے ہیں !!۔ اس لیے بھی کہ جب مشکل وقت آتا ہے تو اکثریتِ اہل السنۃ بھی گھروں میں بیٹھی غاصب کے ساتھ نہ صرف تعاون کرتی ہے بلکہ ان کی کٹھ پتلی حکومتوں میں نوکریاں کر رہی ہوتی ہے۔ پھر ان کے پیچھے جن لوگوں کا کردار ہے وہ امت کے چند مخلص نوجوان ہیں پس ان کو اچھے مشورے، نصیحت اور نصرت کے ساتھ یاد رکھنا چاہیے۔

حکومتوں کا کردار...

مسلمان حکومتوں میں اگر چہ اہل السنۃ موجود ہیں لیکن انہیں اس سے کوئی سروکار نہیں کہ اسلام کے خاتمہ کے لیے کیا منصوبے بنائے گئے ہیں اور عسکریت کے ذریعے مسلم ممالک پر قبضے کیے جا رہے ہیں۔ کیونکہ ان کا ایک ہی ہدف ہے ایک ہی چاہت ہے... کرسی پر باقی رہنا اور کرسی کا تحفظ کرنا!!!۔ یہ حکام جنہیں شہوتوں نے اندھا کر رکھا ہے، بھول گئے ہیں کہ ان کے دشمن کسی بھی حد پر نہ رکیں گے اور جتنا مرضی وہ اپنے دین سے روگردانی کر لیں ان کے دشمن اسے کافی نہ سمجھیں گے... یہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا قرآن ہے جو ہمیں اس کی خبر دیتا ہے { وَلاَ يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوا (البقرہ:۲۱۷) } اور وہ تم سے لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ اگر ان کا بس چلے تو تمہیں دین سے ہٹا دیں۔ اسی طرح اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا فرمان ہے { وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَاءً } اور وہ چاہتے ہیں کہ تم بھی ان کی طرح کفر کرو تا کہ تم دونوں برابر ہو جاؤ!!!

اس صلیبی حملہ میں جسکی قیادت امریکہ کر رہا ہے اور ان حملوں میں جہاں شیعہ صلیبیوں کے تعاون سے مسلمان ملکوں پر قبضہ جمانا چاہتے ہیں... تمام مسلمان حکمران اس کے جواب دہ و ذمہ دار ہیں کیونکہ ان پر امت کے دفاع و حفاظت کا فرض ہے۔ لیکن جب وہ اس مجرمانہ خاموشی کے ساتھ اس صلیبی جنگ میں فعال کردار ادا کرنے لگیں تو ان کا یہ کام انہیں دشمنوں کی صفوں میں لا کھڑا کرتا ہے اور پھر امت کو پورا پورا حق ہے کہ ان کے ساتھ وہی تعامل برتے جس کے وہ حق دار ہیں۔

اس پر ان کا یہ کہنا کہ وہ ان حملوں کو روکنے کی قدرت نہیں رکھتے، انہیں مسئولیت سے بری نہیں کرتا جبکہ انہوں نے قیادت بھی اجنبی کو سونپ دی ہے اور وہ مسلمانوں کی سرزمینوں میں دندناتا پھرتا ہے۔ تاریخ ان کا ذکر ایسے ہی کرے گی جیسے کہ ان جیسے لوگوں کا ہوتا ہے اور اندلس کا حال اور ان طوائف الملوکیوں کا حال ہم سے کچھ زیادہ دور کی بات نہیں جنہوں نے اپنا آپ صلیبیوں کو اس ہدف کے ساتھ بیچ دیا کہ وہ کرسی پر براجمان رہیں... انہیں تاریخ کبھی بطورِ خائن وغدار کے نہیں بھولے گی اور ان کے اس کردار کے سبب مسلمان ملکوں میں ان پر لعنت کی جاتی رہے گی۔ یہ مجروح فلسطین جو اللہ سے ابھی تک شکوہ کررہا ہے... اس دن کا جب مسلم حکمرانوں نے اسے اونے پونے بیچ دیا۔ کاش کہ وہ اس وقت اتنا ہی رک جاتے جتنا کہ خلافتِ عثمانیہ کا آخری خلیفہ عبدالحمید ثانی رکا۔ جب یہودیوں نے اسے فلسطین بیچنے کی پیش کش کی تو اس نے انکار کردیا حالانکہ اس کی حکومت اس وقت دشمنوں کے اقتصادی محاصرہ کے سبب مال کی سخت محتاج تھی۔

علمائے مسلمین کا کردار...

علماء کی مسئولیت و ذمہ داری حکمرانوں سے کسی طور کم نہیں ہے اور اس لیے بھی کہ وہ انبیاء کے وارث ہیں اور خیر کی طرف راہنمائی کرنے والے اور معروف کا حکم دینے والے اور وہ امت کی آنکھوں کی مانند ہیں جس سے وہ حق و باطل کو پہچانتی ہے...اور ان کے بغیر امت ضلالت کے میدانِ تیہ میں سرگرداں پھرتی رہتی ہے۔ یہاں علماء سے ہماری مراد ربانی علماء ہیں جو اپنی زندگیوں کو علم و عمل اور دعوت میں فنا کردیتے ہیں اور اس رستے میں آنے والے مصائب اور اذیتوں پر صبر کرتے ہیں۔ وہ ان لوگوں میں سے ہوتے ہیں جو دنیا کو ہرگز ترجیح نہیں دیتے اور اپنی آخرت کو دنیا کے کم فائدے کی خاطر برباد نہیں کرتے۔ نہ ہی وہ اس بات پر راضی ہوتے ہیں کہ دشمن ان کی سرزمینوں کو روندے اور اسے پامال کرے۔ ربانی علماء تو بطل وحریت کی راہ چلتے ہیں اور ہمیشہ جہاد و شہادت کے ذکر کی تذکیر کرتے ہیں۔ پھر جب امت پر کڑا وقت آتا ہے تو وہ امت کی قیادت کرتے ہوئے اسے معرکوں کے میدان میں

لے جاتے ہیں اور رشد و ہدایت کی راہ دکھاتے ہیں... ایسے ہی ہمارے اسلاف تھے اور وہ ایسے ہر گز نہ تھے کہ محض علم کے حلقات پر تکیہ کر کے بیٹھ جائیں۔

امت کے وجود کا دفاع حتمی طور پر ان کی رائے پر موقوف ہوتا ہے اس لیے علماء پر یہ واجب ہے کہ وہ حق جہراً کھل کر بغیر کسی طاغوت سے خوف کھائے بیان کریں تاکہ وہ اللہ کی وعید کا مصداق نہ ٹھہریں۔ اللہ فرماتے ہیں {إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِن بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ ۙ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ} بے شک وہ لوگ جو ہماری نازل کردہ ہدایت کو کتاب میں ہمارے بیان کیے جانے کے باوجود چھپاتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ لعنت کرتا ہے اور لعنت کرتے ہیں لعنت کرنے والے۔ اور ان پر لازم ہے حق کو ڈنکے کی چوٹ کہنا... {الَّذِينَ يُبَلِّغُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ وَيَخْشَوْنَهُ وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ...} وہ لوگ جو اللہ کی رسالت کا پیغام پہنچاتے ہیں اور اللہ کے علاوہ کسی سے نہیں ڈرتے... اور انہیں ڈرنا چاہیے کہ وہ لوگوں کو حق سے گمراہ کرنے کا وسیلہ بن جائیں {لِيَحْمِلُوا أَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِينَ يُضِلُّونَهُم بِغَيْرِ عِلْمٍ أَلَا سَاءَ مَا يَزِرُونَ} کہ قیامت کے دن وہ اپنا کامل بوجھ اٹھائیں گے اور ان لوگوں کا بوجھ بھی اٹھائیں گے جنہیں وہ بغیر علم کے گمراہ کرتے ہیں تو کیا ہی برا بوجھ ہے جو وہ اٹھائیں گے۔ اس گمراہی میں سے یہ ہے کہ غاصب دشمن کے قبضہ کو تسلیم کرنے کے لیے امت کے سامنے باطل عذر پیش کیے جائیں، عدمِ قدرتِ مزاحمت اور ولی الامر کی عدم مواقفت کے بہانے بنائے جائیں۔ پھر اس کے بعد وہ دوسری بعید اشیاء میں امت کو مشغول کر دیتے ہیں اور اہم ترین امور کو ترک کر دیتے ہیں۔ پس اولین ترجیح جس بات کے بیان و توضیح کی ہونی چاہیے وہ ہے ... ''موجودہ صلیبی جنگ''!! جسے صلیبیوں نے امت کے خلاف شروع کر رکھا ہے۔

ایسے لوگ جو اپنی نسبت علم کے ساتھ کرتے ہیں اور پھر وہ چاہتے ہیں کہ امت دشمن کے ہاتھوں لٹتی رہے اور وہ اس کا خون بہائے، اس کی عزتوں کو پامال کرے اور ان کے وسائل لوٹے... تو وہ سوائے علماء ومشائخ سوء کے اور کچھ نہیں ہیں جنہوں نے اپنا دین دنیا کے تھوڑے فائدے کی خاطر بیچ دیا

ہے۔ پھر ان میں ایسے ہیں جو جہاد سے منع کرنے کے فتوے داغتے ہیں اور اسے فتنہ قرار دیتے ہوئے اس سے بھاگنے کا درس دیتے سنائی دیتے ہیں۔ بعض ان میں تنخواہ دار ہوتے ہیں اور وہ اپنے حاکم کے باطل احکام کی بھی تعمیل کرتے ہیں کیونکہ ان کو اپنی نوکری بچانا ہے اور ''سلامتی'' اختیار کرنا ہے۔ بلکہ ایسے لوگ اپنے افعال کے لیے ان باطل فتووں کا سہارا لیتے ہیں تاکہ وہ اپنے آپ کو ''پکڑ'' سے بچالیں!!

ان لوگوں کا کردار ان صوفیوں کی طرح ہے کہ جب امت اپنے دشمن کے خلاف خونریز معرکہ میں مشغول تھی تو وہ اپنے ذکر میں مشغول تھے۔ یہ ایسے گروہ سے تعلق رکھتے ہیں جن کی تاثیر صرف جاہلوں پر ہی ہوتی ہے یا ان لوگوں پر جو ان کے منہج پر چل رہے ہوتے ہیں!!!

اس لیے علمائے صادقین کو چاہیے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے لیے کھڑے ہو جائیں اور اپنا کردار ادا کریں جیسے کہ اس کا حق ہے۔ ورنہ میدان اوپر مذکور گمراہوں اور جاہلوں کے لیے کھلا رہ جائے گا اس لیے وہ اپنے کندھوں پر پڑی بھاری ذمہ داری کو محسوس کریں اور امت کے سامنے بیان کریں کہ دشمن کے ساتھ اسے کیسا تعامل کرنا ہے... کہ یہی وہ فریضہ ہے جس کے لیے اللہ نے انہیں اپنی رسالت کا پیغام پہنچانے کے لیے منتخب کیا ہے۔

''حزب اللہ'' اور امت کی حالت!!!

موجودہ حالات میں اس جماعت کا کردار جو خود کو ''حزب اللہ'' کہتی ہے بہت خبیث ہے۔ اس شیعی رافضی جماعت نے موجودہ حالات میں معاملات کو ملوّن کرنے میں بہت چالاکی کا مظاہرہ کیا ہے۔ اس نے دشمن کے سامنے یہ ظاہر کیا ہے کہ شیعہ ہی غاصب کے سامنے کھڑے ہیں اور اس کے لیے انہوں نے ''تحریکِ مزاحمتِ اسلامیہ'' کا بھیس بھی استعمال کیا ہے اور فلسطینی کارڈ کو بھی خوب استعمال کیا ہے کیونکہ وہ امت کا حساس ترین مسئلہ ہے۔ یہاں سے اس حزب نے لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے اور انہیں گمراہ کرنے کا کام شروع کیا ہے۔ ایسے لوگ ان کا آسانی سے شکار ہو گئے ہیں جو شیعہ کی حقیقت اور اس کے خبیث کردار سے واقف نہیں۔ کون نہیں جانتا کہ یہ حزب ایران کی

سرپرستی اور یہودیوں کی ''برکت'' سے چل رہی ہے اور اسے لبنان کے پڑوسی ممالک کی حمایت بھی حاصل ہے۔ اس حزب کے اہداف کا خلاصہ یہ ہے...

(۱) جنوب سے ابتدا کرتے ہوئے لبنان کے کونے کونے میں شیعیت کو پھیلانا اور سنیوں کا مکمل خاتمہ کرنا!

(۲) لبنان میں اہل السنۃ کی جماعتوں کو ختم کرنا اور انہیں کسی بھی حکومتی عہدہ تک پہنچنے سے روکنا اور معاشرے کی لگام شیعہ اور عیسائیوں کے ہاتھ میں دینا!

(۳) غاصب اسرائیلیوں کے خلاف دشمنی کا ڈرامائی کردار ادا کرنا تاکہ شیعہ کی خیانتوں اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے دین کے دشمنوں کے ساتھ ان کے تعلقات کی شہرت کو کم کیا جائے!

(۴) عام اہل السنۃ کو فلسطینی مسئلہ کی نصرت کے معاملہ میں گمراہ کرنا اور وحدتِ مزاحمت کے پردہ میں سنیوں کو نوکریاں دینا تاکہ ایران کے لیے پراپیگنڈہ کیا جائے۔

(۵) لبنان کو صلیبیوں اور شیعوں کے تمام منصوبوں کی تکمیل کے لیے آماجگاہ بنانا۔

وہ بات جو ہم کہتے ہیں اس کی سچائی کی دلیل اس حزب کا وہ موقف ہے جو اس نے موجودہ احداث میں اپنایا۔ افغانستان پر قبضہ سے لیکر عراق تک شیعہ کی مناصرت اور اجنبی غاصب کی تائید اور اس اثناء میں عوام کو دھوکہ میں مبتلا رکھنے کے لیے امریکہ کے خلاف دشمنی کے جھوٹے کھوکھلے دعوے!!

جبکہ قطعی دلیل جو کسی بھی ادنیٰ سے شک کو باقی نہیں چھوڑتی ہے وہ اس حزب کے سابق ''امین۔ صبحی الطفیلی'' کا بیان ہے جس میں اس نے اس حزب کو اسرائیل کا ایجنٹ اور اسکی شمالی سرحدوں کا محافظ بیان کیا ہے۔ پس میرے ساتھ آپ اس کی گواہی کو سنیں جو اس نے ''الجزیرۃ اور العربیہ'' چینل میں دی۔ اگرچہ العربیہ چینل کے دشمن کا نیٹ ورک ہونے کے باعث میں اس کو نقل نہیں کرنا چاہتا لیکن میں نے نبی ﷺ کے اس قول کے مصداق عمل کیا{صدقك

وھوکذوب} اس نے تجھ سے سچ کہا جبکہ وہ جھوٹا ہے! جبکہ الجزیرہ کے بارے میں بحث کا یہاں موضوع نہیں!! یہ ملاقات جو 23 جولائی 2004 کو ہوئی وہ کچھ یوں ہے...

پروگرام کے میزبان نے کہا "گویا کہ آپ حزب اللہ پر الزام لگارہے ہیں کہ وہ اسرائیلی سرحدوں کی حفاظت کرتی ہے؟!!

صبحی الطفیلی: ہاں... میں کیا الزام لگاؤں اور کیا کوئی ایسا ہے جو اس میں شک کرتا ہو۔ جب سے اسرائیلی اس معاہدے کے ساتھ نکلے ہیں 1996 سے جس میں حزب اللہ نے اعتراف کیا کہ وہ فلسطینی مزاحمت کاروں کو اسرائیلی اہداف کو نشانہ بنانے کی اجازت نہ دے گی۔ یہ ارضِ لبنان کے اندر لبنانی مزاحمت ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ لبنان میں اسرائیلی فوجی موجود ہیں اور انہیں لڑنے کا حق ہے لیکن فلسطین کے معاملے میں اس کی آزادی کے مسئلہ میں مجاہدین کو کوئی حق نہیں... یہی اصل مصیبت ہے!!

اسی طرح العربیہ چینل میں اس نے کہا "کہ اسرائیلی سرحدوں پہ موجود حزب اللہ کا کام اسلحہ اٹھا کر اسرائیلی سرحدوں کی حفاظت کرنا ہے اور جو اس کی تصدیق نہیں کرتا تو وہ وہاں جاکر اسرائیل کے خلاف کوئی کاروائی کرنے کی کوشش کرکے دیکھ لے تاکہ وہ دیکھے کہ اسے کون منع کرے گا... اسے جیل میں ڈالے گا... تعذیب دیگا... اور اس سے کون انتقام لے گا...!

اور جو کوئی ان دو ملاقاتوں کی زیادہ تفصیل چاہتا ہے تو وہ ان چینلوں کی ویب سائٹوں پر موجود ہیں جاکے دیکھ لے تاکہ اس کے لیے حجت قائم ہو جائے... اور وہ بھی جو ابھی تلک رافضیوں کے ساتھ خیر کا جذبہ رکھتا ہے اور ان کے حقیقی تاریخ وعقائد کو بھلائے ہوئے ہے!!!

موجودہ صلیبی جنگ میں مسلمانوں کا کردار...

اب تک صلیبیوں اور شیعہ کے اتحاد کے بارے میں جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے وہ کافی ہے لیکن اہم سوال یہ ہے کہ ہم مسلمانوں کا کیا کردار ہے؟!!... شر کے اس محور کو ختم کرنے میں جس کے پیچھے صہیونی

ہیں جو اپنے اہداف کے لیے ہر دو طبقہ کو استعمال کر رہے ہیں۔اس موضوع میں ہم ہر مسلمان سے مطلوب کردار کو ذیل کے نقاط میں بیان کرنا چاہتے ہیں۔

(۱) رافضہ کی معرفت اس کے حقیقی روپ میں، اور ان کے افکار کی اطلاع اور ان کے اسلام سے انحراف کا علم اور ان کے ساتھ عدم حسنِ ظن رکھنا چاہیے۔اس کے ساتھ ہر مسلمان پر واجب ہے ان کے مکر وفریب پر گہری نظر رکھے!!!

(۲) اسی طرح پوری باریک بینی کے ساتھ رافضی صلیبی اتحاد پر نظر رکھیں تاکہ امت ان کے دھوکہ میں مبتلا ہو کر کسی بڑے خطرہ میں نہ گھر جائے اور اس اتحاد کے خلاف لڑنے کی تیاری کرے اور ان دشمنوں کی جانب سے ہمیشہ بد سے بدتر سلوک کی توقع رکھے کیونکہ یہ اخلاق و دین سے عاری لوگ ہیں۔

(۳)مسلمان اہل السنۃ کے ساتھ مسلسل رابطہ میں رہے اور ان سے جڑا رہے تاکہ ان کی قوت بڑھے اور وہ مل کر دشمن کے خلاف بہتر تیاری کر سکیں۔

(۴) ان غفلت میں پڑے لوگوں کو خبر دار کرے جو ابھی تک رافضیوں کے ساتھ خیر کی توقع اور امیدیں وابستہ کیے ہوئے ہیں۔انہیں بتائے کہ کس طرح یہ لوگ اللہ کے دین کے دشمنوں کے ساتھ ہر قسم کا تعاون کرنے کے لیے مستعد ہیں تاکہ وہ مل کر اس دین کا خاتمہ کر دیں۔

(۵)دشمن کے ان منصوبوں کا قلع قمع کریں جس کے ذریعے وہ شیعیت کے افکار کو پھیلانے کی سعی کر رہا ہے۔اس کی ایک صورت یہ ہے کہ لوگوں کے سامنے ان کی رسوائیت پسندی اور رذالتوں کو بیان کیا جائے اور اسلام کے مفاہیم کو کتاب وسنتِ صحیحۃ کی روشنی میں نشر کیا جائے۔اس کے ساتھ ساتھ ان کوششوں کو بھی روکا جائے جن کے تحت بعض اسلامی ممالک میں رہن سہن کے انداز کو تبدیل کیا جارہا ہے۔یہ کام شیعہ بڑے منظم انداز میں کر رہے ہیں جس میں اس صلیبی جنگ کی لپیٹ میں آئے ملک خاص طور پر شامل ہیں۔

(٦)موجودہ دور کے فتنوں کے سامنے لوگوں کو توحید کی طرف بلایا جائے اور انہیں اہل السنۃ والجماعۃ کے منہج پر گامزن ہونے کی تاکید کی جائے۔کیونکہ توحید ہی وہ بہترین وسیلہ ہے جس کے ساتھ ان رافضی باطنیوں کے افکار کو روکا جاسکتا ہے۔اس لیے بھی کہ انبیاء علیہم السلام کی دعوت توحید کے ساتھ ہی پھیلی اور جب لوگ توحید کو جان جائیں گے تو اسی کے ذریعے شرک کے مظاہر ختم ہوں گے۔

(٧) مسلمانوں کے امور کا اہتمام کیا جائے اور ان کے حالات کے ساتھ تفاعل برتا جائے اور انہیں انانیت وذاتیت سے نکالا جائے اور انہیں اس بات کی یاد دہانی کروائی جائے کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اور اس بھائی چارے کے سبب دوسرے مسلمان کی نصرت، نصیحت، اور مشکل وقت میں مدد واجب ہے!! جیسے کہ حدیث میں ہے:

{ ما من امریء یخذل امرءا مسلما فی موطن ینتقص فیہ من عرضہ وینتھك فیہ من حرمتہ الا خذلہ اللّٰہ تعالیٰ فی موطن یحب فیہ نصرتہ وما من احد ینصر مسلما فی موطن ینتقص فیہ من عرضہ وینتھك فیہ من حرمتہ الا نصرہ اللّٰہ فی موطن یحب فیہ نصرتہ}

جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کو ایسے موقع پر رسوا کرتا ہے کہ اس کی عزت پامال ہو رہی ہو اور اس کی حرمت لُٹ رہی ہو تو ایسے شخص کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ایسے ہی موقع پر ذلیل کرے گا جس میں وہ اس سے نصرت کی امید لگائے ہوئے ہو گا اور جو اپنے مسلمان بھائی کی ایسے موقع پر نصرت کرتا ہے جہاں اس کی عزت پامال ہو رہی ہو اور اس کی عزت لٹ رہی ہو تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ایسے شخص کی نصرت کرے گا جہاں وہ اس سے نصرت چاہے گا(صحیح الجامع)

(٨)مسلمانوں کو اپنے مسلمان بھائیوں کی نصرت کے لیے نکلنے کی ترغیب دینا اور انہیں عصبیت اور قومیت کے بھنور سے نکالنا۔انہیں سمجھانا کہ ہمارا سارے مسلمانوں کے ساتھ تعلق صرف اسلام کا ہے اور یہ تعلق ہر تعلق سے قوی ہے جیسے کہ ابن قیم کہتے ہیں{أخوۃ الدین انسب من

أخوۃالنسب } دین کا بھائی چارہ نسب کے بھائی چارے سے زیادہ قوی ہے۔ ان کے غم ایک ہیں وہ دوسرے علاقوں میں بسنے والے افراد ملت کو اتنا ہی اپنے جسم کا حصہ سمجھتے ہیں جتنا وہ اپنے علاقہ کے لوگوں سے محبت رکھتے ہیں۔ ان کے غم اور دکھ ایک ہیں، وہ امتِ واحدہ ہیں اور جب ان کے جسم کے کسی ایک حصہ میں درد ہوتا ہے تو سارا جسم تکلیف میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ یہ سب باتیں اللہ کے دین کے دفاع کی مسئولیت کو تمام مسلمانوں پر فرضِ عین کردیتی ہیں بصرفِ نظر ان کے وطنوں، رنگ وقومیتوں اورذاتوں کے!!!

(۹)علم کا حصول اپنے اوپر واجب سمجھنااور دشمن کے منصوبوں کا احاطہ کرنااللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے اس قول کے مصداق { وَكَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ وَلِتَسْتَبِينَ سَبِيلُ الْمُجْرِمِينَ } اور ہم آیات کو کھول کھول کر بیان کرتے ہیں تاکہ مجرموں کا راستہ واضح ہوجائے۔اس لیے امت کو چاہیے کہ وہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے قول {وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم ...الخ }کے مصداق عمل کرے اور دشمن کو اپنی تیاری کے ساتھ دہشت زدہ کرے اور اسے مرعوب رکھے۔پس مسلمان اپنی جانوں کو ایمانی و بدنی دونوں طور پر تیار کریں اور گھر بیٹھ کے دشمن کا انتظار نہ کرتے رہیں۔

آخر میں، میں کہتا ہوں...

آج امت پہ جو افتاد بن پڑی ہے اسے دیکھ کر ہر مومن کا دل خون کے آنسو روتا ہے۔ کہ زمین کا کوئی چپا ایسا نہیں جہاں کہیں پانی کی طرح روانی کے ساتھ بہتا ہوا خون اگر نظر آتا ہے تو وہ کسی اور کا نہیں بلکہ ماضی قریب میں انسانیت کی اس قائد ملت کا ہے جس نے آتش پرستوں کے وجود کو مٹاڈالا تھا... جس کی اذانوں نے اس زمین کے ہر کونے کو نغمہءتوحید سے معمور کردیا تھا... جس کی دعوت نے انسانیت کو باطل ادیان کے ظلم وجبر سے آزاد کروادیا تھا... جس کے فرشتہ سیرت کردار نے الحاد وزندقہ میں ڈوبے انسانوں کو انگشت بدنداں ہونے پر مجبور کردیا تھا... مدینہ سے لیکر ہندوستان کے ساحلوں تک بائیس لاکھ مربع میل پر حکومت کرنے والی جن کی فوج کو جب کوئی مفتوحہ علاقہ خود سے چھوڑنا پڑتا تھا تو

مفتوح اقوام خود آ کے انہیں عرض کرتی کہ ہمیں چھوڑ کے نہ جاؤ اور کہتیں {لعدلکم احب الینا من ظلم حکامنا مع انکم علی غیر دیننا} تمہارا عدل ہمیں اپنے حکمرانوں کے ظلم سے زیادہ محبوب ہے باوجود اس کے کہ تم ہمارے دین پر نہیں ہو!!! لیکن آج وہ کہاں ہیں... زمین میں ایسے لوگوں کا نشان تک نہیں ملتا...!!! اس کے ساتھ ساتھ قاری کو یہاں اچھی طرح غور کرنا چاہیے کہ کیوں کافر یہودی وصلیبی ہمیں تعلیمی نصاب میں اپنی تاریخ پڑھنے کے بجائے اپنے بدکرداروں کی تاریخ پڑھنے پر لگانا چاہتے ہیں۔ اس کا سبب صاف واضح ہے کہ جب ہم اصل تاریخ سے روشناس ہوگئے تو آئندہ نسلیں اپنے دشمن کو اچھی طرح پہچان لیں گی اور اس کے سدِباب کے لیے سعی کریں گی۔ اسی لیے بعض کمینے ہمیں ہندوستان کی تاریخ یہ کہہ کر پڑھانا چاہتے ہیں کہ پاکستان بھی ہندوستان کا حصہ ہے اور ہماری ثقافت ایک ہے!!!

پس میں اپنے آپ کو اور امت کو اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کی طرف لوٹیں اور اس کے دین کے ساتھ تمسک کریں۔ امت کو پیش آمدہ متوقع خطرات کے حجم کا اندازہ کریں اور اس کے لیے تیاری کریں!!!... اور مبارکباد کا مستحق ہے وہ مسلمان جس نے اپنے نفس کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی راہ میں قربان کر دیا اور دنیا کی جاہ حشمت کو اپنے پیروں تلے روند ڈالا... اور افسوس کا مستحق ہے وہ مسلمان جو اپنی خواہش کا غلام بنا رہا اور شقی القلب بن کے زندگی گزارتا رہا اور مسلمانوں پر بیتنے والی قیامت سے آنکھیں بند کیے رہا... ہم اسے اس کے خالق ومالک رب کی ان آیات میں تدبر کی دعوت دیتے ہیں

{ وَكَمْ قَصَمْنَا مِن قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَأَنشَأْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا آخَرِينَ فَلَمَّا أَحَسُّوا بَأْسَنَا إِذَا هُم مِّنْهَا يَرْكُضُونَ لَا تَرْكُضُوا وَارْجِعُوا إِلَىٰ مَا أُتْرِفْتُمْ فِيهِ وَمَسَاكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْأَلُونَ قَالُوا يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ فَمَا زَالَت تِّلْكَ دَعْوَاهُمْ حَتَّىٰ جَعَلْنَاهُمْ حَصِيدًا خَامِدِينَ }

اور بہت سی بستیاں ہم نے تباہ کر دیں جو ظالم تھیں اور ان کے بعد ہم نے دوسری قوم کو پیدا کر دیا۔ جب انہوں نے ہمارے عذاب کا احساس کر لیا تو لگے بھاگنے۔ اب بھاگ دوڑ نہ کرو اور جہاں تمہیں آسودگی دی گئی تھی وہیں لوٹو اپنے مکانات کی طرف جاؤ تا کہ تم سے سوال تو کر لیا جائے۔ کہنے لگے ہائے ہماری خرابی بے شک ہم ظالم تھے۔ پھر تو ان کا یہی قول رہا یہاں تک کہ ہم نے انہیں جڑ سے کٹی ہوئی کھیتی اور بجھی پڑی آگ کی طرح کر دیا(الانبیآء 11-15)۔

ہم اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ مسلمانوں کو ان کے دشمنوں کی چالوں سے محفوظ رکھے اور ان کی دشمن کے خلاف مدد کرے اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہماری آنکھوں کو اپنے دین کی نصرت و تمکین کے ساتھ ٹھنڈا کرے... عرب و عجم کے حکمرانوں پر ہمیں ایسا دن دکھائے جس سے ہمارے سینے ٹھنڈے ہو جائیں۔

انه على ذالك قدير وبالاجابة جدير

اخوکم فی الدین

ابو معاویۃ حسن علی فاروقی حفظہ اللہ

هل اتاك حديث الرافضة

کا اردو ترجمہ

کیا تجھے رافضیوں کی خبر پہنچی ہے؟

للامام الشهيد:

احمد فضيل نزال الخلايله { ابو مصعب الزرقاوی رحمہ اللہ }

صاحب مضمون امام الشہید ابو مصعب الزرقاویؒ

تُبکی الصخور لوضعها المأساوی		یا للرجال لحرۃ مأسورۃ
أسد الثّری وقریعها الزرقاویؒ		صرخت۔۔۔۔فعاد لها صداها خلفه
من باول للخائن الغرباوی		غضبان یجزی المجرمین بجرمهم
بالسیف لا بوثیقة وفتاوی		بکتیبة خرساء أسمع صوتها
اعمیٰ أصماً ان دعاه الغاوی		لم یرتض عیش الخلوف کأنه
ك المدخلی ویوسف القرضاوی		لا تسمعن لمرجف ومخذلٍ
وأتی بنهج للعراق سماوی؟!		أیُذم من رکع الصلیب أمامه
وأتی بنهج للعراق سماوی؟!		أیُذم من رکع الصلیب أمامه
فی منبر التوحید خیر مداوی		ان کنت مکلوماً بشبهة خائن

☆ اے طوفانوں میں گھرے آزاد جوانوں تمہاری تکالیف دیکھ کر چٹانیں بھی رو دیتی ہیں

☆ جب میں چیخا تو اسکی کی گونج سے صدا آئی زمین کا سردار شیر "الزرقاوی" ہے

☆ وہ ایسا غضبناک ہے جو پاول اور اس کے خائن چیلوں کو ان کے جرم کی سزا دیتا ہے

☆ ایک ایسے گرجدار گروہ کے ساتھ جسکی آواز فتووں اور بیانات کی نہیں بلکہ تلوار کی آواز ہے۔

☆ اگر کوئی اسے دنیا کی طرف بلائے تو جہاد سے پیچھے رہنے کی زندگی پر وہ ہرگز راضی نہیں ہے

☆ کسی بھی رسوائیت پسند کی طرف تو دھیان نہ دے چاہے وہ مدخلی ہو یا پھر یوسف قرضاوی!

☆ کیا وہ شخص مذمت کے لائق ہے کہ جس کے سامنے صلیب جھک گئی اور اس نے عراق کو آسمانی منہج پہ لگا دیا۔

☆ اگر تو اس نہج کے بارے میں کسی شبہ کا شکار ہے تو منبر التوحید پہ تیرے شکوک رفع ہو جائیں گے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا تجھے رافضیوں کی خبر پہنچی؟

بسم اللّٰہ الذی له الحکم والامر کله والیه المعاد، والحمد للّٰہ الذی قدر الافتراق لھذه الامة فرقاً فلاتقارب ولایکاد، والصلاۃ والسلام علی من استثنیٰ من ھذه الفرق بالنجاۃ واحدۃ ومن عداہم وعاداھم یکاد۔

امابعد...!

ہم نے تاریخ کا مطالعہ کیا تو اس کے ماضی و حاضر میں اور نہ ہی آنے والے مستقبل میں ہم نے کوئی ایسی قوم رافضیوں سے بدتر پائی ہے جس کی سیرت قباحتوں سے بھرپور ہو۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ان رافضیوں کو رسوا کرے کہ جنہوں نے اس کے دین کو بدل ڈالا اور اس کے سیدھے رستے کو ٹیڑھا کر دیا۔ اس اعلیٰ دین کو انہوں نے ادنی معاملات سے بدل دیا اور یہودیوں کی خباثتوں اور عیسائیوں کی گمراہیوں کا ملغوبہ لے کر ایک ایسا دین نکالا تاکہ وہ نیا دین اسلام کے دشمنوں کے ادیان سے مناسبت رکھے۔ وہ ایک ایسا دین لے کے آئے جو اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ اس امت کے آخری لوگ اس کے پہلوں پر (نعوذ باللہ) لعنت بھیجیں، قرآنِ مجید کا مکمل انکار کر دیں، شریعت کو معطل کر دیں، قبلہ کے بارے میں شرک کا ارتکاب کریں، یہاں تک کہ مسلمان اپنے قبلہ کو چھوڑ کر کربلا و مشہد کی طرف رُختِ سفر باندھنے لگ جائیں اور مسلمانوں میں دین کے نام پر فحاشی کو پھیلایا جائے۔

اس لیے ہم نے اپنے رب سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف معذرت کرتے ہوئے لازمی سمجھا کہ ہم اس قوم کے جرائم کو بے نقاب کر دیں تاکہ شاید وہ باز آجائیں۔

قبل اس کے کہ ہم رافضیوں کی جملہ خیانتوں کے متعلق گفتگو کریں ایک بات کو مد نظر رکھ لینا بہت ضروری ہے کہ!

جب ہم لفظِ ''رافضہ ''بولتے ہیں تو اس سے ہماری مراد وہ بڑا گروہ ہے جو ان ایام میں موجود ہے اور وہ ہیں ''شیعہ جعفریہ، اثناعشریہ'' ۔ اس بات کو بھی ملحوظ رکھنا چاہیے کہ ائمہ نے ان کے اندر موجود ان تمام غالی فرقوں کا اعتبار کیا ہے جو کہ امامیہ کی طرف منسوب ہیں۔ پس جب وہ ان گروہوں، آدمیوں اور حکومتوں کے متعلق بات کرتے ہیں تو اس وقت ان کی مراد تمام وہ لوگ ہوتے ہیں جن کی نسبت ''شیعیت'' کی طرف ہوتی ہے، چاہے وہ اسماعیلیہ سے ہوں، باطنیہ سے ہوں یا وہ دہریہ زندیقوں میں سے ہوں یا غالی مجسمہ میں سے ہوں۔ مثال کے طور پر جب وہ حکومتوں کا ذکر کریں جو کہ پہلے ادوار میں تھیں جیسے کہ فاطمیوں کی حکومت تو ان کی مراد شیعیت ہے حالانکہ وہ اثناعشریہ نہیں تھی۔

اس کے بعد ہم اللہ عزوجل کی توفیق کے ساتھ کہتے ہیں۔

اولاً...

رافضیت ایسا دین ہے جو نبی ﷺ کے لائے ہوئے دین سے بالکل مختلف ہے:

یہ ممکن ہی نہیں کہ شیعیت اسلام کی اکثر فروع واصول میں موافقت کر جائے۔ ایسا کیوں نہ ہو جبکہ ان کے بڑے مزعومہ آیۃ اور علماء نے دلائل کے درمیان ترجیح کے ایسے قواعد مرتب کیے ہیں کہ جو بات اہل السنۃ کے مخالف ہو اسے وہ ''العامہ'' کا نام دیتے ہیں اور اس کے برعکس اسے صحیح ترین قول قرار دیتے ہیں جو ان کی جھوٹی روایات کی سند کے ساتھ ہو۔ وہ قاعدہ ان کے اندر اصل مانا جاتا ہے جو اسلام کی فروع واصول کے ساتھ واضح مخالفت پہ مشتمل ہو۔

ایک رافضی عالم ''الحر العاملی''اپنی کتاب ''وسائل الشیعہ''میں باب باندھتے ہوئے لکھتا ہے''عدم جواز هما یوافق العامه ویوافق طریقتهم'' اس بات کے عدم جواز میں کہ جو بات

عامہ کی موافقت میں ہو۔ پھر کہتا کہ اس بات کے عدم جواز میں وارد احادیث متواترہ ہیں یعنی اس بات پہ عمل کے جواز میں جو عامہ کے موافق ہو اور اس میں صادق علیہ السلام کا قول ہے دو مختلف حدیثوں میں

'' اعرضوا علی اخبار العامہ۔ای اهل السنة والجماعة۔ فما وافق اخبارهم فذروه وما خالف اخبارهم فخذوه''

مجھ پہ عامہ کی خبریں پیش کرو۔ یعنی اہل السنۃ کی۔ تو جو خبریں ان کی آپس میں موافقت کر جائیں ان کو چھوڑ دو اور جو مخالف ہوں انہیں لے لو

وقال علیه السلام ''خذ بما فیه خلاف العامه فما خالف العامه ففیه الرشاد''

اس بات کو لے لو جس میں عامہ کا اختلاف ہو کیوں کہ ہدایت اسی میں ہے۔

اسی طرح ''عیون الاخبار الرضی'' میں ہے کہ ایک صدوق نے علی بن اسباط سے روایت کی وہ کہتا ہے کہ میں نے رضا علیہ السلام سے کہا کہ کوئی معاملہ ہو جاتا ہے لیکن مجھے اس کی حقیقت کے بارے میں معلوم نہیں ہوتا اور جس شہر میں میں رہتا ہوں وہاں کوئی ایسا بھی نہیں کہ اس سے فتویٰ لوں تو انہوں نے کہا:

اِئتِ فقیه البلد فاستفته فی امرك فاذا افتاك بشیء فخذ بخلافه فان الحق فیه

کہ تو شہر کے (سنی) فقیہ کے پاس جا اور اپنے معاملے میں اس سے فتویٰ لے اور جب وہ تجھے فتویٰ دیدے تو اس کے خلاف عمل کر کیوں حق اسی میں ہے۔

یہ بات معلوم ہے کہ اسلام...اجمالاً وتفصیلاً ...خالق کی توحید، مخلوقات کی اللہ عزوجل کے لیے عبادت اور نبی ﷺ کی اقتداء پہ اور متبع غیر بدعتی کی اقتداء پہ قائم ہے۔ یہ تمام باتیں ان دلائل پر مبنی ہیں جو کہ کتاب وسنت میں وارد ہوئے ہیں۔

جبکہ رافضیت بنیادی طور پہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے ساتھ شرک اور مخلوق کی غیر اللہ کیلیے عبادت ،وسیلہ و تضرع کے ساتھ قائم ہے۔ اسی طرح رافضیت اس دعویٰ پہ قائم ہے کہ اللہ عزوجل کی کتاب قرآن تحریف شدہ ہے اور اس میں کمی بیشی کی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ سنتِ نبی ﷺ کا بھی انکار کرتے ہیں چاہے وہ صحیح ہو۔ رافضیت ان کی تکذیب کرتی ہے اور انکو ہماری طرف نقل کرنے والوں کی طرف خیانت منسوب کرتی ہے جبکہ وہ امت کے اشراف میں سے ہیں۔ یہاں تک کہ انہوں نے ایسی صحیح ترین کتب کا بھی انکار کر دیا جن کو امت نے اجتماعی طور پہ قبولیت بخشی اور ان کتابوں کو ہماری طرف نقل کرنے والے لوگ انتہائی ثقہ تھے۔ وہ کتابیں جن کا انکار کیا گیا ان میں صحیح بخاری و صحیح مسلم سب سے پہلے ہیں جبکہ ان کے علاوہ جو کچھ ہیں ان کا انکار تو بالاولیٰ ٹھہرا۔

جیسے کہ ان کا دین مسلمانوں کی متفقہ امامت و خلافت کے انکار پہ قائم ہے۔ وہ خلافت کہ جس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔ جبکہ ان آئمہ کی تعریف خود نبی ﷺ نے فرمائی اور انہیں ہدایت یافتہ کے نام سے موسوم فرمایا، انکی سنت کو مضبوطی سے پکڑنے کا حکم دیا بلکہ ان کی سنت کو اپنی سنت کے برابر ذکر کیا۔ لیکن رافضیت تو ام المومنین عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کی برأت کا بھی انکار کرتی ہے جن کی برأت کا اعلان خود اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا اور جن لوگوں نے ان کی عزت کے بارے میں زبان درازی کی اور ان پہ تہمت لگائی، اللہ تعالیٰ نے انکی سخت پکڑ کی اور انہیں تنبیہ فرمائی۔

نعمۃ اللہ الجزائری اپنی کتاب "انوار النعمانیۃ" میں کہتا ہے باب اس بارے میں کہ "روشن بات اور علت امامیہ کے دین میں یہ ہے کہ جس کے سبب ہم عامہ کے مخالف قول کو پکڑتے ہیں"۔ ہم ان کے ساتھ یعنی اہل السنۃ کے ساتھ اتفاق نہیں کرتے نہ کسی برتن پر، نہ کسی نبی پر نہ کسی امام پر اور یہ اس لیے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہمارا رب وہ ہے جس کے نبی محمد ﷺ ہیں اور ان کے بعد ان کے خلیفہ ابو بکرؓ ہیں۔ جبکہ ہم یہ بات نہیں کہتے کہ ایسا رب ہمارا رب ہے اور نہ ایسا نبی ہمارا نبی ہے بلکہ ہم کہتے ہیں کہ وہ رب جس کے نبی محمد ﷺ ہیں اور ابو بکرؓ ان کے خلیفہ ہیں وہ ہمارا رب نہیں ہے اور نہ ہی ایسا نبی ہمارا نبی ہے"۔

سید حسین الموسوی کہتا ہے اور وہ ان کے ایسے قلیل علماء میں سے ہے جن کی فطرت کو اللہ تعالیٰ نے سالم رکھا تو اس نے اپنی کتاب {لِلّٰهِ ثُمَّ لِلتَّارِیْخ} میں رافضیوں کے موقف کو یہ کہتے ہوئے باطل قرار دے دیا" کہ ذہنوں میں یہ سوال اٹھتا ہے کہ اگر ہم یہ فرض کرلیں کہ کسی مسئلہ میں حق عامہ یعنی اہل السنۃ کے ساتھ ہے تو کیا پھر بھی ہم پہ یہ واجب ہے کہ ہم ان کے خلاف ہی عمل کریں۔ اس سوال کا جواب ایک دفعہ مجھے سید محمد باقر نے دیا اور کہا، ہاں کہ ان کے خلاف ہی عمل کیا جائے گا کیونکہ اقوال ان کے خلاف عمل کرنے کو ہی کہتے ہیں چاہے وہ غلط ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ یہ بات اس سے کم تر ہے کہ ہم یہ فرض کرلیں کہ کسی مسئلہ میں حق ان کے ساتھ ہے۔

ثانیاً...

دینِ رافضیت اپنے آغاز سے ہی کسی بنیاد پہ نہیں کھڑا ہوا اور وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ ہمارے موجودہ دور تک اس کا ہدف اسلام کی عمارت کو ڈھانا، مسلمانوں کے درمیان فتنوں کو ہوا دینا اور اسلامی حکومتوں کو کمزور کرنا ہی رہا ہے۔ اہل السنۃ والجماعہ یعنی وہ پہلی جماعت ہے جس کو نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے آگ میں جانے والے ان تہتر فرقوں سے مستثنیٰ قرار دیا۔ یہ کوئی مبالغہ آمیزی کی بات نہیں، نہ ہی یہ کوئی واہمہ ہے بلکہ ایسی بات ہے جسے علماء سلف و خلف نے مقرر رکھا ہے۔ لیکن رافضیت رات کے اندھیروں میں ایسے کھڑی ہوئی کہ اس کی غرض دو راستوں سے اسلام کی عمارت کو گرانا ہے۔

(۱) اس دین کی حقیقت کو مشکوک بنادیا جائے اور اس کے عقائد کو ٹیڑھا کر دیا جائے۔ اہلِ حق کے مذہب کے اندر شبہات پیدا کیے جائیں اور اس دین کے اصول وضوابط میں شک پیدا کیا جائے اور کلی طور پہ اسکی راہ روکی جائے۔ چاہے اس کے لیے اس دین کے اصول و فروع میں تحریف کی جائے تاکہ یہ دین ایک مسخ شدہ دین بن کے رہ جائے۔

(۲) دوسری طرف سیاسی میدان میں اسلامی حکومت کے خارجی و داخلی ستونوں کو کمزور کیا جائے۔

داخلی طور پر قوم کے اندر چھپ کر ان کے نفوس کو کمزور کیا جائے اور اصحابِ حرص کے ذریعے انہیں امام اور خلیفۃ المسلمین کے خلاف خروج کے لیے ابھارا جائے یا خلیفہ کے خلاف مشتبہ الزامات و دعوے کر کے اس کا قتل کیا جائے۔ خارجی طور پر دین کے دشمنوں کے ساتھ تعاون کیا جائے اور ان کے ساتھ اتحاد قائم کیا جائے تاکہ وہ اسلامی حکومت کو گرانے میں مددگار ثابت ہوں۔

یہ دو امور ہی اصل بنیادی منہج ہیں جس کے اوپر دینِ رافضیت اپنے آغاز ہی سے اس کے یہودی موجد "عبد اللہ بن سبا ملعون" کے ہاتھوں قائم ہے۔ وہ کمینہ انسان کہ جسے اپنے آپ کو چھپانے کے لیے "حبِّ اہلِ بیت" کے نعرے کے علاوہ کوئی سہارا نہ ملا جبکہ اس سے قبل وہ اپنے اسلام کا اظہار کر چکا تھا اور اندرونی طور پر وہ کفر پہ قائم رہا اور اسلام کے خلاف دسیسہ کاریوں میں مصروف رہا۔

لیکن ابن سبا اپنے اس منصوبے کے لیے مسلم معاشرے میں بہت سے کمزور نفوس اور خواہشات کے غلام ڈھونڈنے میں کامیاب ہو گیا اور اسے ایسے اہلِ ہوس مل گئے جنہوں نے امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے خلاف فتنہ کھڑا کر دیا۔ جونہی اسے ایسے ساتھی ملے وہ دین کے دشمنوں کے ساتھ اسلامی دارالخلافہ کے باہر تعاون کرنے اور فتنہ کھڑا کرنے میں کامیاب ہو گیا یہاں تک کہ ایسے لوگوں نے خلیفہ کو قتل کر ڈالا اور اس کی رعیت کو مشکل میں مبتلا کر دیا۔ اس نے اپنے انہی خبیث ساتھیوں کی مدد سے صحابہؓ کے درمیان بھی اختلافات پیدا کرنے کی راہ نکال لی اور ایک دفعہ پھر مسلم معاشرے میں قبائلی عصبیت پھیل گئی جس کو ختم کرنے کے لیے اسلام آیا تھا۔ انہوں نے آل بیت کے نام پر فتنہ کھڑا کر دیا اور لوگوں کو بھی فتنہ میں مبتلا کیا یہاں تک کہ کتاب و سنت کو ہم تک نقل کرنے والے صحابہؓ کی صداقت میں تشکیک پیدا کرنے کی کوششیں کی گئی۔ اس کام کے لیے انہوں نے آلِ بیت کی محبت کا لبادہ اوڑھا بلکہ اس میں مبالغہ کرتے ہوئے ان کے لیے "عصمت" کا عقیدہ گھڑ لیا۔ یہاں تک کہ اس سبائی فرقہ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں الوہیت کا عقیدہ گھڑ لیا۔

میں کہتا ہوں کہ جب ابنِ سبا کے پیروکاروں نے دیکھا کہ وہ اپنے ان سارے مکروہ فتنوں میں کامیاب ہو گیا ہے تو رافضیوں نے اسی طریق کو جاری رکھا اور اسی منہج پر وہ اپنے پہلے دن سے آج تک عمل پیرا ہیں۔ علماء سلف نے اپنے کتب وبیانات میں رافضیت اور انکے دین کی حقیقت کو آشکار کیا ہے۔

شیخ الاسلام ابنِ تیمیہؒ (منہاج السنۃ) میں فرماتے ہیں:

والرافضه لیس لهم سعی الا فی هدم الاسلام ونقض عراه و افساد قواعده

رافضیوں کی ہر سعی اسلام کے عقائد و قواعد کو گرانے کے لیے ہی ہوئی ہے۔

ابنِ تیمیہؒ کہتے ہیں کہ "ابو بکر و عمر پہ طعن صرف دو آدمی ہی کرسکتے ہیں۔

(۱) منافق، زندیق، اسلام کا دشمن کوئی ملحد یہاں تک کہ وہ اس طعن میں بڑھتا ہوا نعوذ باللہ رسول اللہ ﷺ کی ذات پر اور دین پر بھی طعن کرنے لگ جاتا ہے۔ یہی حال تھا اس مذہب کے پہلے بدعتی موجد کا اور باطنیہ فرقہ کے آئمہ کا۔

(۲) یا کوئی جاہل جو اپنی جہالت میں افراط و تفریط کا شکار ہو، یا خواہش کا پجاری ہو اور یہ غالب عام شیعوں کی حالت ہے چاہے وہ باطنی طور پر مسلمان ہی ہوں۔

ابن تیمیہ اپنے فتاویٰ میں کہتے ہیں "کہ امام احمد بن حنبلؒ نے عبدوس بن مالک کے رسالہ میں کہا:

اصول السنة عندنا التمسك بما كان عليه اصحاب رسول الله ﷺ والسنة تفسر القرآن وهی دلآء للقرآن ای دلالت علی معناه ولهذا ذكر العلماء ان الرفض اساس الزندقة وان اول من ابتدع الرفض انما كان منافقا زنديقا وهو عبد الله بن سبا۔ فانه قد قدح فی السابقين الاولين وقد قدح فی نقل الرسالة او فی فهمها او فی اتباعها۔ فالرافضة تقدح تارة فی علمهم بها وتارة فی اتباعهم لها، وتحيل ذالك علی اهل البيت وعلی المعصوم الذی ليس له وجود فی الوجود۔

سنت کے متعلق ہمارے اصول یہ ہیں کہ اس کے ساتھ تمسک کیا جائے جس پر نبی ﷺ کے صحابہؓ کاربند تھے اور ان کی اقتداء کی جائے۔ بدعتوں کو ترک کیا جائے اور یہ کہ ہر بدعت گمراہی ہے۔ سنت ہمارے نزدیک نبی ﷺ کے آثار ہیں اور سنت قرآن کی تفسیر ہے اور یہ قرآن کی دلالت میں سے ہے۔ اسی لیے علماء نے یہ ذکر کیا ہے کہ رافضیت زندقہ کی بنیاد ہے اور سب سے پہلے جس شخص نے اس بدعتی دین کو ایجاد کیا وہ عبد اللہ بن سبا تھا۔ اس نے نہ صرف سابقین الاولین کے بارے میں زبانِ طعن دراز کی بلکہ پیغامِ رسالت کے نقل، اسکے فہم اور اسکے اتباع کے بارے میں بھی جرح کی۔ پس رافضیت بعض اوقات اپنے علم کے سبب اور بعض اوقات اپنے اتباع کے سبب قابلِ جرح ٹھہرتی ہے۔ جبکہ ایسا اہلِ بیت کے لیے کیا جانا محال ہے اور ایسے معصوم پر بھی جس کا کائنات میں وجود ہی نہیں ہے (امام احمد کا کلام ختم ہوا)۔

اسی طرح ''المنتقیٰ منہاج الاعتدال'' میں ہے کہ ''رافضیوں کی جہالت یہ ہے کہ وہ مسلمانوں میں کسی ایک کو معصوم قرار دیتے ہیں اور باقی تمام مسلمانوں میں جب کوئی معصوم نہ ہو تو ان پر تجاوز کرتے ہیں۔ بہت سے لوگوں نے یہ ذکر کیا ہے کہ سب سے پہلے جس شخص نے رافضیت کی ابتداء کی اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو معصوم قرار دیا وہ ایک زندیق آدمی تھا جس نے اس دین میں فساد پیدا کرنے کا ارادہ کیا اور وہ چاہتا تھا کہ مسلمانوں کے ساتھ بھی وہی سلوک کرے جو پولس (Polis) نے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔ سب سے بڑی دلیل اس مذہب کے خراب ہونے کی یہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ خود اس دین سے اور اس کے پیروکاروں سے برأت کا اظہار کرتے تھے بلکہ انہوں نے ان میں سے ہر ایک کو اسکی بدعت کے مطابق سزا دی۔ پس جو کوئی ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں طعن کرتا تھا آپ رضی اللہ عنہ انہیں بہتان باندھنے کی حد لگاتے تھے اور جو کوئی غالی ہوتا تھا اسے آگ میں جلوا دیتے۔

جمہور علماء سلف ہمارے لیے رافضہ کے بارے میں شریعت کا فیصلہ بیان کیا ہے اور وہ ہے کہ ... انہیں کافر قرار دیا جائے اور ان میں سے جس کی بدعت ظاہر ہو جائے اس کے ساتھ قتال کیا جائے۔

خاص طور پہ جب ایسا کوئی گروہ باغی ہو۔ ایسے لوگوں کے کافر ہونے اور ان کے ساتھ قتال کیے جانے میں کتاب و سنت سے واضح دلائل موجود ہیں۔ بلکہ یہاں تک کہ رافضیوں کی اپنی کتابیں ان کے اپنے بارے میں اہل بیت کے ان سے بری الذمہ ہونے، نبی ﷺ سے ان کی نسبت نہ ہونے اور اسلام سے ان کے خارج ہونے کی روایات نقل کرتی ہیں۔

ثالثاً...

کتاب و سنت سے دلائل

اللہ د فرماتے ہیں:

{مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ ۚ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ ۖ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا ۖ سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ۚ ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ} ۔

محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ کے جانثار صحابہؓ کافروں کے بارے میں بہت سخت اور آپس میں بہت رحیم ہیں اے دیکھنے والے تو انہیں دیکھے گا رکوع و سجود کرتے ہوئے اللہ کے فضل کی تلاش میں سر گرداں۔ ان کے چہروں پر کثرتِ سجود کی چمک ہے۔ ان کی مثالیں تورات و انجیل میں بیان کی گئی ہیں ایسی فصل کی مانند جو اپنا بھرپور پھل دے اور وہ خوب پک جائے تو یہ منظر کھیتی کے مالک کو بہت بھلا معلوم ہوتا ہے تاکہ کافر اسے دیکھ کر غیظ میں مبتلا ہوں۔

ابنِ کثیر الدمشقی کہتے ہیں ”اس آیت سے امام مالکؒ نے رافضیوں کی تکفیر کا مسئلہ اخذ کیا، وہ جو صحابہؓ سے بغض رکھتے ہیں کیونکہ وہ {یخیظونھم} ان سے غیظ کھاتے ہیں اور جو کوئی صحابہؓ کے ساتھ

غیض کھائے تو وہ اس آیت کے سبب کافر ہے۔ علماء کے ایک گروہ نے ان کی اس معاملے میں موافقت کی ہے۔

امام القرطبی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں " کہ ابو عروۃ الزبیریؒ جو زبیر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں روایت کرتے ہیں کہ ہم مالک بن انسؒ کے پاس تھے تو وہاں ایک ایسے آدمی کا ذکر ہوا جو نبی ﷺ کے صحابہؓ کی شان میں گستاخی کرتا تھا تو امام مالکؒ نے یہ آیت پڑھی {مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ ۚ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ . . . } یہاں تک کہ جب وہ اس جگہ پہنچے {یعجب الزراع لیغیظ بھم الکفار} تو امام مالک نے کہا کہ لوگوں میں کوئی بھی ایسا شخص جس کے دل میں صحابہؓ کے متعلق بغض ہے تو اسے یہ آیت عتاب میں لاتی ہے (اس روایت کو ابو بکر الخطیبؒ نے بھی ذکر کیا ہے)

میں کہتا ہوں کہ قرطبی نے بہت ہی اچھی بات کہی ہے کہ " امام مالکؒ نے نہایت احسن بات کہی اور انہوں نے اس کی بہترین تاویل فرمائی ہے پس جس کسی نے بھی ایک صحابیؓ کا بھی نقص کیا یا اس کی روایت میں طعن کیا تو اس نے اللہ کی بات کو جھٹلایا اور مسلمانوں کی شریعت کو باطل ٹھہرادیا"۔ (قرطبی کا کلام ختم ہوا)

اسی طرح انہوں نے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے اس قول سے بھی استدلال کیا

{ وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُم مَّا يَكُونُ لَنَا أَن نَّتَكَلَّمَ بِهَٰذَا سُبْحَانَكَ هَٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ يَعِظُكُمُ اللَّهُ أَن تَعُودُوا لِمِثْلِهِ أَبَدًا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ }

اور جب تم نے اس بہتان کو سنا تو تمہیں چاہیے تھا کہ کہتے، ہمیں ایسا کہنا جائز نہیں کہ ایسی بات کہیں، تو پاک ہے، یہ بہت بڑا بہتان ہے۔ اللہ تمہیں نصیحت کرتا کہ تم آئندہ ایسی بات کو دوہرا ؤا گر تم مومن ہو۔

ابن عبد القویٰ امام احمد سے روایت کرتے ہیں کہ امام احمد بن حنبلؒ صحابہؓ پر تبراء کرنے والے اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا وارضاہا کو گالی دینے والے اور ان پر الزام لگانے والے کو کافر قرار دیتے

تھے اور ایسے شخص کے لیے یہ آیت تلاوت کرتے { يَعِظُكُمُ اللَّهُ أَن تَعُودُوا لِمِثْلِهِ أَبَدًا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ } اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ ایسی بات آئندہ دہراؤ اگر تم مومن ہو۔

قرطبیؒ نے کہا کہ " ہشام بن عمار کہتے ہیں کہ میں نے امام مالکؒ کو کہتے ہوئے سنا

من سب ابا بكر رضي الله عنه وعمر رضي الله عنه أدب ومن سب عائشة قتل لان الله تعالیٰ يقول: يَعِظُكُمُ اللَّهُ أَن تَعُودُوا لِمِثْلِهِ أَبَدًا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ۔ فمن سب عائشة فقد خالف القرآن ومن خالف القرآن قتل

جس نے ابو بکرؓ وعمر رضی اللہ عنہما کو گالی دی اسے تأدیبی سزا دی جائے گی اور جس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو گالی دی اسے قتل کر دیا جائے گا کیونکہ اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ ایسی بات کو دوہراؤ اگر تم مومن ہو۔ کیونکہ عائشہؓ کو گالی دینا قرآن کی مخالفت ہے اور جو قرآن کی مخالفت کرتا ہے وہ قتل کیا جائے گا۔

ابن العربی کہتے ہیں کہ اصحابِ شافعی نے کہا کہ جس شخص نے عائشہؓ کو گالی دی اسے تأدیبی سزا دی جائے گی جیسے کہ تمام مومنین کے مسئلہ میں ہے اور اللہ کا فرمان { إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ } عائشہؓ کو گالی دینے والے کے متعلق نہیں کیونکہ وہ کفر ہے بلکہ یہ کہنا ایسا ہے جیسے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

لا يؤمن من لا يأمن جاره هوائقه

وہ شخص مومن نہیں ہو سکتا جس کا پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہ ہو۔

پس اگر عائشہ کو گالی دینے والے کو گالی دینے سے ایمان حقیقۃ سلب ہوتا تو اس کا سلب ہونا ایسا تھا جیسے کہ آپ ﷺ کے فرمان میں ہے { لا يزني الزاني حين يزني وهومؤ من } زانی جب زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا۔ یعنی پھر ہم اسے بھی حقیقت خیال کرتے۔

میں (ابن العربی) کہتا ہوں کہ ایسا نہیں ہے جیسا تم اصحابِ شافعی نے زعم کیا ہے کیونکہ اہلِ افک نے عائشۃ المطہرۃ ام المومنین پہ زنا کا الزام لگایا پس جس کسی نے انہیں ایسی بات کی گالی دی جس سے کہ

اللہ عزوجل نے خود انہیں بری قرار دیا تو اس نے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو جھٹلایا اور جس نے اللہ کو جھٹلایا وہ کافر ہے۔ یہ بالکل امام مالکؒ کے جیسا قول ہے اور یہ ایسا اعلیٰ رستہ ہے جو اہلِ بصیرت پہ بہت واضح ہے۔ پس اگر کسی شخص نے عائشہؓ پر کسی ایسی بات کا الزام لگایا جو اس کے علاوہ ہے جس کی اللہ نے برأت نازل کی ہے تو اسے تادیبی سزا دی جائے گی(ابن العربی کا کلام ختم ہوا)۔

میں (مترجم) کہتا ہوں کہ اسے بھی قتل ہی کیا جائے گا کیونکہ اللہ عزوجل نے جو برأت نازل کی وہ ہر برائی سے امی عائشہؓ مطہرة کی برات ہے اور اگر کوئی ایسی بات آپ میں معاذ اللہ موجود ہوتی تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اسے ضرور ذکر فرمادیتے۔ پس ابن العربی کا بغیر برأت شدہ معاملہ میں تعزیری سزا دینا درست نہیں ہے(واللہ اعلم)۔

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا { فَإِن يَكْفُرْ بِهَا هَٰؤُلَاءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوا بِهَا بِكَافِرِينَ } سو اگر یہ لوگ نبوت کا انکار کریں تو ہم نے اس کے لیے ایسے بہت سے لوگ مقرر کر دیے ہیں جو اس کے منکر نہیں اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا فرمان { لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ } تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ۔

امام ابو المحاسن الواسطی اس آیت سے اس شخص کے کفر پہ استدلال کرتے ہیں جو صحابہؓ کی کتاب اللہ میں ثابت شدہ عدالت میں نقص بیان کرتا ہے ان کی تکفیر کی جائے گی کیونکہ وہ محمد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی تکفیر کرتا ہے جن کا تزکیہ اور انکی عدالت کا ثبوت خود قرآن نے بیان کیا ہے۔ اللہ فرماتے ہیں { لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ } تاکہ تمہیں بنالے لوگوں پر گواہ۔ پس اللہ کی ان پر اس شہادت کے باعث ان کی تکفیر نہ کی جائے گی اور ایسا اللہ کے اس قول کے سبب بھی ہے { فَإِن يَكْفُرْ بِهَا هَٰؤُلَاءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوا بِهَا بِكَافِرِينَ } سو اگر یہ لوگ نبوت کا انکار کریں تو ہم نے اس کے لیے ایسے بہت سے لوگ مقرر کر دیے ہیں جو اس کے منکر نہیں۔

سنت سے دلائل

مجمع الزوائد میں ابن عباس ص سے باسنادِ حسن مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس تھا اور علی رضی اللہ عنہ بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس تھے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

یاعلی سیکون فی امتی قوم ینتحلون حب اهل البیت، لهم نبذ، یسمون الرافضة، قاتلوهم فانهم المشرکون۔

اے علی رضی اللہ عنہ ! میری امت میں ایک ایسی قوم ہوگی جو اہلِ بیت سے نسبت کا دعویٰ کرے گی اور وہ علیحدہ ہو جائے گی ان کا نام رافضہ ہو گا، ان سے قتال کرنا کہ بے شک وہ مشرک ہیں۔

امام احمد بن حنبلؒ اپنی مسند میں اور امام بزارؒ ابراہیم بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ:

قال علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یظهر فی آخر الزمان قوم یسمون الرافضه یرفضون الاسلام

علیؓ بن ابی طالب نے کہا کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا آخری زمانوں میں ایک قوم ظاہر ہو گی جن کا نام رافضہ ہو گا اور وہ اسلام کا انکار کر دیں گے۔

عجیب بات تو یہ ہے اس سے علیحدہ ہوئے گروہ یعنی رافضیوں کے آئمہ نے خود اپنی معتبر اصول کی کتب میں حسین بن علی بن ابی طالبؓ سے اس قسم کی روایات کو نقل کیا ہے۔

پس "للہ ثم للتاریخ" کے مصنف نے کتاب الکافی سے نقل کیا ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہوئے کہ ان کے پاس رافضی آئے تو انہوں نے ان سے کہا کہ {انا قد نبذنا نبذا اثقل ظهورنا وماتت له افئدتنا واستحلت له الولاة دمائنا. . . } ہم جب علیحدہ ہوئے اور ہمارا ظہور بھاری ہو گیا جبکہ ہمارے دل مردہ ہو چکے اور ہمارے والیوں نے ہمارے خون حلال کر لیے۔ ایک حدیث میں جسے ان کے فقہاء نے روایت کیا ہے کہ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے ان سے کہا یعنی رافضیوں

سے وہ کہنے لگے جی...!{فقال لا واللہ ماھم سموکم ولکن اللہ سماکم بہ} نہیں اللہ کی قسم انہوں نے تمہارا نام رافضی نہیں رکھا بلکہ اللہ نے تمہارا نام رکھا ہے۔

پس السید حسین الموسوی اس پہ تعلیقاً کہتا کہ ابو عبد اللہ نے واضح کیا کہ اللہ عزوجل نے ان کا نام رافضہ رکھا ہے نہ کہ اہل السنۃ نے۔

اقوالِ سلف سے رافضیوں کی تکفیر

امام احمد بن حنبلؒ سے مروی ہے جسے خلال نے ابو بکر المروزی سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں میں نے ابوعبد اللہ احمد بن حنبلؒ سے سوال کیا اس شخص کے متعلق جو ابو بکر و عمر و عائشہ رضی اللہ عنہم کو گالی دیتا ہے تو انہوں نے کہا{ ما اراہ علی الاسلام } میں نہیں سمجھتا کہ وہ اسلام پہ ہے۔

خلالؒ کہتے ہیں کہ مجھے عبد الملک بن عبد الحمید خبر دی وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبد اللہ کو کہتے ہوئے سنا" جس نے صحابہ کو گالی دی مجھے اس پر کفر کا خوف ہے جیسے کہ رافضہ۔ پھر انہوں نے کہا جس نے اصحابِ محمد کو گالی دی ہم اس کے لیے اس بات سے امن میں نہیں کہ وہ دین سے خارج ہو گیا ہے۔

امام احمد بن حنبل نے اپنی کتاب "السنۃ" میں رافضہ کے متعلق لکھا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اصحابِ محمد ﷺ کو گالی دیتے ہیں اور ان کا نقص کرتے ہیں اور چار علیؓ، عمارؓ، المقدادؓ اور سلمانؓ کے علاوہ باقی تمام آئمہ کو گالی دیتے ہیں اور رافضۃ کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

امام البخاری "خلق افعال العباد" میں کہتے ہیں:

ما ابالی صلیت خلف الجھمی والرافضی ام صلیت خلف الیھود والنصاریٰ، ولا یسلم علیھم ولایعادون، ولا یناکحون ولا یشھدون ولا توکل ذبائحھم۔

میں اس میں فرق نہیں جانتا کہ میں کسی جہمی کے پیچھے نماز پڑھوں یا رافضی کے پیچھے یا یہودی وعیسائی کے پیچھے۔ ان پر سلام نہ کیا جائے، ان کی عیادت نہ کی جائے، نہ ان سے نکاح کیا جائے نہ ان کے جنازے میں حاضر ہوا جائے اور نہ ہی ان کا ذبیحہ کھایا جائے۔

امام احمد بن یونسؒ(جن کے بارے میں امام احمد بن حنبل نے کہا جبکہ وہ ایک آدمی سے مخاطب تھے ''اخرج الی احمد بن یونس فانه شیخ الاسلام '' احمد بن یونس کی طرف جاؤ کہ وہ شیخ الاسلام ہیں۔ امام احمد بن یونس کہتے ہیں کہ:

لو ان یهودیا ذبح شاۃ وذبح رافضی لأكلت ذبیحة الیهودی ولم أكل ذبیحة الرافضی ،لانه مرتد عن الاسلام۔

اگر ایک یہودی ایک بکری ذبح کرے اور ایک رافضی ایک بکری ذبح کرے تو میں یہودی کا ذبیحہ کھالوں گا اور رافضی کا ذبیحہ نہیں کھاؤں گا کیونکہ وہ اسلام سے مرتد ہے۔

امام ابن حزمؒ ان عیسائیوں کے جواب میں کہتے جو رافضیوں کے قول سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ قرآن مجید تحریف شدہ ہے وہ کہتے:

واما قولهم یعنی النصاریٰ فی دعویٰ الروافض تبدیل القرآن، فان الروافض لیسوا من المسلمین۔

اور ان عیسائیوں کا یہ کہنا کہ رافضیوں کا دعویٰ ہے کہ قرآن محرف ہے تو رافضی مسلمان ہی نہیں ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اپنی کتاب ''الصارم المسلول''میں کہتے ہیں جس نے یہ گمان کیا کہ قرآن میں نقص ہے یا اس سے کچھ چھپایا گیا ہے یا اس نے قرآن میں ایسی باطنی تاویلات کی، اس کے تمام مشروع اعمال ساقط ہیں ایسے لوگوں کے کفر میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ جس نے یہ سمجھا کہ صحابہؓ نبی ﷺ کی وفات کے بعد مرتد ہو گئے سوائے چند نفوس کے جن کی تعداد دس سے کچھ اوپر تک ہے اور ان کے

عامہ پر فسق کا حکم لگایا پس ایسے شخص کے کفر میں بھی کوئی شک نہیں کیونکہ ایسا کرنے والا قرآن کی نصوص کا انکار کر رہا ہے۔ان نصوص نے متعدد مقامات پر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی صحابہؓ پر رضا کا ذکر کیا ہے اور ان کی تعریف کی ہے۔ بلکہ جو کوئی ایسے شخص کے کفر میں شک کرے اس کا کفر بھی متعین ہے۔ کیونکہ رافضیوں کی اس بات کا خلاصہ ہوتا ہے کہ کتاب وسنت کے نقل کرنے والے کافر یا فاسق ہیں۔ یہ آیت { كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ } تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے نکالی گئی ہے۔ جس نے انہیں بہترین قرار دیا وہ قرآن ہے اور اگر ان پہلے لوگوں کے عامہ کافر یا فاسق ہیں تو پھر اس کا خلاصہ یہ رہ جاتا ہے یہ امت شریر ترین امت ہے اور اس امت کے پہلے لوگ شریر لوگ تھے۔ اسلام میں ایسے بندے کا کفر معلوم ہے۔

یہاں تک کہ ابن تیمیہؒ نے کہا {انهم شر من عامة اهل الاهواء واحق بالقتال من الخوارج} بے شک وہ عام ہوس پرستوں سے بھی بدتر ہیں اور خوارج سے زیادہ قتال کے حق دار ہیں۔

امام السمعانی ”الانساب“ میں کہتے ہیں

واجتمعت الامة على تكفير الامامية لانهم يعتقدون تضليل الصحابه وينكرون اجماعهم وينسبونهم الى مالا يليق بهم۔

امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ امامیہ کافر فرقہ ہے کیونکہ وہ صحابہؓ کے گمراہ ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں اور ان کے اجماع کا انکار کرتے ہیں اور ان کی طرف ایسی باتوں کی نسبت کرتے ہیں جن کی نسبت انکی طرف کرنا جائز نہیں۔

تناقص وفرق میں عجیب بات یہ بھی ہے کہ حکومتِ سعودیہ (اور دوسری حکومتوں کو اس پر قیاس کر لیجیے) جو پہلے ان کے ساتھ دشمنی کا آوازہ لگایا کرتی تھی اور شیعہ کے آئندہ خطرے سے متنبہ کیا کرتی تھی آج ہم انہیں دیکھتے ہیں کہ وہ ان کے قریب ہو رہے ہیں اور ان کے ساتھ بیٹھ رہے ہیں اور ان کے ساتھ سرکاری سطح پہ تعلقات استوار کر رہے ہیں۔

لیکن یہ رہی ان کی {لجنة دائمة للبحوثِ والافتاء} جس نے کبھی رافضہ کے کافر ہونے کا فتویٰ دیا تھا ایک سوال کے جواب میں جو ان کی طرف ایک سائل نے بھیجا تھا جو کہتا ہے " میں ایک ایسے قبیلہ سے ہوں جو کہ شمالی حدود میں رہائش پذیر ہے۔ ہم اور عراق کے کچھ قبائل اکٹھے رہتے ہیں۔ ان کا مذہب شیعہ بت پرستی کا ہے۔ انہوں نے ایسے قبے بنائے ہوئے ہیں جسے وہ حسن، حسین اور علی کا نام دیتے ہیں اور جب وہ کھڑے ہوتے ہیں تو کہتے ہیں " یا علی، یا حسین"۔ لیکن ہمارے قبیلہ کے بعض لوگوں نے ان کے ساتھ تعامل روا رکھا حتیٰ کہ نکاح میں اور تمام احوال میں۔ میں نے ان کو کئی بار نصیحت کی لیکن وہ میری بات نہیں سنتے جبکہ وہ بستیوں کے عہدہ دار لوگ ہیں۔ میرا علم ان کے علم سے زیادہ بھی نہیں لیکن میں اس بات سے کراہت کرتا ہوں اور ان سے اختلاط بھی نہیں کرتا جبکہ میں نے سن رکھا ہے کہ ان کا ذبیحہ نہیں کھایا جاتا لیکن یہ لوگ ان کا ذبیحہ بھی کھاتے ہیں اور اس بات میں احتیاط نہیں برتتے۔ میری آپ جناب سے یہ درخواست اس مسئلہ میں جو میں نے ذکر کیا ہے، کہ ہمارے اوپر کیا واجب ہے اس کی توضیح فرمائیں؟

تو لجنة کا جواب یہ تھا "اگر حقیقت ایسے ہی ہے جس کا کہ تو نے ذکر کیا ہے کہ وہ علی و حسن کو پکارتے ہیں وغیرہ وغیرہ تو ایسے لوگ مشرک ہیں اور شرکِ اکبر کے مرتکب ہیں اور ملتِ اسلامیہ سے خارج ہیں۔ پس یہ ہرگز جائز نہیں کہ ہم مسلمان بیٹیوں کی شادی ان کے ساتھ کریں اور نہ ہی ہمارے لیے یہ جائز ہے کہ ان کی عورتوں سے نکاح کریں۔ نہ ہی ہمارے لیے یہ جائز ہے کہ ہم ان کا ذبیحہ کھائیں ۔ اللہ عزوجل فرماتے ہیں:

{وَلَا تَنكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتَّىٰ يُؤْمِنَّ ۚ وَلَأَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكَةٍ وَلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ ۗ وَلَا تُنكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا ۚ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكٍ وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ ۗ أُولَٰئِكَ يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ ۖ وَاللَّهُ يَدْعُو إِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِإِذْنِهِ ۖ وَيُبَيِّنُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ}

اور مشرکہ عورتوں سے نکاح نہ کرو یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں ایک مومن لونڈی ایک مشرکۃ عورت سے بہتر ہے چاہے تمہیں وہ اچھی لگے اور نہ ہی مشرک مردوں سے نکاح کرو یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں اور ایک مومن غلام ایک مشرک سے بہتر ہے چاہے تمہیں بھلا معلوم ہو یہ لوگ آگ کی طرف بلانے والے ہیں اور اللہ عزوجل جنت و مغفرت کی طرف بلاتا ہے اور اپنی آیات کو کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ لوگ نصیحت پکڑیں

{ و باللہ التوفیق و صلی اللہ علی محمد و علیٰ آلہ وصحبہ وسلم } ''اللجنۃ الدائمۃ للبحوث والافتاء''

کتبِ رافضہ میں وارد اہل بیت اور جناب رسول اللہ ﷺ کی ان سے برأت اور ان کا اس امت سے خارج ہونا

کتاب ''الاحتجاج'' میں ہے امام زین العابدینؒ نے اہلِ کوفہ سے کہا (ھل تعلمون انکم کتبتم الی ابی و خدعتموہ و اعطیتموہ من انفسکم العھد و المیثاق ثم قتلتموہ و خزلتموہ بای عین تنظرون الی رسول اللہ ﷺ و ھو یقول لکم قاتلتم عترتی و انھتم حرمتی فلستم من امتی) کیا تم جانتے ہو کہ تم ہی نے میرے والد کی طرف خط لکھا اور پھر انہیں دھوکہ دیا اور تم نے خود انہیں پختہ عہد وپیمان دیا پھر تم نے ہی انہیں قتل کر دیا اور انہیں رسوا کر ڈالا تم کس نظر سے رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھو گے جبکہ وہ فرمائیں گے کہ تم نے میری اولاد کو قتل کر دیا اور میری حرمت کو رسوا کر ڈالا تم میری امت میں سے نہیں ہو۔

رابعاً...

جب ہم کتب رافضہ اور ان کے اقوال کا ذکر کرتے ہیں جو ان کے ہاں معتمد ہیں تو اس سے ہم ان اقوال وروایت کی حاجت میں نہیں ہوتے بلکہ ہم تو انہیں اس لیے وارد کرتے ہیں تاکہ { وشھدوا علی

انفسھم} انہوں نے خود اپنے اوپر گواہی دی... کے باب میں خود ان پر گواہی قائم ہو جائے۔ جادو وہ جو سر چڑھ کے بولے...!

خامساً...

رافضیوں کے جرائم اور ان کی خیانتیں تاریخ کے صفحات پر پھیلی ہیں اور انہوں نے ان تمام خیانتوں کا ارتکاب بطورِ دینی اعتقاد کے کیا ہے

لیکن ہم نے ان تمام کا مطالعہ ہر ایک خیانت کی حیثیت کے ساتھ کیا ہے۔ پس بعض جرائم محض دینی ہیں جو کہ عبادات اور شعائر سے متعلق ہیں جن کا مقصد دین کی عمارت کو گرانا اور اس کے اندر تحریف کرنا ہے۔ بعض جرائم سیاسی ہیں جن کا ارتکاب غداری اور داخلی قتل غارت گری کے ذریعے کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ بیرونی طاقتوں کی مدد لی گئی ہے تاکہ اسلامی حکومت کی عمارت کو گرایا جائے۔

کچھ جرائم اجتماعی و اخلاقی ہیں تاکہ مسلمان خاندانی نظام کو تباہ کرنے کے لیے رذائل و فحاشیاں ان کے اندر پھیلائی جائیں اور ''متعہ'' کے نام پر دین کی بنیادوں میں دڑاریں ڈالی جائیں۔ پس ہم نے ان تمام کو اس کے مناسب مقام پر ذکر کیا ہے اور یہ تمام ایسے ہیں کہ انہیں دینی جرائم کی حدود سے باہر نہیں نکالا جاسکتا۔ اس تفصیل کے بعد ہم کہتے ہیں...!!

شیعہ کی تاریخی غداریاں اور خیانتیں

تاریخ نے ہمارے لیے عہدِ خلافت راشدہ سے لے کر اموی، عباسی، عثمانی اور موجودہ ادوار میں گذرتے ہوئے ایسے نظائر بیان کیے ہیں جو اس قوم کی صریح خیانتوں، غداریوں اور جرائم کا پتہ دیتے ہیں۔ اگر ہم ان تمام قباحتوں کا احاطہ کرنے لگ جائیں تو ہمیں کئی دروس اور لیکچر اور کئی مراحل درکار ہوں گے تاکہ ہم اسے احاطے میں لا سکیں۔

اس لیے یہاں ہمیں یہی کافی ہے کہ ہم ان کی واضح خیانتیں اور جرائم تاریخ کے صفحات سے سامنے لائیں اور ان کی ماضی میں کی گئی خیانتوں اور غداریوں کا موجودہ جرائم کے ساتھ ربط و تعلق بیان کریں تاکہ ہمارے ذہنوں میں صورت واضح ہو جائے جو محض ماضی کے قصے نہ ہوں کہ جن کا حاضر کے ساتھ کوئی بھی تعلق نہ ہو۔

خلافت راشد رضی اللہ عنہم کا عہد

ان کی سب سے پہلی خیانت اور سب سے پہلا جرم خلیفہ عادل وراشد کے دور میں واقع ہوئی کہ جن کے ذریعے نبی ﷺ کی دعا کی برکت سے اللہ عزوجل نے اسلام کو عزت بخشی، یعنی خلیفۃ العدل امیر المومنین عمرؓبن الخطاب۔ یہ خیانت اساسی طور پر بھی اپناخاص اثر لیے ہوئے تھی کیونکہ اسکے بغیر رافضیت کا منصوبہ پوری طرح پروان نہ چڑھ سکتا تھا۔

اس خیانت کا ارتکاب کرنے والا ایک مجوسی فارسی خنزیر ابولوءلوءۃ تھا جو کہ فارس کی عہدِ فاروقی میں فتح کے بعد ایک غلام تھا۔ یہ مجوسی فارسی اپنے دل میں اس دین کے لیے حسد و کینہ لیے ہوئے تھا اور اسی بناپہ اس نے اس دین کی دشمنی میں ایسا منصوبہ ترتیب دیا اور اس ساری سازش کے پیچھے جو دو کردار تھے، وہ تھے ''ہرمزان'' اور ''جفینۃ''۔

ہرمزان جو کہ جنگِ قادسیہ میں رستم کے لشکر کے میمنہ کا قائد تھا پھر وہ رستم کی ہلاکت کے بعد ملکِ خوزشستان کی طرف فرار ہو گیا اور مسلمانوں سے لڑائی کرتا رہا لیکن جب اس نے دیکھا کہ وہ ایسا کرنے سے عاجز ہے تو اس نے صلح طلب کی تو اسے قبول کر لیا گیا لیکن اس نے غداری کی اور مجزاۃ بن تور رضی اللہ عنہ اور براء بن مالک رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا تو مسلمانوں نے اس سے قتال کر کے اسے گرفتار کر لیا اور اسے لے کر عمرؓبن خطاب کے پاس لے آئے تو اس نے ان کے سامنے اپنے اسلام کا اظہار کیا اور بہت اچھا عمل کیا اور مدینہ میں رہنے لگا۔ جفینۃ النصرانی اہل حیرہ میں سے تھا وہ سعد بن مالک

رضی اللہ عنہ کے ساتھ حلیف (اتحادی) بن کے آیا تا کہ اہلِ مدینہ کی موجودگی میں اس کے اور مسلمانوں کے درمیان صلح کا عہدنامہ لکھا جائے۔

باوجود اس کے کہ امیر المومنین اور تمام مسلمانوں نے اسکے ساتھ اچھا سلوک کیا لیکن مجوسی فارسی کا کینہ و بغض دین اور اسلام کی حکومت کے خلاف اس احسان کے باجود بہت بڑھا ہوا تھا۔ انہوں نے ایک بہت خطرناک منصوبہ بنایا اور شرعی طور پہ ایک عظیم خیانت کے مرتکب ہوئے۔ جبکہ انہوں نے اسلام کی تاریخ میں سب سے پہلی برائی کی بنیاد رکھی جو رافضیوں کے آئندہ منصوبوں کی پہلی اینٹ ثابت ہوئی۔

خبردار! وہ برائی تھی مسلمان حکمران کے خلاف خروج اور خلیفہ کا قتل جسکی موت سے یا اس کے خلاف خروج سے شہروں اور علاقوں میں فتنہ برپا ہو جاتا۔ ہم یہاں یہ بات درج کرتے ہیں کہ یہ خیانت اور یہ جرم رافضیوں کا پہلا جرم تھا حالانکہ اس وقت تک رافضی فرقہ بالفعل بطور سیاسی فکر و کفر کے ظاہر نہ ہوا تھا۔ اس کے دو سبب ہیں...

(پہلا) مجوسی پہلا شخص تھا جس نے مسلم حاکم کا سیاسی قتل کیا جبکہ وہ اسلام کے خلاف کینہ و بغض چھپائے ہوئے تھا اور یہی وہ ظلمت گاہ ہے جس سے باقی ماندہ رافضیوں نے راہ نکالی۔

(دوسرا) اس کے بعد رافضیوں نے اسے اپنے ہیروز میں شمار کیا اور اسی سے سنتِ قتل کو اپنی بنیاد قرار دیا اور اپنے جرائم کے لیے قانونی حیثیت سے سراہا یہاں تک کہ وہ اپنی کتب میں اس کا ذکر کرتے ہیں بلکہ انہوں نے اپنے گڑھ ایران میں اس کے لیے ایک قبر اور مزار بھی تعمیر کیا جہاں وہ اس کی قبر کا طواف کرتے اور اس پہ نذریں مانتے ہیں۔

اس معاملے میں کتاب ''للہ ثم للتاریخ'' کے مصنف نے کہا ''یہ بات جاننی چاہیے کہ ایران کے شہر ''کاشان'' میں ایک علاقہ ہے جسے ''باغیتین'' کہا جاتا جو کہ ایک گمنام فوجی کی طرف منسوب ہے اور اس میں ابولولوء فیروز مجوسی فارسی کتے کی وہمی قبر ہے جو کہ خلیفہ ثانی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا

قاتل ہے جبکہ انہیں اس جگہ کو ایسانام دیا جس کا معنی ہے "بابا شجاع الدین کی قبر" اور بابا شجاع الدین یہ وہ لقب ہے جو انہوں نے عمرِ فاروق کو قتل کرنے کے سبب اس خنزیر کو دے رکھا ہے اور اسکی دیواروں پر فارسی میں لکھا ہے

" مرگ بر ابو بکر، مرگ بر عمر، مرگ بر عثمان" جسکا معنی ہے موت ابو بکر کے لیے، موت عمر کے لیے، موت عثمان کے لیے(نعوذ باللہ)۔

یہ زیارت گاہ ایسی ہے کہ جہاں ایرانی زیارت کے لیے آتے ہیں اور وہاں اموال اور نفقات دیتے ہیں۔ یہ جگہ میں (الزرقاویؒ) نے خود بنفسِ نفیس دیکھی ہے۔ ایران کی وزارتِ ارشاد نے اس کی توسیع و تجدید بھی کی ہے جبکہ اس کے علاوہ انہوں نے ایسے مبارکبادی کے کارڈ بھی چھاپ رکھے ہیں جن پر اس زیارت گاہ کی تصویریں چھپی ہیں جنہیں خطوط ورسائل کے تبادلے میں استعمال کیا جاتا ہے۔

امام ابن، تیمیہؒ "المنہاج السنۃ النبویۃ" میں کہتے ہیں اسی لیے تو دیکھے گا کہ شیعہ ہمیشہ اسلام کے دشمنوں اور مرتدین کی مدد کرتے ہیں جیسے کہ مسیلمہ کذاب لعین کے اتباع بنی حنیفہ کے لوگ اور ان کے بارے میں (شیعہ) کہتے ہیں کہ یہ لوگ مظلوم تھے جیسے کہ اس صاحبِ کتاب نے بھی ذکر کیا ہے۔

اسی طرح وہ ابو لولوء کافر مجوسی کی نصرت کرتے ہیں اور ان میں سے بعض یہاں تک کہتے ہیں " اللھم ارض عن ابي لوء لوء ۃ واحشرني معه" اے اللہ ابو لولوء سے راضی ہو جا اور میرا خاتمہ اس کے ساتھ کرنا۔ جبکہ بعض ان میں اپنی لڑائیوں میں کہتے ہیں " واثارات ابي لوء لوء ۃ" ہائے ابو لولو کا انتقام۔ جس طرح وہ تصویروں میں ایسا کرتے ہیں جب عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ کو قید میں دکھاتے ہیں۔ یہ خنزیر ابو لولوء اہل اسلام کے اتفاق کے ساتھ کافر ہے۔ یہ مجوسی تھا آگ کا پجاری اور یہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا غلام تھا جب کہ یہ چکیاں بنایا کرتا تھا اور اس کے اوپر مغیرہؓ کی طرف سے ہر دن چار درہم خراج مقرر تھا۔ اس نے دیکھا کہ مسلمان اہل الذمہ کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہیں اور جب وہ دیکھتا کہ غلام مدینہ کیسے لائے جاتے تھے تو اسے وہ اپنے ذہن میں بٹھالیتا(ابن، تیمیہ کا کلام ختم ہوا)۔

پھر ان کا دوسرا جرم ظاہر ہوا جو کہ رافضیوں کا سیاسی جرم ہے اور یہ تھا خلیفہ عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل جبکہ اس کے لیے انہوں نے شبہات کو پھیلایا اور انکے خلاف قوم کو ابھارا۔ لیکن اس بار یہ جرم باقاعدہ منصوبہ بندی اور گہری فکر کا نتیجہ تھا۔ یہ منصوبہ بہت شدید تھا کیونکہ یہ رافضیت کے حقیقی موجد یہودی عبد اللہ بن سبا(لعنۃ اللہ علیہ) کے ذہن کی پیداوار تھا یہاں تک رافضیوں کا ایک فرقہ اپنی نسبت بھی اسی سے رکھتا ہے اور وہ اپنے آپ کو "السبایۃ" کہتا ہے۔

عبد اللہ بن سبا، یہ شخص اگرچہ آج کے رافضی ظاہری طور پر اس سے برأت کا اظہار کرتے ہیں لیکن انکی امہات الکتب میں بڑے رسوخ کے ساتھ وہ باطنی طور پہ موجود ہے۔ یہاں تک کہ ان کے محقق علماء نے تاکیداً کہا کہ یہ شخصیت ان کی امہات الکتب، بلکہ مختلف مصادر اور بعض کتبِ رجال اور بعض کتبِ فقہ اور بعض فرقوں میں موجود ہے۔

اس کا ثبوت جیسے کہ "نہج البلاغۃ" میں ہے جسے ابن ابی الحدید نے ذکر کیا ہے کہ عبد اللہ بن سبا، علی رضی اللہ عنہ کی طرف کھڑا ہوا جبکہ وہ منبر پر خطبہ دے رہے تھے۔ اسی طرح کتاب الانوار النعمانیہ میں جسے ان کے سید "نعمۃ اللہ الجزائری" نے ذکر کیا ہے کہ عبد اللہ بن سبا نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا (انت الالہ الحقیقی) آپ حقیقی معبود ہیں۔

جبکہ وہ یہودی الاصل ہے اور منہج ودعوت میں رافضی۔ وہ لوگوں میں خلیفہ عثمان رضی اللہ عنہ کی شرعیت کے بارے میں تشکیک اور فتنہ کھڑا کرانے میں کامیاب ہوگیا اور اس نے بڑی صفائی کے ساتھ خلیفہ کو قتل کر دیا۔ اس سارے عمل میں اس کا بال بھی بیکا نہیں ہوا کیونکہ وہ حقیقت میں ایک امیر کو معزول کر کے دوسرے کو آگے نہ لانا چاہتا تھا بلکہ مسلمانوں کو فتنے میں مبتلا کرنا چاہتا تھا اور دین کے معاملے میں انہیں رسوا کرنا چاہتا تھا۔ پھر اس نے اپنی ان دسیسہ کاریوں کو جاری رکھا اور جناب امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اپنے مکر وحیلوں کے تانے بانے بنتا رہا۔

پھر جب یہ فتنہ "جنگِ جمل" کے واقعہ میں بالکل ختم ہونے کو آگیا جب دونوں فریقین میں صلح ہوگئی اور قریب تھا کہ وہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے حق میں دستبردار ہو جاتے تو وہیں پر اس کے پیروکاروں نے غداری کی اور مسلمانوں کے ساتھ قتال کرنے پر اصرار کرتے ہوئے اصحابِ جمل پر حملہ کر دیا اور لڑائی شروع کر دی تاکہ وہ اس جنگ کے شعلے پھر سے بھڑکا دیں جو ختم ہونے کے قریب تھی۔

یہی تک بس نہیں بلکہ جن لوگوں نے جنابِ علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں تشیع کا اظہار کیا انہوں نے آپ سے طلب کیا کہ عراق کی طرف چلیں اور اسلامی دارالحکومت کو مدینہ سے کوفہ منتقل کر دیں۔ کتنی بار انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو رسوا کیا اور آپ کی مدد سے رکے رہے۔ جب علی رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ وہ شام کی طرف خروج کریں تاکہ وہاں وہ زمامِ اقتدار اپنے ہاتھ میں لے کر مسلمانوں کے اتحاد کو جمع کر دیں تو یہ سب ان کی چھاؤنی سے اچانک غائب ہوگئے اور اپنے گھروں کو لوٹ گئے یہاں تک کہ ساری چھاؤنی خالی ہوگئی۔

حتیٰ کہ جناب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا (ما انتم الا اسود الشری فی الدعة و ثعالب رواغة حین تدعون الی بأس وما انتم بثقة) کہ تم لوگ محض باتوں کے شیر ہو اور جب جنگ آتی ہے تو لومڑی کی طرح دم دبا کر بھاگ جاتے ہو تم نہایت ناقابل اعتماد ساتھی ہو۔ یہاں تک کہ انہوں نے فرمایا" تم ایسے سوار نہیں کہ جن کے ساتھ دفاع کیا جائے، نہ ہی تم ایسے غلبہ والے ہو کہ تمہاری طرف مضبوطی کو پکڑا جائے، اللہ کی قسم تم جنگ میں کوڑے کا لباس ہو، تمہارے خلاف چالیں چلی جاتی ہیں اور تم اپنی چالوں کے جنگ میں کوئی جوہر نہیں دکھا پاتے ہو اور تمہاری طرف کا نقصان ہو تو تمہیں غیرت بھی نہیں آتی"۔

رافضیوں نے جنابِ علیؓ کو اس وقت بھی رسوا کیا جب جنابِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا لشکرِ جرار عین التمر کی طرف عراق کے اطراف سے آیا تو رافضیوں کی ناک خاک آلود ہوگئی۔ جب جنابِ علی

رضی اللہ عنہ نے انہیں دفاعِ عراق کے لیے ابھارا تو انہوں نے کورا جواب دے دیا یہاں تک کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا ان کے متعلق فرمایا:

یا اهل الكوفة كلما سمعتم بمنسر من مناسر اهل الشام انجحر كل امرىء منكم في بيته، واغلق بابه انجحار الضب في حجره والضبع في وزارها، المغرور من غررتموه ولمن فاز بكم فاز بالسهم الاخيب، لا احرار عند النداء ولا اخوان ثقة عند النجاة ان لله وان اليه راجعون۔

اے اہلِ کوفہ! تم جب بھی شامیوں کے لشکر کی آہٹ پاتے ہو تو تمہارا ہر مرد اپنے گھر میں گھس جاتا ہے اور اس کا دروازہ ایسے بند کرلیتا گویا کہ وہ کسی گوہ کی بل میں ہو اور دھوکہ میں وہ ہے جسے تم نے دھوکہ دیا ہو اور جو کوئی تمہارے ساتھ کامیاب ہوا تو بہت ہی حقیر ترین حصہ کے ساتھ کامیاب ہوا۔ جنگ کے وقت تم دھوکہ باز ہو اور امن کے وقت ناقابل اعتماد ساتھی ہو۔ اناللہ وانالیہ راجعون۔

جب اس رافضی یہودی نے یہ دیکھا کہ شہروں کے سیاسی حالات ویسے ہی ہو گئے ہیں جیسی کہ اس نے منصوبہ بندی کی تھی تو اس نے اسی پر اکتفانہ کیا بلکہ اس نے دین کی اصل کو ڈھانے کی کوششیں شروع کر دیں تاکہ مسلمانوں کے لیے کوئی ایسا نہ رہے جو ان کے تنازعات میں انہیں حق کی طرف لوٹا دے۔

تو اس نے دین کی اس جہت سے اپنا کام شروع کیا جو براہ راست عقیدہ کے متعلق تھی۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ سیاسی کے ساتھ دین کے اعتقادی میدان میں بھی فتنے کھڑے کر دیئے جائیں۔ پس اس کے دینی جرائم جسے اس نے شروع کیا جو بعد میں رافضیت کے مذہب کی اصل بن گئے وہ تھا صحابہ کو گالی دینا۔ یہی وہ سب سے پہلا شخص تھا جس نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو "الٰہ" قرار دیا یہاں تک کہ انہوں نے اسے جلانے کا فیصلہ کیا پھر چھوڑ دیا اور آپ نے "السبایہ" کے لوگوں کو آگ میں جلوا دیا جنہوں نے اس کی اتباع میں آپ رضی اللہ عنہ کو "الٰہ" قرار دیا اور پھر بعد میں توبہ بھی نہ کی۔

اس یہودی رافضی نے یہودیت، نصرانیت اور مجوسیت کے فاسد اعتقادات کو مختلط کر کے رواج دینا شروع کیا یہاں تک کہ وہ اس کے پیروکاروں کے دلوں میں راسخ ہو گئے۔ پس رافضیت کے اصول اور اسکی بنیادیں ان تمام مذاہب پر ہی ہیں۔

جناب علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ان خیانتوں کا سلسلہ جاری رہا تا کہ ان کا شکار انکے بیٹوں، رسول اللہ ﷺ کے نواسوں اور جنت کے نوجوانوں کے سردار حسنؓ و حسین رضی اللہ عنہما کو بنایا جائے۔ انہوں نے حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ خیانت کی جب انہوں نے باصرار آپ کو ابھارا کہ اہل شام کی طرف معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کریں۔ ان کے پاس کوئی چارہ نہ تھا جبکہ وہ ان کی چالوں سے خوب آگاہ تھے۔ اس لیے آپ رضی اللہ عنہ نے انکے ساتھ جانے کی حامی بھر لی جبکہ آپ نے دل میں معاویہ رضی اللہ عنہ سے مصالحت کی طرف مائل تھے۔ جب آپ نے لشکر ترتیب دیا اور اس کا قائد قیس بن عبادۃ کو مقرر کیا۔ پھر جب لڑائی میں ایک آواز دینے والے نے قیس بن عبادہ کے قتل کی آواز لگائی تو انکی حقیقت واضح ہو گئی۔ وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوئے اور ثابت قدم نہ رہے یہاں تک کہ حسن رضی اللہ عنہ کی طرف لوٹ آئے اور ان کی متاع لوٹنے لگے حتی کے آپ کے نیچے سے قالین بھی کھینچ لیا اور اس کے بعد انہوں نے آپ کو خنجر مار کر زخمی کر دیا تھا۔

بلکہ بعد میں ان کی خیانت اس سے بھی پرے جا پڑی، جب ایک عراقی شیعہ مختار بن ابی عبید الثقفی نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ صلح کر لی اس شرط پر کہ حسن رضی اللہ عنہ کو حوالے کر دیا جائے۔ تو اس نے بعد میں اپنے چچا سعد بن مسعود سے کہا جو کہ اس وقت مدائن کا والی تھا۔ کہنے لگا کیا تو امیر ہونا چاہتا ہے، اس کے چچا نے کہا وہ کیسے؟ کہنے لگا حسن رضی اللہ عنہ کو گرفتار کر اور اسے لے کر معاویہ رضی اللہ عنہ سے امن حاصل کر۔ تو اس کے چچا نے کہا:

علیك لعنة الله اثب علی ابن بنت رسول الله ، فاوثقهٔ بئس الرجل انت۔

تجھ پہ اللہ کی لعنت ہو میں اللہ ﷺ کے رسول کی بیٹی کے بیٹے پر زیادتی کروں، تو اس نے اسے گرفتار کر لیا اور کہا کہ تو بہت برا آدمی ہے۔

یہ حسن رضی اللہ عنہ ان کی خیانت کا قصہ بیان کرتے ہیں معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ صلح کو ترجیح دیتے ہوئے اور ان کے حق میں دستبردار ہوتے ہوئے اور اہلِ بیت کو خبردار کرتے ہوئے کہا، ”میں سمجھتا ہوں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ ان لوگوں سے بہتر ہیں جو یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ میرے شیعہ ہیں جنہوں نے مجھے قتل کرنا چاہا اور میرا مال لے لیا، اللہ کی قسم اگر معاویہ میرا خون بہادے اور میرے گھر والوں کو امن میں کر دے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ یہ لوگ مجھے قتل کریں اور میرے گھر والوں کو ضائع کر دیں۔ اللہ کی قسم! اگر میں معاویہ کے ساتھ لڑائی کروں تو یہ لوگ میری گردن پکڑ لیں اور مجھے ان کے حوالے کر دیں، اللہ کی قسم! اگر میں ان سے صلح کرلوں اس حال میں کہ میں آزاد ہوں تو یہ اس سے بہتر ہے کہ میں قید ہو کر ان کے پاس آؤں اور وہ مجھے قتل کر دیں۔

عہد بنو امیہ 41 ہجری سے 132 ہجری تک

ان کی خیانتیں اعتقادی میدان کی نسبت سیاسی میدان میں بہت زیادہ ہیں۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ مسلمانوں کو جب بھی کوئی ایسا مسلمان خلیفہ مل گیا جو ان کے دین اور انکی دنیا کی سیاست کی بہترین پہرہ داری کرے تو اس وقت ان کے ایسے عقائد کا کچھ بھی قابل ذکر اثر باقی نہ رہے گا۔ کیونکہ ایسا خلیفہ ہر فتنہ وشبہہ کے ازالہ کے لیے سعی کرے گا۔

اس لیے اس مرحلہ میں انہوں نے سیاسی میدان میں بہت بڑے پیمانے پر خلل پیدا کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا تاکہ دین میں خلل پیدا کیا جاسکے۔ تو انہوں جنابِ حسین رضی اللہ عنہ کی بے پناہ حمایت کرنا شروع کر دی اور ان کے بارے میں ایسی خبریں اور روایتیں مبالغہ آمیزی اور جھوٹ کے ساتھ پھیلانا شروع کر دیں۔ اسی کے ساتھ ساتھ یزیدؒ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں جھوٹی باتیں پھیلانا شروع کر دیں۔ کہا کہ انہوں نے مخلوق پر ظلم روا رکھا ہے اور شریعت کو معطل کر دیا ہے یہاں تک حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے چچا کے بیٹے مسلم بن عقیلؒ کو کوفہ بھیجا تاکہ معاملہ کی تحقیق کر کے آئیں۔ جونہی ابن عقیلؒ کوفہ پہنچے تو اہل کوفہ بھاگ کے ان کے پاس آئے اور ان سے بیعت کرنے لگے پھر انہوں اہل کوفہ کی اس بیعت کی خبر حسین رضی اللہ عنہ کو ارسال کر دی۔

جب والی کوفہ عبید اللہ بن زیاد کو معاملے کا پتہ چلا وہ آیا اور اس نے مسلم بن عقیل کو قتل کر دیا جیسے کہ اس نے اہلِ کوفہ کے شیعہ کے سامنے ہانی بن عروہ المرادی کو قتل کیا جو اس کی بیعت کرنے کے لیے بڑے جوش سے جمع ہوئے تھے۔ وہ اس وقت بھی مسلم بن عقیلؒ اور ہانی کے دفاع کے لیے متحرک نہ ہوئے یہاں تک کہ عبید اللہ نے پیسے دے کر ان کی وفاداریوں کو خرید لیا۔

ہائے ری قسمت! کون سا عہد، بلکہ کون سی بیعت تھی جس کو انہوں نے اس کے نافذ ہونے سے قبل ہی نہ توڑا ہو۔ ہائے افسوس کہ! یہ کون سی تاریخ ہے جو آج ان خیانتوں کو رقم کر رہی ہے تاکہ پہلی تاریخ کو دہرایا جائے؟ پس یہ "ذمہ" اصحابِ رفض کے نزدیک ان دنوں میں اس سے بھی زیادہ سستا ہے یہاں تک کہ انہوں نے اسے چند ٹکوں کے عوض بیچ ڈالا۔

ہم کہتے ہیں کہ اس تمام کے باوجود حسین رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا لیکن وہ ان باتوں کی طرف دھیان دیتے ہوئے نکلے...

☆ ظلم وستم کا واقع ہونا۔

☆ یزیدؒ کے عمال کی طرف سے حدود کی پامالی اور حرمات کی توہین۔

☆ آپ کی طرف سے بیعت کا پیغام بھیجنا۔

☆ اس کے بعد حسین رضی اللہ عنہ اپنے چند ساتھیوں کی معیت میں نکلے جبکہ اکثریت انہیں ایسا خروج کرنے سے منع کرتی رہی اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے کہ اس سے قبل ان کے والد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور بھائی حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا معاملہ کیا گیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو اپنا امر پورا کرنا تھا۔

پس! جب یزید کو حسین رضی اللہ عنہ کے آنے کے علم ہوا تو اس نے آپ کی طرف اپنا لشکر روانہ کیا تاکہ آپ کے اور مسلمانوں کے اتحاد و اجتماعِ کلمہ کے درمیان حائل ہو جائے۔ لیکن جب جنابِ حسین

رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ان کا محاصرہ کر لیا گیا اور ان کے اپنے شیعہ نے انہیں رسوا کر دیا ہے اور وہ آپ کی نصرت سے ہاتھ کھینچ رہے ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ کو اچھی طرح معلوم ہو گیا کہ آپ ان کی خیانت کے دھوکہ میں آگئے ہیں تو آپ نے یزیدی فوج کے قائد کے سامنے تین شروط رکھیں۔

(۱) یہ کہ میں جہاں سے آیا ہوں وہاں واپس چلا جاؤں۔

(۲) یا انہیں چھوڑ دیا جائے تاکہ وہ خود جا کر یزید سے ملاقات کریں۔

☆{ ایک روایت میں ہے کہ حسینؓ نے فرمایاحتی اضع یدی علی یدیه تاکہ میں اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ میں دے دوں یعنی اسکی بیعت کر لوں}

(۳) یا پھر انہیں چھوڑ دیا جائے تاکہ وہ محاذوں پہ چلے جائیں اور مجاہدین کے شانہ بشانہ جہاد کریں۔

لیکن عبید اللہ بن زیاد نے انکار کیا اور لڑائی کا اعلان کر دیا یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ یہاں ان کے عجائب و غرائب ایسے ہیں کہ ان کے علماء بیان کرتے ہیں کہ حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے قتل سے قبل ان کے یعنی شیعہ کے خلاف بد دعا فرمائی۔ ''اعلام الوریٰ'' میں الطبرسی لکھتا ہے '' دعاء حسین علی شیعته قبل استشهاده''حسین رضی اللہ عنہ کی اپنے شیعہ کے خلاف شہادت سے قبل بد دعا۔

> اللهم ان متعتهم ففرقهم فرقا، واجعلهم طرائق قددا، ولا ترضی الولاة عنهم ابداً، فانهم دعونا لینصرونا ثم عدوا علینا فقتلونا
>
> اے اللہ !ان کو اگر تو فائدہ دے تو انہیں فرقوں میں تقسیم کر دے اور ان کے راستے جدا جدا کر دے اوران کے والیوں کو ان کے ساتھ ہمیشہ ناراض رکھ کہ انہوں نے ہمیں بلایا تاکہ ہماری نصرت کریں پھر انہوں نے ہم سے دشمنی کی اور ہمیں قتل کر ڈالا۔

لیکن ہمیں یہاں وقفہ تفکر کرنا ہے اور اہلِ بیت کے خلاف ہونے والی ان خیانتوں پر غور و تأمل کرنا ہے۔ پس اگر ان کا ان مقدس لوگوں کے ساتھ یہ سلوک کیا جن کے ساتھ وہ محبت کا دعویٰ کرتے

ہیں بلکہ ان کی محبت میں مبالغہ کرتے ہیں تو ان کے علاوہ لوگوں کے ساتھ ان کا برتاؤ کیسا ہو گا.... یہاں عبرت پکڑے والے کی مانند تأمل کی ضرورت ہے۔ پس اگر ان کی خیانتیں اپنے محبوبوں کے ساتھ اس قدر ہیں تو پھر باقی مسلمانوں کے ساتھ کیسی ہوں گی جن کا مظاہرہ آج ہم دیکھ رہے ہیں جبکہ وہ کافروں کی طرف دوڑتے، بھاگتے جاتے ہیں۔ ان سے دوستیاں لگاتے ہیں اوران کے کفر میں تعاون کرتے ہیں۔

سب سے اہم ترین بغاوت جو انہوں نے بنو امیہ کے خلاف کی جیسے کہ ''وفیات الاعیان''میں ہے کہ انہوں نے بنو عباس کی بنوامیہ کے خلاف خروج میں مدد کی۔ خراسان کی حکومت کے گرانے میں بھی ابی مسلم الخراسانی کی مدد کی۔ اس نے بعد میں ''ابراہیم بن محمد'' کی بیعت کی طرف لوگوں کو دعوت دینا شروع کر دی۔ جب نصر بن سیاط کو پتہ چلا، جو خراسان میں بنی امیہ کے آخری بادشاہ کا نائب تھا، اس نے مروان کو بیعت کے بارے میں لکھ کر بھیجا تو مروان نے اپنے نائب کو دمشق میں لکھا کہ ابراہیم کو گرفتار کر کے پیش کیا جائے تو اسے پکڑ کر قید کر دیا گیا۔ جب اسے یقینی طور پہ پتہ چل گیا کہ مروان اسے قتل کرنے والا ہے تو اس نے اپنے بھائی ''السفاح'' کو وصیت کی اور یہ بنو عباس کی اولاد میں پہلا خلیفہ تھا۔ پھر ابراہیم دو مہینہ قید میں رہنے کے بعد فوت ہو گیا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ قتل کر دیا گیا۔

عہد بنو عباس 132-656 ہجری

اس دور میں رافضیوں کی خیانتیں جاری رہی اور وہ ملت میں نئے نئے فتنے لیے ظاہر ہوتے رہے۔ انہوں نے حسبِ سابق دینی، سیاسی اور اخلاقی میدانوں کی تباہی کا عمل جاری رکھا۔ اس قدر ''ٹارگٹ کلنگ'' کی گئی کہ وہ گنتی کے احاطہ میں لانا مشکل ہے اور تقسیم اس قدر کی کہ خلافت کو چھوٹی حکومتوں میں تقسیم کر دیا جن کو واپس خلافت کی طرف پرونا مشکل ہو گیا۔

اس زمانے میں ان جرائم کا آغاز اس طرح ہوا کہ انہوں نے ایسی سیاست چلی کہ جس سے خلافت بنو امیہ کا خاتمہ ہو گیا جب انہوں نے اموی حاکم کے خلاف خروج کیا۔ اس کے بعد انہوں نے خفیہ دعوت کا آغاز کیا کہ ''بنو عباس'' خلافت کے زیادہ حق دار ہیں۔ اس دعوت کو پھیلانے والا کردار تھا ''ابو

مسلم الخراسانی"۔ یہ سب اس لیے تھا تا کہ وہ ملک میں اعلیٰ عہدوں پہ فائز ہو جائیں جبکہ اس کے لیے انہوں نے بنو عباس کے ساتھ اپنی دوستی اور موافقت کا جھوٹا اظہار کیا۔ تو انہوں نے اس کام کو خراسان سے شروع کیا جو کہ سب سے پہلا علاقہ تھا جو امویوں کے ہاتھوں سے نکلا اور یہ سب کرنے والا تھا ابو مسلم الخراسانی۔ اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے مسلمانوں کے ساتھ کینہ و بغض سے بھرے ہوئے فارسیوں نے اس لڑائی میں مسلمانوں کے خلاف خوب خونریزی کی تا کہ وہ اپنا انتقام لے سکیں۔

حتی کہ اسی ابو مسلم نے بعد میں خلیفہ المنصور کی اطاعت کا ذمہ توڑنے کی کوشش کی جب وہ اپنے بھائی السفاح کی موت کے بعد مسندِ خلافت پر براجمان ہوا۔ یہاں تک کہ ابو مسلم نے غداری کی کوشش کی لیکن المنصور نے اپنی ذکاوت اور فطانت کے ساتھ معاملہ کو سلجھالیا اور اس کے ساتھ ساتھ وہ ابو مسلم کی طرف خوب متنبہ رہا یہاں تک کہ اسے تدریجاً قریب کر کے قابو کر لیا اور انتہائی برے طریقے سے قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد ابو مسلم کے ساتھیوں نے انتہائی کوششیں کی تا کہ وہ اس کا انتقام لے سکیں۔ اس کے لیے کبھی وہ سیاسی فتنے کھڑے کر دیتے اور کبھی شبہات پھیلاتے رہتے تھے۔

انہیں کوششوں میں سے ایک کوشش "سنباب" کی تھی جس نے المنصور سے ابو مسلم کی نعش حوالے کرنے کا مطالبہ کیا تو منصور نے اسکی طرف ایک لشکر بھیجا جس نے اسے شکست و ریخت سے دوچار کر دیا۔

اس کے بعد "الراوندیہ" فارسی شہر "اصفہان" کے قریب ظاہر ہوئے اور یہ بھی ابو مسلم کی جماعت کے لوگ تھے۔ اس دفعہ وہ بڑے فاسد عقیدہ کے ساتھ سامنے آئے اور انہوں نے خلیفہ المنصور کے بارے میں "الوہیت" کا دعویٰ کر دیا لیکن منصور نے ان کے ساتھ لڑائی کی اور ان کا قلع قمع کر دیا۔

اس کے بعد وہ آدمی ظاہر ہوا جس نے "المقنع" کا لقب اختیار کیا۔ اسے یہ زعم تھا کہ اللہ تعالیٰ نے نعوذ باللہ سب سے پہلے آدم میں حلول کیا پھر نوحؑ میں، پھر ابو مسلم میں اور پھر اس کے اندر حلول کیا۔

وہ اپنی ایک خاص جماعت نہ صرف بنانے میں کامیاب ہو گیا بلکہ وہ اس کے ساتھ ماوراء النہر کے علاقوں پہ بھی قابض ہو گیا اور اس نے ''کش'' نامی قلعہ میں پناہ لی۔ لیکن خلیفہ ''المہدی'' جو ملحدوں اور زندیقوں کے خلاف اپنی شدت میں بہت مشہور تھا اس نے اس کا تعاقب کیا اور ایک لشکر اس کا محاصرہ کرنے کے لیے بھیجا۔ جب اسے موت کا یقین ہو گیا تو اس نے خود کو اور اپنے گھر والوں کو زہر پلا کر ہلاک کر لیا۔

اس سب کے باوجود ''المہدی'' اس فتنہ کو مکمل ختم کرنے میں ناکام رہا کیونکہ یہ سب لوگ ہمیشہ خفیہ رہتے اور ''تقیہ'' کا سہارا لیتے تھے۔ یہ لوگ ہمیشہ خفیہ اور رازداری سے کام کرتے اور اپنے منصوبوں کے جال بنتے رہتے تھے اور حکومتی ارکان کے ساتھ نفاق کا اظہار کر کے ان کی قربتیں تلاش کرنے کے چکر میں رہتے تھے تاکہ عباسی خلافت میں اثر و رسوخ حاصل کیا جا سکے اور وہ کسی وزارت کے عہدے پر فائز ہو سکیں۔ پس اسطرح بہت سے رافضی مجوسی بنو عباس کے خلفاء کے ہاں اعلیٰ عہدوں پر فائز ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ مثلاً البرامکہ، ابو مسلم الخراسانی، الفضل بن سحل المجوسی جو کہ المامون کا وزیر اور اس کے لشکر کا قائد تھا اور اس کا لقب تھا'' ذی الریاستین'' یعنی جنگ اور سیاست کا وزیر۔

یہاں تک ہی نہیں بلکہ انہوں اپنی بیٹیوں اور بیٹوں کے نکاح بھی ان میں کیے۔ پس المامون کی ماں '' المراجل'' فارسیہ تھی اور اسکی تاثیر یہ تھی کہ جب المامون کو حکومت ملی تو اس نے بغداد سے اپنا دارالخلافہ بدل کے فارسی شہر ''مروء'' کو بنالیا اور اس کے ساتھ ساتھ اسلام میں عجیب و غریب افکار و فلسفے پھیلانے کا سلسلہ شروع کر دیا جیسے کہ اس کا خلقِ قرآن کا عقیدہ پھیلانا۔

یہ ساری دعوت فارسیت و مجوسیت کی تربیت کا شاخسانہ تھی۔ اس تقرب کا نتیجہ یہ نکلا کہ رافضی مجوسی اپنے افکار و اعتقادات مسلمانوں کے درمیان پھیلانے میں کامیاب ہو گئے۔ اس طرح انہوں نے جھوٹی احادیث پھیلانے کا سلسلہ بھی شروع کیا اور پھر ان احادیث کو دین کا حصہ قرار دینے لگے۔ اس کے بعد انہوں نے تاریخ کے چہرے کو مسخ کرنا شروع کر دیا اور یہ تاثر دیا کہ اسلام کی تاریخ صحابہ کے درمیان نعوذ باللہ مشاجرات و مخالفات کا ملغوبہ تھی۔ پھر انہوں نے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما پہ زبانِ

طعن دراز کرنا شروع کر دی اور اس کے ساتھ عام صحابہ کو مطعون ٹھہرانا شروع کر دیا۔ بلکہ ان کے شعراء فارس کی قدیم بزرگی پر بڑے قصیدے کہتے اور اس پہ فخر کرتے تھے جیسے کہ الاصمعی شاعر ان کی ہجو کرتے ہوئے کہا ہے...

اذا ذکر الشرك بمجلس　　　اضائت وجوه بنی برمکی

وان تلیت عندهم آیة　　　اتوا بالحدیث عن مزدکی

☆ کہ جب ان کی مجلس میں شرک کا ذکر ہو تو بنو برامکہ کے چہرے کھل اٹھتے ہیں اور جب کوئی آیت تلاوت کی جائے تو وہ مزدکی کی حدیث لے کے بیٹھ جاتے ہیں۔

بلکہ اس قربت کا بد ترین نتیجہ یہ نکلا جو کہ اسلامی حکومت کے لیے بہت گھمبیر تھا" وہ تھا ان کا خلافت کے بعض علاقوں پہ قابض ہو جانا اور مختلف علاقوں میں متعدد مستقل ریاستیں بنالینا۔

سب سے پہلے جس نے اسلامی خلافت سے خروج کیا وہ "طاہر بن الحسین الخزاعی" تھا جس نے خراسان کے علاقے کو علیحدہ کر لیا جیسے کہ اس سے پہلے ابو مسلم نے کیا تھا۔ اس کے بعد خلافت میں تقسیم در تقسیم کا ایک سلسلہ چل پڑا اور خلافت کے ساتھ بہت سی خیانتوں اور جرائم کا ظہور ہوا۔ "القرامطہ" نے الاحساء اور البحرین، یمن، عمان اور شام کے علاقوں پہ تسلط جما لیا۔ "البویہیون" نے عراق وفارس کے علاقے قبضے میں لے لیے اور عبیدیوں نے مصر وشام کے علاقوں پر قبضہ کر لیا۔

لیکن اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے خاص فضل وکرم سے جب بھی کہیں رافضیوں کی کوئی حکومت یا ان کا کوئی علاقہ ظاہر ہوتا تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ان کے لیے ایسے لوگ کھڑے فرما دیتے جو ان کے خلاف جہاد کرتے تھے اور انہیں بدترین عذاب سے دوچار کرتے تھے۔ رافضیوں کی قضاء کا فیصلہ اس وقت "السلاجقہ" کے سنیوں کے ہاتھوں ہوا جو ولایت بنو عباس کے تابع تھے اور یہ رافضیوں کے خلاف بہت شدید تھے۔ یہ رافضی حکومتیں خارجی صلیبی طاقتوں کے تعاون سے مسلمان علاقوں میں قائم کی گئی کیونکہ اہل السنۃ کی موجودگی میں ان کی دال گلتی نظر نہ آتی تھی۔

بنو عباس کے عہد میں القرامطہ کے جن جرائم کو تاریخ نے ہمارے لیے محفوظ رکھا ہے ان میں سے ایک ہے ان کا بنو عباس کے خلاف خروج کرنا اور بنی عبد القیس کے مکانوں کو جلانا، پھر 293 ہجری میں کوفہ پہ ہلہ بولنا اور وہاں انہوں نے اس قدر خون ریزی کی کہ مورخین اس کی تاریخ رقم کرنے پہ مجبور ہو گئے۔

عقائد کے میدان میں انہوں نے اہلِ بیت کے بارے میں تشیع کے بہت سے فاسد عقائد کو ہوا دی پھر اس کے بعد انہوں نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے لیے علمِ غیب کا دعویٰ کر دیا اور اہلِ بیت کے علاوہ ہر چیز کا انکار کرنے لگے اور علی رضی اللہ عنہ اور انکی اولاد کا تذکرہ کرنے لگے اور اس دین کو باطل ثابت کرنے لگے۔ اسی لیے القرامطہ فلسفیوں کی کتابوں اور ان کی مجالس کا بہت اہتمام کرتے تھے اور اپنے داعی حضرات کو نصیحت کرتے کہ " کہ اگر کوئی فلسفی مل جائے تو وہ ہمارے لیے اعتماد کی شئے ہے، اس لیے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے راستوں کو مٹانے کی راہ پر ہیں اور اس عالم کے قدیم ہونے کے منکر ہیں"۔

سن 294 ہجری میں القرامطہ کے اسماعیلیوں نے بیت اللہ کا حج کرنے والے حجاجِ کرام پر حملہ کر دیا جبکہ انہوں نے پہلے اپنے بارے میں حاجیوں کو امن میں لیا اور پھر حجاجِ کرام کے تمام قافلوں کو قتل کر ڈالا اور پھر ہر اس شخص کا تعاقب کیا جو فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ یہاں تک قرامطی لعینوں کی عورتیں مقتولین کے درمیان پانی لیے کھڑی ہو جاتیں اور جس کسی میں زندگی کی رمق پاتیں اسے اکٹھا ہو کر قتل کر دیتیں تھی۔ انہوں نے صرف حاجیوں کے قتل پہ ہی اکتفاء نہ کیا بلکہ اس کے بعد ارد گرد موجود کنوؤں میں مٹی اور گند ڈال دیا۔ اسی طرح سن 321 ہجری میں انہوں نے حجاجِ کرام کے قافلوں کو روک لیا، ان کے مردوں کو قتل اور عورتوں اور بچوں کو غلام بنالیا۔

تاریخ ان کے جرائم کو ہمارے لیے ایسے ہی ذکر کرتی ہے۔ چنانچہ اس زمانے میں یہ 1409 ہجری کا واقعہ ہے جب ایران نے کویت کے شیعوں کا ایک گروپ حجاج کی مدد کے لیے بھیجا تو اس گروپ نے مکۃ المکرمہ کے ایک پل کے ساتھ تباہ کن بارود لگا دیا جبکہ یہ بارود انہیں کویت میں ایرانی سفیر نے سپرد

کیا تھا تو وہ اسے لے کر مکہ بھاگ گئے اور ذی الحجہ کے ساتویں دن شام کے وقت انہوں نے مسجدِ حرام کے پڑوس دھماکہ کرڈالا جس سے وہاں ایک آدمی ہلاک اور سولہ آدمی زخمی ہوئے جبکہ مادی خسائر اس کے علاوہ تھے۔ ان کے انہی دینی جرائم میں سے ایک ہے کہ انہوں نے اپنے ان قبیح افعال سے کعبۃ اللہ المشرفہ کو بھی نہیں بخشا۔ چنانچہ انہوں نے 335ہجری میں کعبہ سے حجرِ اسود چوری کر لیا۔

اسی کو بیان کرتے ہوئے حافظ ابنِ کثیرؒ، ''البدایۃ والنہایۃ''میں لکھتے ہیں کہ قرامطہ حجر اسود کو چوری کرکے اپنے وطن لے گئے۔ عراقیوں کا ایک گروہ نکلا اور ان کا امیر منصور الدیلمی تھا۔ وہ صحیح سالم مکہ تک پہنچنے میں کامیاب ہوگئے۔ وہاں اس وقت دنیا جہاں کے قافلے جمع ہوچکے تھے۔ حجاج کو بالکل پتہ ہی نہ چلا یہاں تک کہ ترویہ کے دن ایک قرامطی اپنی جماعت کے ساتھ ان کے اوپر چڑھ دوڑا۔ اس نے ان کے اموال لوٹ لیے اور ان کا خوب قتل کیا۔ پھر انہوں نے مکہ کے ارد گرد، اسکی گلیوں اور چوراہوں میں بہت سے حاجیوں کو قتل کیا۔ اس اثناء میں ان کا امیر ابو طاہر (علیہ لعنۃ اللہ) کعبہ کے دروازے پر بیٹھا تھا اور لوگ اس کے ارد گرد چیخ رہے تھے جبکہ کعبہ کے ارد گرد قتل وخون ریزی جاری تھی ایک ایسے دن جو اللہ کے نزدیک افضل ترین دن تھا اور وہ ملعون اعلان کرتا (انا باللّٰہ وبا اللّٰہ انااخلق الخلق وافنیھم) میں اللہ سے اور اللہ مجھ سے ہے، میں مخلوق کو پیدا کرتا ہوں اور اسے فنا کرتا ہوں۔ جبکہ لوگ وہاں سے بھاگ رہے تھے اور بعض کعبہ کے پردوں کے ساتھ چمٹ جاتے لیکن پھر بھی وہ بچ نہ پاتے تھے۔

حاجی طواف بھی جاری رکھتے اور ان کو قتل کیا جارہا تھا۔ پس جب اس قرامطی نے اپنے کام کو پورا کرلیا تو اس نے حکم دیا کہ آبِ زم زم کے کنویں میں حاجیوں کو دفن کردیا جائے۔ بہت سے حاجیوں کو جہاں وہ قتل ہوئے وہیں مسجدِ حرام میں ہی دفن کردیا گیا۔ ہائے کیسے مقتول تھے اور کیسی اعلیٰ جگہ پہ مدفون ہوئے۔ اس کے ساتھ انہیں نہ غسل دیا گیا نہ ان پہ کسی نے جنازہ پڑھا کیونکہ وہ احرام میں تھے اور شہداء تھے۔ اس کے بعد انہوں نے زم زم کے قبہ کا انہدام کیا اور پھر کعبہ کا پردہ اتار لیا اور اپنے ساتھیوں کے سامنے اسے پھاڑ ڈالا۔ پھر اس نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ کعبہ کی چھت پر چڑھے اور

اس کے میزاب (پرنالے) کو اکھاڑ دے تو وہ شخص منہ کے بل نیچے گرا اور مر گیا تو اس کے بعد وہ خبیث رک گیا جس پر وہ میزاب کو نقصان پہنچانے سے باز رہا پھر اس نے حجر اسود کو اکھاڑنے کا حکم دیا۔ تو ایک لعنتی آیا تو اس نے اپنے ہاتھ میں ایک ہتھوڑے سے اسے مارا اور کہنے لگا کہاں ہیں ابابیل پرندے اور کہاں وہ کنکریاں؟ پھر اس نے حجرِ اسود کو اکھاڑ لیا اور اسے لے کر ساتھ چلے گئے۔ پھر یہ پتھر ان کے ساتھ 22 سال تک رہا یہاں تک کہ اسے واپس لایا گیا، اناللّٰہ وانا الیہ راجعون (ابنِ کثیر کا کلام ختم ہوا)۔

جہاں تک "البویہیون" کا تعلق ہے تو انہوں نے بھی خلافتِ عباسیہ کے خلاف خروج کیا اور 334 ہجری میں عراق پر قابض ہوگئے اور انہوں نے عباسی خلیفہ المستکفی باللہ کو اتار دیا اور اس کی جگہ "الفضل بن المقتدر" کو لے کر آئے اور اس کو خلیفہ مقرر کر دیا اور اسے "المطیع للہ" کا لقب دیا۔

ان کے دینی جرائم میں سے یہ ہے کہ انہوں نے شیعیت کو لوگوں پر فرض کر دیا اور اس پردے کے پیچھے لوگوں میں مجوسیت کے فاسد اعتقادات و افکار پھیلانے شروع کر دیئے۔ اسطرح انہوں نے مسلمانوں کے درمیان شیعہ سنی جھگڑے کو بنیاد بناتے ہوئے بہت سے فتنے کھڑے کر دیئے۔ ان کے عہد میں صحابہ کو گالی دینے کا قبیح عمل بہت زیادہ پھیل گیا۔

یہی وہ پہلے لوگ تھے جنہوں نے یومِ عاشورہ کے دن محرم میں بازاروں کو بند کرنے کی بدعت کو ایجاد کیا، قبے نصب کیے اور غم کی علم بنائیں اور اپنی عورتوں کو لے کر اس طرح نکلتے کہ وہ حسین رضی اللہ عنہ کے لیے اپنے چہروں پہ تھپڑ مار رہی ہوتی تھی۔ اسطرح وہ یہ عمل کر کے اپنے اس عقیدے کو لوگوں کے درمیان نشر کرتے۔ انہوں نے اللہ کی ذاتِ باری پر جرأت کی جب ان کے آخری بادشاہ نے اپنا لقب "الملک الرحیم" رکھا اور اسے اللہ کے نام کے ساتھ متنازع بنایا۔

جبکہ عبیدی جو فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کی طرف نسبت کا جھوٹا دعویٰ کرتے تھے کہ ہم ان کی اولاد سے ہیں۔ ان کے جرائم بھی کچھ مختلف نہیں ہیں۔ انہوں نے بھی خلافتِ عباسیہ کے خلاف خروج کیا تھا۔ جبکہ اس خروج کے لیے انہوں نے انتہائی خفیہ منصوبہ بندی کی اور بلادِ مغرب میں اہلِ بیت کے

نام کو استعمال کرتے ہوئے رازدارانہ طریقے سے اپنی دعوت کو پھیلایا۔ پھر جب انہوں نے بلاد مغرب پر قبضہ کر لیا تو وہ مصر کی طرف متوجہ ہوئے اور اس پر بھی قبضہ کر لیا اور وہاں خلیفہ کو اتار دیا۔

عقیدہ کے میدان میں ان کے بڑے جرائم یہ تھے کہ جب ان کے حاکم نے مصر میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو اس نے اپنا ایک قاصد اہل مصر کی طرف بھیجا اور ان سے پکا عہد کیا کہ وہ وہاں بدعتوں کا اظہار نہیں کرے گا، بلکہ سنت کا احیاء کرے گا لیکن مصر داخل ہو جانے کے بعد انہوں نے غداری کی اور شیعیت کو لوگوں پہ نہ صرف فرض کر دیا بلکہ اس کا اظہار لازم قرار دے دیا۔ انہوں نے مساجد کے منبروں کو اپنی دعوت پھیلانے کے لیے استعمال کیا اور اپنی بدعتوں کو خوب پھیلایا اور اپنی اذانوں میں ''حیّ علی خیرِ الْعَمَل'' کے الفاظ کا اضافہ کر دیا۔

ان کا حکمران ''الحاکم بامر اللہ'' ظاہر ہوا جس نے الوہیت کا دعویٰ کیا اور اپنے قاصد ملک کے کونے کونے میں بھیجے جو وہاں جا کے مجوسی افکار پھیلاتے تھے جیسے تناسخ اور حلول وغیرہ کے عقائد۔ پھر وہ یہ زعم رکھتے تھے کہ روح القدس آدمؑ سے علیؓ کی طرف منتقل ہوئی اور پھر علی کی روح ''الحاکم بامر اللہ'' کی طرف منتقل ہو گئی۔ اس کے ان افکار کے سب سے مشہور داعی تھا، محمد بن اسماعیل الدرزی المعروف ''انشتکین'' اور حمزہ بن علی الزوزنی جو کہ فارس کے شہر ''زوزن'' کے نواح کا رہنے والا تھا۔ پھر وہ یہ مہم یعنی الوہیت کا نعرہ لے کر قاہرہ وارد ہوا۔ ان کے دینی جرائم میں یہ بات بھی شامل ہے کہ حاکم بامر اللہ جس نے الوہیت کا دعویٰ کیا تھا، اس کے دور میں انہوں نے دو مرتبہ نبی ﷺ کے جسمِ اطہر کو قبر مبارک سے نکالنے کی ناپاک جسارت کی۔

پہلی کوشش اس وقت کی گی جب بعض زندیقوں نے اسے اشارہ دیا کہ نبی ﷺ کے جسمِ اطہر کو مدینہ سے مصر منتقل کر دیا جائے۔ پھر اس نے اس کام کے لیے مصر میں ایک بہت بڑا مزار تعمیر کروایا اور اس پہ بہت سے اموال خرچ کیے اور پھر ابو الفتوح کو بھیجا کہ وہاں جا کر جسمِ اطہر کو نکال لائے لیکن مدینہ کے لوگ اس کے درمیان حائل ہو گئے اور اسے ایسی پریشانی نے آلیا کہ وہ اپنے قصد سے باز آ گیا (وللہ الحمد والمنۃ)۔

دوسری کوشش اس وقت کی جب اس نے ایک آدمی کو بھیجا جو جا کے نبی ﷺ کی قبر مبارک کو کھودے تو وہ قاصد آ کے روضے کے قریب رہائش پذیر ہو گیا اور نیچے سے زمین کھودنے لگا لیکن جلد ہی لوگوں کو پتہ چل گیا اور اسے قتل کر دیا گیا۔

پھر جب اللہ عزوجل نے ترک کے السلاجقہ کو ان پہ مسلط کیا جو ہر طرف سنت کا احیاء کرتے اور رافضیت کا قلع قمع کر دیتے تھے۔ اس موقع پر جب عبیدیوں کو محسوس ہوا کہ اب وہ سنیوں کی قوت کے سامنے ٹھہر نہیں سکتے اور انہوں نے جان لیا کہ اب وہ ان کا سامنا کرنے سے عاجز ہیں تو پھر وہ اپنے پرانے طریقے کی طرف متوجہ ہوئے۔ انہوں اس بار یہ منصوبہ بندی کی کہ اللہ کے دین کے دشمنوں صلیبیوں کی طرف قاصد بھیجے اور انہیں مسلمان علاقوں پر چڑھائی کرنے کا مشورہ دیا اور کہا کہ ان علاقوں کو اپنا وطن بنالیں اور مسلم علاقوں پر قبضہ کرلیں بجائے اس کے کہ اہل السنۃ کا مذہب پھیلے اور سلاجقہ غلبہ پا جائیں۔ جس شخص نے یہ ساری مکاتبت صلیبیوں کے ساتھ کی وہ فاطمی افواج کا امیر ”الافضل“ تھا۔

چنانچہ اسی بات کا ذکر کرتے ہوئے ابنِ الاثیر کہتے ہیں کہ مصر کے علویوں نے جب سلجوقی حکومت کی قوت کو دیکھا کہ وہ شام سے غزۃ تک تمام علاقوں پر قابض ہو گئی ہے اور ان کے اور مصر کے درمیان ”الاقسیس“ نامی ایک چھوٹی ریاست باقی رہ گئی ہے جو انہیں مصر میں داخلے سے روکے تو وہ خوف کھا گئے اور انہوں فرنگیوں کی طرف پیغام بھیجا اور انہیں دعوت دی کہ شام کی طرف خروج کریں اور اس پر قبضہ جمالیں۔

ڈاکٹر مصطفیٰ العنانی صلیبی حملوں کے معاصر لاطینی مورخ ” الکفارو الکاسکی“ سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں ”یہ سب کو معلوم ہونا چاہیے بابا کے عہد میں ”بان الثانی“ جس کا بڑا چرچا ہے، جان فرائڈ، کونٹ فرانڈ لینیس کی معیت میں اور چند دوسرے صلیبی شرفاء کے ساتھ جو مسیح کی جائے پیدائش کی زیارت کا بہت شوق رکھتے تھے وہ سب ”جنوۃ“ کے شہر کی طرف گئے اور وہاں سے وہ ایک جنگی جہاز میں سوار ہوئے جو ”بومیلا“ کے نام سے معروف تھا اور وہ سفر کرتے ہوئے اسکندریہ پہنچے۔ جب ان کا وفد

اسکندریہ کی بندر گاہ تک پہنچا تو وہ فاطمی فوجیوں کی معیت میں بیت المقدس کی بندر گاہ کی طرف گئے یعنی ''بندر گاہ یافاہ''۔ لیکن جب انہوں نے شہر میں داخل ہونا چاہا تاکہ وہ مسیح کی زیارت گاہ تک جا سکیں تو شہر کے پہرے دار نے انہیں اجازت دینے سے انکار کر دیا اور طلب کیا کہ پہلے وہ داخلے کی سرکاری فیس ادا کریں اس کے مطابق جو کہ عادتاً مقرر تھی اور اس کی مقدار ایک ''بیز نط'' تھی۔

ڈاکٹر العنانی اس واقعہ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ سفر جسے صلیبی امراء نے طے کیا یہ کوئی خالی دور نہ تھا کہ جس کا پہلے کوئی معاہدہ نہ طے پایا ہو اور پہلے سے کوئی رابطہ صلیبیوں اور مصری فاطمیوں کے درمیان نہ ہوا ہو۔ پس یہ ایسے ہی تصور نہیں کیا جا سکتا کہ صلیبی یونہی منہ اٹھائے اسکندریہ کی بندر گاہ پہ پہنچ گئے بغیر اس کے کہ ان کا سامنا رستے میں امن کے مسئولین یا جدید زبان میں سکیورٹی کے اہلکاروں کے ساتھ نہ ہوا ہو اور نہ ہی یہ تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ اس سے قبل اس قسم کی آمد کے لیے ان کا کوئی باہمی رابطہ نہ ہوا ہو۔ جو چیز اس بات کی تائید کرتی ہے کہ فاطمیوں نے اپنے فوجی دستوں کو بھیجا جو ''بومیلا'' میں چھپ کر بیت المقدس کی طرف گئے اور اس سے ان کا مقصد ان امراء کو سلاجقہ کے خطرے سے امن میں رکھنا تھا جبکہ اسکندریہ سے بیت المقدس تک آنے جانے کا یہ سلسلہ دو سال تک جاری رہا۔

پھر جب صلیبی لشکر مسلمان علاقوں کی طرف صلیبی حملہ کے لیے یورپ سے نکلے تو رستے میں وہ بزنطینی علاقے میں ''البسفور'' کی ریاست سے گذرے جہاں کے بادشاہ کو فین نے ان سے عہد لیا کہ وہ اس کیساتھ دوستی اور اطاعت کا رشتہ استوار رکھیں گے اور اس نے انہیں حکم دیا کہ مصر میں فاطمیوں کے ساتھ اتفاق کرنے کی کوشش کریں کیونکہ وہ سلاجقہ سنیوں کے خلاف بہت شدید ہیں۔ سلاجقیوں کے خلاف وہ کسی قسم کی مصالحت کے روادار نہیں جبکہ مسیحی رعایا کے ساتھ وہ بہت نرمی برتتے ہیں اور وہ ہمیشہ مسیحی ریاستوں کے ساتھ تفاہم کے لیے تیار رہے ہیں۔

یہ ساری باتیں بین ثبوت ہیں کہ صلیبیوں اور رافضیوں کے درمیان محبت و الفت کے رشتے بہت قدیم تھے۔ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے اور آج پھر ایرانی رافضیوں نے صلیبی امریکیوں کے ساتھ مل

کر اور شمال افغانستان کے رافضیوں کی مدد سے طالبان کی حکومت کو گرا دیا۔ اسی طرح عراق پر قبضہ جمانے میں ایران نے امریکہ کے ساتھ عراقی رافضیوں کی مدد کی اور پورا پورا تعاون فراہم کیا۔

لیکن کاش !وہ مسلمانوں کے خلاف اپنے اس برے معاہدے تک ہی محدود رہتے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ انطاکیہ کا محاصر طوالت اختیار کر گیا ہے تو انہیں خوف لاحق ہوا کہ کہیں صلیبی لشکر مایوس ہو کر واپس ہی نہ لوٹ جائے اور سلاجقہ فتح یاب ہو جائیں۔ تو فاطمیوں کے عسکری امیر " الافضل " نے اپنے مخصوص سفراء کو صلیبیوں کی طرف بھیجا اور ان سے وعدہ کیا کہ وہ ان کو ہر وہ چیز غذا اور عسکری امداد فراہم کرنے کے لیے تیار ہے لیکن وہ محاصرہ چھوڑ کر نہ جائیں۔ تو صلیبی قیادت نے الافضل کے سفراء کو بڑی گرم جوشی کے ساتھ خوش آمدید کہا۔ پھر اس کے بعد ان کے آپس میں کئی اجتماعات ہوئے۔

چنانچہ ولیم صوری کہتا ہے جسے ڈاکٹر یوسف الغوانمہ نے نقل کیا ہے "جب انطاکیہ کے صلیبی محاصرے کی مدت طول پکڑ گئی تو الافضل کا سینہ کھٹکا اور اس نے کہا کہ سلاجقہ کا کسی بھی قسم کا نقصان اس کی فتح کے مساوی ہو گا۔ پس جب الافضل کے سفیروں کا قافلہ واپس آیا تو وہ تحائف وہدیئے لیے ہوئے واپس لوٹا اور ان تحائف میں سلاجقہ کے چار بہترین آدمیوں کے سر کاٹ کر فاطمی بادشاہ کو تحفہ کے طور بھیجے گئے۔

الافضل نے اسی پہ بس نہ کی بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اس نے سلاجقہ کو صلیبیوں کے جہاد میں تنگ کرنے کے لیے اپنی فوجوں کو "صور" کی طرف بھیجا اور اسے بزور طاقت فتح کر لیا۔ پھر اگلے سال اس نے اپنی فوجوں کو لیکر بیت المقدس پہ حملہ کر دیا اور وہاں سے "الاراتقہ" کا علاقہ چھڑوالیا جس کے فوراًبعد صلیبی تیزی کے ساتھ بیت المقدس کی طرف بڑھے۔ گویا کہ یہ پہلے سے طے شدہ امر تھا تو الافضل نے آگے بڑھ کر بیت المقدس پر قبضہ کر لیا تاکہ اسے آسانی سے صلیبیوں کے ہاتھوں میں دیا جا سکے۔ پھر جب اسے صلیبیوں کی آمد کا علم ہوا وہ اپنی فوج لے کر واپس قاہرہ کی طرف چلا گیا۔

یہ صلیبی فوجیں جو یہاں آموجود ہوئیں تھیں وہ انتہائی تھکی ہوئی تھیں، گرمی کی شدت اور طویل محاصروں کے باعث یہاں تک کہ بہت سے پیدل لوگ اور ان کے جانوروں کی اکثریت ہلاک ہو چکی تھی۔ بلکہ وہ صلیبی لشکر جو بیت المقدس کا محاصرہ کرنے کے لیے آیا تھا کوئی بہت بڑا لشکر نہ تھا۔ اس لیے اس بات کا قوی امکان تھا کہ ان کی راہ میں بآسانی مزاحمت کے ساتھ کھڑا ہوا جاسکتا تھا۔ اگر رافضیوں کی ایسی خیانت نہ ہوتی اور صلیبیوں کے ساتھ ان کا ایسا اتفاق نہ ہوتا تو یہ ممکن نہ تھا جبکہ ان کی کل تعداد ایک ہزار پانچ سو گھڑ سوار اور بیس ہزار پیادہ کی تھی۔

یہاں تک کہ ایک مئورخ ''ابن، تغری بردی'' نے تعجب کرتے ہوئے کہا'' کہ عجیب بات یہ ہے کہ جب صلیبی مسلمانوں کی طرف نکلے تو انکی حالت بھوک اور کمزوری کے باعث انتہائی دگر گوں تھی اور ان کے پاس رسد بھی انتہائی کم تھی یہاں تک کہ وہ اکثر مردار کھانے پر مجبور ہوتے۔ جبکہ مسلمانوں کی افواج قوت میں اور کثرت میں تھیں لیکن صلیبی ان کے اندر افتراق پیدا کرنے اور ان کی قوت کو توڑنے میں کامیاب ہوگئے۔

شعبان، 492ہجری میں چالیس دنوں پر محیط ایک لمبے اور خونریز محاصرے کے بعد صلیبی اس بات کے قابل ہوئے کہ وہ بیت المقدس میں داخل ہو جائیں اور شہر پر مکمل قبضہ کر لیں۔ اس کے بعد انہوں نے بیت المقدس میں مسلمانوں کا خوب قتلِ عام کیا اور مسلمانوں کے علمی ورثہ کو جلا دیا یہاں تک کہ 70,000 مسلمان قتل کر دیئے گئے جن میں بہت سے دین کے آئمہ، علماء اور اللہ کے بندے شامل تھے۔ پورا ایک ہفتہ تک قتل وغارتگری کا یہ بازار گرم رکھا گیا یہاں تک کہ جب صلیبی قائد نے عبادت خانے تک جانا چاہا تو اس میدان میں پڑی ہوئی نعشوں میں راستہ بنانا پڑا جبکہ خون اس کے گھٹنوں تک آرہا تھا۔

ان عبیدی بادشاہوں کے جرائم میں سے ایک یہ تھا کہ ہر وہ وزیر جو جہاد کی ندا لگاتا اور اس کے جھنڈے کو بلند کرتا اور کچھ مدت میں اوپر کے لیول تک پہنچ جاتا وہ اسے فارغ کر دیتے تھے۔ پس یہ وزیر

''الافضل''جب صلیبیوں کا اتحادی تھا تو یہ ان کا بہت مقرب رہا لیکن جب اس نے صلیبیوں کو روکنے کے لیے دمشق کے لوگوں کے ساتھ اتحاد کیا تو اس وقت کے بادشاہ نے اسے قتل کروا دیا۔

اس طرح ان کا وزیر ''رضوان بن الولخشی''جو لوگوں میں صلیبیوں کے خلاف جہاد کا سب سے زیادہ داعی تھا یہاں تک کہ اس نے ایک نیا محکمہ قائم کیا اور اس کا نام ''دیوان الجہاد''رکھا اور اس نے ارمنی لوگوں سے وہ مناصب چھیننا شروع کر دیئے جو انہوں نے رافضی عبیدیوں سے حاصل کیے تھے بلکہ اس کے ساتھ اس نے خلیفہ کو بھی شام میں قیام پذیر صلیبیوں کے بارے میں دھمکی دی۔

تو اس وقت کے بادشاہ ''الحافظ''نے ارمنوں کو قوت دینے کے لیے ان کے ساتھ خفیہ طور پہ تعاون شروع کر دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فاطمی فوجیوں کو اپنے وزیر ''ابن الولخشی''کے پیچھے لگا دیا تاکہ جہاد کی تحریک کو جاری کرنے کی اسے سزا دی جاسکے۔ یہاں تک کہ وزیر شمال کے علاقوں کی طرف بھاگنے پر مجبور ہو گیا تاکہ جہاد کے لیے وہاں سے مدد حاصل کرے جہاں جہاد کے میدان کا ایک شیر موجود تھا... اور وہ تھا مجاہد عماد الدین زنگی۔

اسی طرح ایک سنی شافعی وزیر ''ابن السلار''نے صلیبیوں کے خلاف جدوجہد کرنے میں اپنی انتھک کوششیں کی اور اس نے نورالدین زنگی کے ساتھ رابطے اور تعاون کا ہاتھ بڑھایا تاکہ وہ بھی فرنگیوں کے خلاف جہاد میں حصہ لے سکے اور انہیں ایک دوسری جہت سے ضرب لگا سکے لیکن باشاہ ''الظافر''کو اس کی خبر ہو گئی اور اس نے اس کے خلاف منصوبہ تیار کیا اور اسے 548 میں قتل کروا دیا۔

اسی طرح عادل وزیر ''طلائع بن زریک''،جس نے وزارت سنبھالتے ہی جہاد کا نعرہ بلند کیا اور صلیبیوں کے خلاف گروہ اور لشکر اکٹھے کرنا شروع کر دیئے لیکن بیت المقدس کو آزاد کروانے کی اس کی خواہش کی تکمیل سے قبل ہی اسے 558 ہجری میں قتل کر دیا گیا۔ جبکہ اس کے خلاف منصوبہ بنانے والا ''شاور السعدی'' تھا جو بادشاہ ''العاضد''کے دور میں ایک محکمہ کا وزیر تھا۔

لیکن جب فوج کے ایک قائد ''ابوالاشبال الضرغام'' نے بغاوت کرتے ہوئے شاور پر چڑھائی کر دی اور اس سے وزارت چھین لی اور اس کے بڑے بیٹے ''طی بن شاور'' کو قتل کر دیا تو شاور نے مجبور ہو کر عادل بادشاہ نورالدین محمود زنگی سے مدد طلب کی اور اسے وعدہ کیا کہ وہ اس کا نائب بن کے رہے گا اور اسے مصر کے خراج کا تیسرا حصہ بھی دے گا اور کہا کہ میں اپنا نقصان پورا کر لوں تو باقی سب تمہارا ہے۔

اس کے باوجود نورالدین اپنی فوج اسکی مدد کے لیے بھیجنے میں متردد تھا تو اس نے استخارہ کیا تو اس کے بعد اس نے اپنا سب سے بڑا کمانڈر ''اسدالدین شرکوہ'' بھیجا اور اس کے ساتھ اپنے بھائی کا بیٹا صلاح الدین بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ شاور کو حکومت دوبارہ لوٹا دیں تو اسدالدین نے اپنے حملہ میں ضرغام کو ختم کر دیا اور رجب 559 ہجری میں وزارت واپس شاور کے حوالے کر دی۔

لیکن غداری وخیانت کا خمیر شاور کے اندر موجود تھا تو اس نے لوگوں کے ساتھ برا برتاؤ کیا اور اپنے وعدے سے مکر گیا۔ پھر اس نے اسدالدین شرکوہ سے بھی غداری کرنا چاہی جب اس نے اسے کہا کہ شام واپس چلا جائے بغیر اس بات کے کہ وہ ساتھ معاہدہ کے مطابق مصر کے خراج کا تیسرا حصہ بھی بھیجے۔ لیکن اسدالدین نے واپس جانے سے انکار کر دیا اور جا کے ''بلبیس'' شہر میں قلع بند ہو گیا لیکن شاور جیسے کہ ہمیشہ سے رافضیوں مجوسیوں کی عادت رہی ہے، اس نے بیت المقدس میں صلیبیوں کو نجات کے لیے بلایا اور انہیں مصر پر غلبہ کی طمع دلائی تو صلیبی بالفعل تیزی ادھر آدھمکے اور انہوں نے شاور ور کی فوجوں کے ساتھ مل کر بلبیس میں اسدالدین کا محاصرہ کر لیا۔

لیکن اللہ کی رحمت سے محاصرے کے دوران ہی جب انہیں خبر ملی کہ شہر حارم میں صلیبیوں کو نورالدین کے ہاتھوں شکست ہو گئی ہے اور وہ شہر نورالدین کے قبضے میں چلا گیا ہے اور اب وہ ''بانیسا'' کی طرف بڑھ رہا ہے تا کہ اس پر قبضہ کر لیں تو رعب صلیبیوں کے دلوں میں گھر کر گیا اور انہوں نے اسدالدین سے کہا کہ وہ صلح کر لے اور امن کے ساتھ شہر ان کے حوالے کر دے تو اسد نے دیکھا کہ

اس کے پاس وقت کم ہے اور دونوں فریقوں کے مقابلے کی اس کے پاس تعداد بھی نہیں تو اس نے 559 ہجری میں ان کے ساتھ صلح کرلی اور بہت غصے و قہر کے ساتھ بلبیس شہر سے نکل گیا۔

اس معاملے اور شاور کی اس خیانت کو دیکھتے ہوئے، اور اس کا صلیبیوں کے ساتھ اتحاد دیکھتے ہوئے نیک بادشاہ نور الدین زنگی نے مصر پر دوبارہ حملہ کا ارادہ کیا تاکہ عالمِ اسلام سے خیانت کے گڑھ یعنی فاطمی خلافت کا خاتمہ کر دیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ اسکی طمع یہ بھی تھی کہ رافضیت کا قلع قمع کر کے سنی مذہب پھیلایا جائے۔ پس 562 ہجری میں ماہِ ربیع الاول کے نصف میں دمشق سے اسد الدین اور اس کے بھائی کے بیٹے صلاح الدین کی قیادت میں جہادیوں کے قافلے نکلے اور ان کا ہدف فتح تھی۔ لیکن اس فتح کے مقدمات میں ہی اللہ عزوجل نے صلیبیوں اور ان کے اتحادی رافضی مرتدوں کے دل میں رعب ڈال دیا۔ یہاں تک کہ باوجود شاور کے اتحاد کے صلیبی انتہائی خوف زدہ تھے۔

سب سے پہلے معرکے اسد الدین اور شاور اور اسکے اتحادیوں کے ساتھ "بابین" کے بلند علاقوں میں ہوئے اور ان معرکوں کا خاتمہ صلیبیوں اور ان کے رافضی اتحادی کی شکست پر ہوا یہاں سب سے عجیب بات جسے مؤرخین نے ذکر کیا ہے کہ صرف دو ہزار سواروں نے صلیبیوں اور مصر کی افواج کو شکست دے دی۔

اسی کر و فر کے ساتھ تیاریاں جاری تھی کہ اللہ کے فضل سے شاور اور فاطمی بادشاہ کے درمیان اختلاف و فرقہ پیدا ہو گیا اور صلیبیوں نے بھی شاور کا بطور وزیر انکار کر دیا۔ اس جد جہد کا آخر میں یہ نتیجہ نکلا نور الدین کی سپاہ اسد الدین اور اسکے بھائی کے بیٹے صلاح الدین کی قیادت میں مصر پر انکا قبضہ ہو گیا۔

لیکن رافضیوں کا حسد و کینہ ابھی ختم نہ ہوا تھا اور وہ اب بھی چالیں چلنے میں مشغول تھے۔ اب وہ اس کوشش میں تھے کہ عبیدیوں کی بادشاہت گرنے کے بعد اسد الدین کی حکومت کو گرایا جائے اور اس کے بعد اس کے بھائی کے بیٹے صلاح الدین کو ہٹایا جائے جس نے 567 ہجری میں عبیدی بادشاہ کے

نام کا خطبہ مسجدوں میں بند کروا دیا اور دوبارہ عباسی خلیفہ "المستضی بامر اللہ" کے نام کا خطبہ جاری کروایا۔ اسی لیے اس کے بعد قائد صلاح الدین ایوب کو قتل کرنے کی کئی کوششیں ہوئیں۔

ذی القعدہ 574 ہجری میں خلافت کے امین نے جو کہ العاضد کے محل میں رہائش پذیر تھا اور یہاں کا انتظام اس کے اور بعض مصریوں کے پاس تھا۔ اس نے ایک شخص کو استعمال کرتے ہوئے صلیبیوں کے ساتھ معاہدہ کیا کہ وہ مصری علاقوں پر چڑھائی کریں اور جب وہ اس کی طرف پہنچیں گے اور صلاح الدین الایوبی انکی طرف نکلنے کا ارادہ کرے گا تو وہ پیچھے سے اس پر حملہ کرکے اسے اور اس کے انصار کو قتل کر دیں گے پھر وہ باقی افواج کے پیچھے نکلیں گے اور انہیں قتل کر دیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کا منصوبہ ناکام بنا دیا اور ان کا قاصد جو خط لیکر جا رہا تھا پکڑا گیا۔ صلاح الدین نے فوراً اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کو خلافت کے امین کی طرف بھیجا تو انہوں نے اسے بستی کے ایک کونے میں پالیا۔ پھر اسے گرفتار کرنے کے بعد قتل کر دیا گیا اور اس کا سر کاٹ کے لے آئے اور ساتھ محل کے تمام متولیوں کو فارغ کر دیا گیا۔

پھر دوسری دفعہ صلاح الدین الایوبی کو رافضیوں نے اس وقت قتل کرنے کی کوشش کی جب سوڈان کا لشکر خلافت کے امین کا انتقام لینے کے لیے صلاح الدین کے خلاف اپنے پچاس ہزار افراد کو لیکر معرکہ آراء ہوا۔ پھر ان کے درمیان متعدد معرکے ہوئے اور فریقین کے بہت سے لوگ قتل ہو گئے۔ پھر صلاح الدین نے ان کے محلے کی طرف مجاہدین کو روانہ کیا جو کہ "المنصورہ" کے نام سے مشہور تھا۔ اس کے بعد ان رافضیوں کے محلے کو مکینوں سمیت جلا دیا گیا یہاں تک کہ ان کے آخر میں "توران شاہ ،الجیزہ" کے علاقہ کو بھی ختم کر دیا گیا۔

لیکن رافضیوں کو اس حد تک بھی چین نہ آیا یہاں تک کہ مصر میں علوی شیعوں کی ایک جماعت نے فرنگیوں کو بلانے کا ارادہ کیا جن میں مشہور شاعر عمارہ الیمنی، عبد الصمد، کاتب، قاضی العویرسی اور داعی الدعاۃ عبد الجبار بن اسماعیل بن عبد القویٰ، قاضی القضاء ہبۃ اللہ بن کامل اور صلاح الدین کی فوج کے چند امراء کی ایک جماعت شامل تھی۔ یہ طے پایا کہ انہیں صقلیہ، سواحلِ شام سے بلا کر مصر پر حملہ

کی دعوت دی جائے تاکہ انہیں اس کے عوض کچھ مال اور حکومت حاصل ہو جائے۔ پھر جب وہ حکومت لینا چاہیں گے اور صلاح الدین ان کے مقابل نکلے گا تو وہ قاہرہ اور مصر کے اندر سے اس پر حملہ کر کے فاطمیوں کی حکومت بحال کر دیں گے۔

لیکن اللہ کا کرم یہ ہوا کہ ان کا منصوبہ تکمیل سے پہلے ہی پکڑا گیا۔ انہوں نے جس شخص کو اس منصوبہ میں شامل کرنا چاہا ان میں امیر زین الدین علی بن الواعظ تھا جس نے اپنی قوم کے خلاف مردہ ضمیری کا یہ سودہ کرنے سے انکار کر دیا اور ساری بات کی خبر صلاح الدین ایوبی کو دے دی۔ تو صلاح الدین ان سب کو بلایا اور سب کو علیحدہ علیحدہ پوچھا جس پر سب نے اعتراف کر لیا پھر اس نے سب کو گرفتار کر لیا اور فقہاء سے ان کے متعلق فتویٰ دریافت کیا تو انہوں نے ان کے قتل کا فتویٰ دیا۔ پھر اس نے ان کے سب بڑوں کو قتل کر دیا اور ان کے بچوں اور پیروکاروں کو معاف کر دیا اور باقی تمام عبیدی لشکریوں کو دور افتادہ علاقوں میں ملک بدر کر دیا۔ اسطرح مصر ایک دفعہ پھر ایک صاف ستھرے صفحہ کی طرح ہو گیا جبکہ صلاح الدین نے اسے نئے سرے سے مذہبِ اہل السنۃ کی طرف لوٹا دیا اور ملک کو دوبارہ خلافتِ عباسیہ کے تابع کر دیا اور پھر وہ نئے سرے سے اپنی صفیں مرتب کرنے میں مصروف ہو گیا۔

اگر اسے رافضیوں نے اس قدر مشغول نہ کر دیا ہوتا اور اس کے قتل کے لیے اس قدر منصوبے برپا نہ کیے ہوتے تو وہ 583 ہجری میں حاصل ہونے والی فتحِ مبین میں اس قدر تاخیر نہ کرتا۔ کیونکہ وہ سارا عرصہ رافضیوں کے خلاف قتال میں مشغول رہا پھر جب وہ ان کے ساتھ لڑائی سے فارغ ہوا تو اس نے اپنی لڑائی کو صلیبیوں کی طرف متوجہ کیا یہاں تک کہ حطین کے فیصلہ کن معرکے کے بعد ''بیت المقدس'' مسلمانوں کے پاس واپس آ گیا۔ اسی لیے صلاح الدین ایوبیؒ کی اس نصرت کو اللہ کے دین کی بزرگی و عزت کا سبب مانا جاتا ہے اور اہل السنۃ اسی قدر عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جتنا رافضی اس بطلِ اسلام سے بغض رکھتے ہیں۔

(یہاں امام ابو مصعب الزرقاوی شہیدؒ کا پہلا درس مکمل ہوا)

هَلْ اَتَاكَ حَدِيْثُ الرَّافِضَة

(دوسرا درس)

جب خلافتِ عباسیہ کا دوسرا دور شروع ہوا تو ہم دیکھتے ہیں کہ رافضیوں نے دوبارہ سامنے آنا شروع کیا لیکن اس دفعہ ایک نئے روپ میں اور وہ تھا ''تقیہ کا لباس''جس کا وہ عقیدہ رکھتے ہیں تا کہ انہیں حکومت مل جائے۔ ایسے جیسے کوئی بھیڑیا بکری کا لباس پہن لے اور اس سے چرواہا دھوکہ کھاجائے اور اپنے ریوڑ کو خطرے میں ڈال دے اور اپنے دین ودنیا کے امر سے غافل ہو جائے۔

تو وہ بھیس بدل بدل کے بڑے عہدہ داروں کے دروازوں پر اپنے نفاق کو چھپائے ہوئے جمع ہونے لگے اور سری وجہری انکی اطاعت کا اظہار کرنے لگے اور اندرونِ خانہ ان کی سرگرمیاں جاری رہیں یہاں تک کہ بہت سے عباسی خلفاء ان سے دھوکہ کھاگئے۔ پس دیکھنے والا دیکھتا ہے کہ وہ ہمیشہ حکومت میں اعلیٰ اور حساس مناصب اور عہدوں کے پیچھے بھاگتے نظر آتے ہیں۔

ایساہی ایک مشہور رافضی ''ابن العلقمی'' تھا جس کو عباسی خلیفہ معتصم نے غفلت وضیاع میں گرتے ہوئے وزیر بناڈالا جبکہ اسے اس کے اجداد رافضہ کی تاریخ سے عبرت حاصل کرناچاہیے تھی۔ لیکن اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے ہاں جس بات کا فیصلہ ہو چکا تھاوہ ہونے کو تھی اور تاریخ ہمارے لیے رقم کرتی ہے کہ یہ اہل السنۃ کے خلاف ان جرائم کا ارتکاب کرتے رہے اور ہر دور میں ان کے خلاف گھات لگا کر بیٹھے رہے۔

پس اس کی جزاء عباسی خلیفہ کو کیا ملی کہ اس حاقد ابن العلقمی نے اپنے رافضی مجوسی استاد نصیر الدین الطوسی کے ساتھ مل کر ملک کو تباہ کر دیااور بندوں کو قتل کروادیااور خلیفہ کو معزول کروادیا جبکہ اس نے تاتاریوں کے بادشاہ ''ہلاکو خان'' کے ساتھ مراسلت کر کے اسے بغداد پر حملہ کرنے کی طمع دلائی اور اس سے وعدہ کیا کہ وہ اسکی نصرت کرے گا اور اس کے مقابل اس کو حکومت عطا کی جائے گی۔

اس نے خلیفہ کو اس وہم میں مبتلا کر دیا کہ فوج کی تعداد ضرورت سے زیادہ ہوگئی ہے یہاں تک کہ ان کی کثرت ملکی اقتصادیات پر بوجھ بن گئی ہے۔ جبکہ حکومت کو دوسرے امور میں مال کی بہت ضرورت ہے تو اس نے خلیفہ سے کہا کہ فوج میں کمی کر دے۔ یہاں تک کہ خلیفہ ایسا کرنے پر راضی ہو گیا تو پھر کیا تھا ابن العلقمی نے ایک بعد ایک گروہ در گروہ فوج کو فارغ کرنا شروع کر دیا یہاں تک کہ فوج کی تعداد ایک لاکھ اور پھر محض دس ہزار رہ گئی۔

چناچہ حافظ ابنِ کثیرؒ اس کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں "کہ اس حادثہ سے قبل وزیر علقمی اس کوشش میں تھا کہ کسی طرح فوج میں کمی کر دی جائے۔ حتیٰ کہ المستنصر کے آخری ایامِ حکومت میں یہ تعداد صرف ایک لاکھ فوج رہ گئی جن میں افسر اور اکابر بہت زیادہ تھے۔ پھر وہ ان کوششوں میں لگا رہا یہاں تک کہ صرف دس ہزار فوج باقی رہ گئی۔ پھر اس نے تاتاریوں سے مکاتبت کی اور انہیں طمع دلوائی کہ ملک پر قبضہ کر لیں اور ان کے لیے اس نے کام آسان کر دیا اور انہیں ساری حقیقت بیان کی اور فوجیوں کی کمزوریاں بیان کی اور اس میں اس کی طمع صرف یہ تھی کہ "اہل السنۃ" کا مکمل صفایا ہو جائے اور بدعتی رافضیوں کا ظہور ہو اور خلافت فاطمیوں کے ہاتھوں چلی جائے اور علماء ومفتیان قتل کر دیئے جائیں... اور اللہ اپنے امر میں غالب ہے!

اس وقت علقمی نے ہلاکو کو پیغام بھیجا اور اسے بتایا کہ کیسی کمزوریاں ہیں جو عود کر آئی ہیں۔ پھر جب ہلاکو بغداد کو تاراج کرنے نکلا یہاں تک کہ جب وہ شہر کی حدود تک پہنچا تو ابن العقمی اپنے خاصہ داروں کی ایک جماعت لیے اس کے پاس پہنچا۔ ابن العلقمی نے ہلاکو کو ایک منصوبہ بتایا کہ وہ خلیفہ اوراس کے قائدین کو لیکر بغداد سے باہر نکلے گا تاکہ ان سب کا خاتمہ آسان ہو جائے۔

پس! ابن العلقمی واپس ہوا اور خیانت وغداری کے تانے بانے بننے میں مصروف ہو گیا اور خلیفہ کو کہنے لگا کہ باہر نکل کر اس کے ساتھ ہلاکو سے صلح کر لے اور بہتر ہے کہ اپنے قاضی اور تمام حاشیہ برداروں کو ساتھ لے چل۔ پھر واقعتاً خلیفہ اپنے رافضی وزیر کی حمایت کر گیا... کیسے نہ کرتا کہ اسی نے

اسے منتخب کیا تھا اور اس پہ اعتماد کیا تھا۔ پس! اس سنی کا ایسے مشہور رافضی کو اپنے قریب کرنے کا نتیجہ کیا نکلا؟

نتیجہ وہی نکلا جس کا ان رافضیوں نے منصوبہ بنایا تھا... غداری وخیانت یہاں تک کہ جب خلیفہ ہلاکو کے پاس پہنچا تو ہلاکو خلیفہ کو قتل کرنے کے لیے تیار نہ تھا بلکہ وہ خوف زدہ تھا لیکن ابن العلقمی اور طوسی نے اسکو بھڑکایا اور اسے اس کے ساتھیوں سمیت قتل کرنے کی نصیحت کی یہاں تک کہ بالفعل ایسا ہی کر دیا گیا۔ پھر تاتاری بغداد میں داخل ہوئے اور اس میں انہوں نے انسانیت کا بہت بڑا قتل عظیم کیا، کتابیں اور لائبریریاں جلادی گئی، یہاں تک کہ اہلِ ذمہ یہود و نصاریٰ باقی بچے اور وہ لوگ بچے جنہوں نے وزیر ابن العلقمی کے گھر پناہ لی تھی۔

چنانچہ امام الذہبی لکھتے ہیں" 656ہجری میں اللہ کا امر بغداد پہ پورا ہو گیا اور وہ اوندھے منہ اپنے چھتوں پر گر گیا اور ایسے بھوسے کی طرح ہو گیا کہ گویا یہاں کبھی کوئی شہر تھا ہی نہیں... انا للہ و انا الیہ راجعون... اس شہر میں منگولوں نے اپنے سفلی پن کا مظاہرہ کیا، اوباشوں اور منافقوں نے ان کا ساتھ دیا اور ہر اس شخص نے ان کا ساتھ دیا جو رب العلمین پر ایمان نہ رکھتا تھا اور یہ ابن العلقمی وزیر مسلمانوں پر والی تھا لیکن یہ بہت کٹر رافضی تھا۔ پس جب تارتاریوں نے بغداد کو گھیر لیا، جب قوتیں پست ہو گئیں، گلے خشک ہو گئے اور دل حلق کو پہنچ گئے تو ایسے وقت میں وزیر نے خلیفہ معتصم کو اشارہ دیا کہ وہ کہ ہلاکو کے ساتھ مذاکرات کرے تو پہلے وہ رافضی خود اسکی طرف نکلا اور اس نے اپنے اور اپنے اہل کے لیے امان حاصل کر لی پھر واپس آیا اور خلیفہ سے کہنے لگا کہ بادشاہ اپنی بیٹی کی شادی تیرے بیٹے ابو بکر سے کرنا چاہتا ہے اور اس کام کے عوض وہ تجھے خلافت پر باقی رکھے گا جیسے کہ باقی سلجوقی خلفاء کا حال تھا اور پھر وہ چلا جائے گا تو اس کی طرف جاتا کہ لوگوں کا ناحق خون بہنے سے بچ جائے۔

خلیفہ اپنے حاشیہ برداروں کے گروہ کے ساتھ بادشاہ ہلاکو خان کی طرف گیا تو اس نے اسے ایک خیمہ میں ٹھہرایا پھر اس کے بعد وزیر علقمی آیا تو اس نے اکابرین کو طلب کیا تاکہ معاہدہ کیا جائے تو جب وہ نکلے تو انہیں قتل کر دیا گیا اسی طرح ان سب کو بلا کر باری باری قتل کر دیا گیا۔ پھر بغداد میں تلوار کا

راج تھا، عزتیں لٹ گئیں، لوگ قتل ہو گئے اور ہر چیز کو آگ لگادی گئی اور...بغداد میں قیامت برپا ہو گئی ... ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم تیس سے کچھ اوپر دنوں تک قتل وغارت گری کا بازار گرم رہا ہر روز تاتاری ایک محلے میں داخل ہوتے اور اس محلے کا نام ونشان مٹادیتے یہاں تک کہ خون کی ندیاں بہ گئیں اور پورا شہر مقتولین کی لاشوں سے اٹ گیا۔ کہا جاتا ہے کہ وہاں دس لاکھ اسی ہزار افراد کو تہ تیغ کر دیا گیا۔ جبکہ صحیح بات یہ ہے کہ آٹھ لاکھ افراد قتل ہوئے جبکہ یہ ایسا معاملہ ہے جسے ضبط میں لانا ممکن نہیں۔ پس انہوں نے رستوں، چوراہوں، گھروں اور چھتوں پر اور ہر جگہ قتل عام کیا جس کا شمار نہیں۔ بلکہ یہ ایسی عظیم جنگ تھی کہ اسلام میں اس سے قبل ایسی لڑائی نہ ہوئی تھی۔ انہوں نے عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا اور ان قیدیوں میں خلیفہ کا چھوٹا بیٹا اور اس کے بھائی بھی تھے۔ جبکہ خلیفہ اور اس کے بیٹے احمد، عبد الرحمن اور اس کے اعیان کو قتل کر دیا گیا۔ خلیفہ کے چچاؤں علی، حسین، یوسف اور اہل بیت کو قتل کیا گیا۔

محی الدین الرئیس العلامہ ابن الجوزی کے بیٹوں عبد اللہ، عبد الرحمن اور عبد الکریم کو نکالا گیا اور ان کی گردنیں اڑادی گئی۔ جبکہ اس کے علاوہ علماء، امراء اور اکابرین کی بہت بڑی جماعت کو قتل کیا گیا۔ بغداد پر آگ کا راج تھا یہاں تک کہ اسلام کا دار الخلافہ جل اٹھا، جامع الکبیر جل گئی اور بے مہار آگ نے بدنصیب کتب خانے کی راہ دیکھ لی اور آگ ہر طرف پھیل گئی اور اس سے بچنے والوں میں صرف یہی ملعون رافضی تھے۔

لیکن کونسی ایسی آخری حد تھی جہاں یہ رافضی رک جاتے۔ ان کے جرائم صرف خلیفہ اور اس کے حاشیہ برداروں کے خلاف ہی نہ تھے کہ اسلامی حکومت کو گرانے کے بعد ختم ہو جاتے بلکہ ان کا ضرر عام مسلمانوں کے خلاف بھی شدید تر تھا۔ انہوں نے راستے کاٹنے شروع کر دیئے، قافلوں کو لوٹنا اور ان کے اموال غصب کرنا اور ہر وسیلے کیساتھ لوگوں میں رعب پھیلانا ان مفسدین کا وطیرہ بن چکا تھا۔ یہ اچانک لوگوں کو رستوں اور وادیوں سے اچک لے جاتے اور انہیں دور افتادہ علاقوں میں بے آسرا پھینک دیتے اور جو کوئی مزاحمت کرتا اس کے سینے میں خنجر گھونپ دیا جاتا تھا۔ پس اس زمانے میں

لوگوں کا یہ دستور تھا کہ جب کوئی اپنے گھر سے زیادہ دیر کے لیے غائب ہو جاتا تو اس کے بارے میں سمجھ لیا جاتا کہ اسے باطنیہ فرقہ کے لوگ اٹھا کے لے گئے ہیں اور اسے قتل کر دیا ہے تو اس کے گھر والے اپنے غمگین چہرے لیے افسوس کرنے بیٹھ جاتے کہ شاید کہیں وہ کبھی لوٹ آئے۔ اس وقت لوگوں کی یہ عادت بن گئی تھی کہ وہ عام راہوں پر چلنے سے گریز کرتے تھے۔

پس مئورخ ابن الاثیر ہمارے لیے باطنیہ فرقہ کا ایک مئوذن کو اغوا کرنے کا واقعہ نقل کرتے ہیں۔" ایک دن باطنیہ فرقہ کے لوگوں نے ایک مئوذن کو اس کے گھر سے اٹھایا اور اٹھانے والا اس کا ایک پڑوسی باطنی تھا تو اس کے گھر والے اس پر نوحہ و بین کرنے لگے تو وہ اس مئوذن کو لیکر چھت پر چڑھے تا کہ اسے دکھائیں کہ اپنے گھر والوں کی حالت دیکھو کیسے وہ اپنے آپ کو تھپڑ مار رہے ہیں اور رو رہے ہیں جبکہ وہ خوف کے مارے منہ سے ایک لفظ بھی نہ نکال سکتا تھا"۔

اسی طرح ایسے بہت سے طریقے تھے جن کے ذریعے وہ مسلم معاشرے کے افراد کو تنگ کرتے اور ان کے اندر رعب پھیلاتے تھے۔ وہ لوگوں کو مختلف حیلے بہانوں سے اغوا کرتے اور انہیں غیر معروف جگہوں پر لے جاتے جہاں وہ انہیں قید کر دیتے یا انہیں قتل کر دیتے تھے۔ جب بھی کوئی انسان ان کے قریب سے گزرتا تو اسے پکڑ کر اپنے کسی ڈیرے کی طرف لے جاتے تھے اور وہاں اسے تعذیب دیتے پھر اسے قتل کر کے اسی ڈیرے میں اس مقصد کے لیے بنے ہوئے گڑھے میں پھینک دیتے تھے۔

ان کا طریقہ واردات یہ تھا کہ ان کا ایک آدمی راستے کے شروع میں بیٹھ جاتا اور یہ باطنیہ کا ہی خبیث آدمی ہوتا تھا اور جب بھی کوئی اس راہ پہ گذرتے ہوئے اس سے راستہ پوچھتا تو اسے وہ اگلے مرحلے کے رستے کی طرف ڈال دیتا تھا تو وہ مسافر اس کا احسان مند ہو کر اگلے پھندے کی طرف چل دیتا یہاں تک کہ جب ان کے ہتھے چڑھ جاتا تو وہ اسے پکڑ کے قتل کر دیتے اور اس کنویں میں پھینک دیتے تھے۔

لیکن زیادہ وقت نہ گذرا تھا کہ لوگوں کو باطنیہ فرقہ کا یہ طریقہء واردات پتہ چل گیا تو انہوں نے ان سب کو پکڑ کے قتل کر دیا۔ ہوا یوں کہ ایک دن ایک آدمی اپنے دوست کے گھر داخل ہوا تو اس نے اس کے گھر میں بہت سے کپڑے اور جوتے دیکھے تو وہ گھر سے باہر نکل آیا اور اس نے یہ سارا ماجرا لوگوں سے بیان کیا تو لوگوں نے گھر پر ہلہ بول دیا اور وہاں انہوں نے بہت سے کپڑے دریافت کیے تو وہ اپنے اپنے مقتولین کے کپڑے پہچاننے میں لگ گئے تو لوگ سیخ پا ہو گئے تو سب لوگ ملکر ایک عالمِ دین ابی القاسم مسعود بن محمد الخجندی الشافعی کی قیادت میں نکلے اور لوگ اپنا اپنا اسلحہ لیکر آئے، پھر انہوں نے خندقیں کھودیں اور اس میں آگ بھڑکائی گئی اور لوگوں کو حکم دیا گیا کہ باطنیہ فرقہ کے لوگوں کو فوج در فوج پکڑ کے لایا جائے اور انفرادی طور پر بھی پکڑ کے لائیں اور پھر ان کی خلقتِ کثیر کو قتل کر کے آگ میں پھینک دیا گیا۔

یہ بات قاری کے علم میں آنی چاہیے کہ رافضی قزاقوں کی سیاہ تاریخ جسکا اوپر ذکر کیا گیا ہے ان کا امن پسند لوگوں کو قتل کرنا، انہیں خوف ورعب میں مبتلاء کرنا... ان کے ایسے ہی جرائم ہیں جنہیں آج وہ ارضِ دجلہ وفرات عراق میں دہرا رہے ہیں۔ آج انہوں نے پولیس میں بھرتی ہو کر اپنے چہرے کو چھپا لیا تا کہ ان کے لیے قانونی اختیار کی راہ آسان ہو جائے۔ وہ آج بے گناہ لوگوں کو گھروں سے اٹھاتے ہیں اور پھر انہیں تعذیب دے کر قتل کر دیتے ہیں اور مسلمانوں کی عورتوں پر زیادتی کرتے ہیں اور مسلمانوں کے گھروں سے تفتیش کے بہانے اموال لوٹتے ہیں اور کوئی انہیں منع کرنے والا نہیں۔ بلکہ ان کے جرائم اہل السنۃ کے اہل علم لوگوں، علماء، پروفیسرز اور ڈاکٹرز، قضاۃ اور اساتذہ کے قتل میں بھی بہت بڑھ گئے ہیں۔ آج رافضیوں کے علاوہ کون ان کا شکار کر رہا ہے جب ان کو ان تمام باتوں کے احکام ان کے مجوسی مرجع سے مل رہے ہیں اور ان کے ایسے بیانات انٹرنیٹ پر بھی شائع ہو چکے ہیں جنہیں ہر عاقل وغیر عاقل نے پڑھ لیا ہے اور جن کے انکار کی کوئی مجال نہیں۔

عہد خلافتِ عثمانیہ

عثمانیوں کا عہد جس میں انہوں نے مسلمانوں کے اندر جہاد کی تحریک کو ایک نئی روح پھونک دی اور دنیا کو نئے سرے سے فتح کرنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ فتوحات کو بڑھاتے ہوئے یورپ تک جا پہنچے اسطرح کہ صلیبی معرکوں میں جو خسارہ مسلمانوں نے اٹھایا اس کا ازالہ کیا جائے... ایسے زریں عہد میں بھی غداری وخیانت کے مرتکب ہاتھ حرکت میں رہے۔ رافضیت کا فکر و منہج جو یہودی الاصل ہے ہمیشہ مسلمانوں کے کافروں کے خلاف جہاد میں حائل رہا، اس عہد میں نئے سرے سے اُٹھا تاکہ عثمانی مجاہدین کو یورپ کو سبق سکھانے سے روک سکے۔ انہوں نے بہت سی علیحدگی کی تحریکیں چلائیں جن میں انہیں اسلام کے دشمنوں کی مکمل حمایت حاصل رہی۔

انہوں نے برطانیہ، پرتگال، فرانس اور روس کے ساتھ تعاون کا ہاتھ بڑی گرمجوشی کے ساتھ بڑھایا یہاں تک کہ انہوں نے خلافتِ عثمانیہ کو کمزور کر دیا اور وہی لوگ خلافتِ عثمانیہ کے سقوط کا سب سے بڑا سبب تھے۔ انہوں نے مختلف محاذ علیحدگی کی شکل میں شروع کئے۔ پس ''صفوی''شروان، عراق اور فارس کے علاقوں میں اٹھے اسی طرح بہائی فارس کے علاقوں میں ظاہر ہوئے اور ان کی سرگرمیاں مختلف علاقوں میں جاری رہیں۔ اسی طرح قادیانی ہندوستان میں ظاہر ہوئے اور شام کے علاقوں میں نصیریہ اورالدروز کے فرقے ظاہر ہوئے۔

صفوی فرقہ

صفوی فرقہ کے سیاسی جرائم میں ایک یہ ہے کہ انہوں نے خلافتِ عثمانیہ کے خلاف خروج کیا اور سن 1500 عیسوی میں اپنی ایک علیحدہ ریاست قائم کی اور وہاں رافضیت کو بطور دین نافذ کیا اور اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ انہوں نے اہل السنۃ کے ساتھ جنگ کی جو کہ وہاں اکثریت میں تھے یہاں تک کہ اس علاقے میں سنیوں کی تعداد 65٪ تک تھی۔ پھر 1588 عیسوی میں انہوں نے شاہ عباس صفوی کے عہد میں انگریز کے ساتھ اتحاد کیا اور انہیں اپنے ملک میں بسایا اور ان کے ساتھ ایسے منصوبے بنائے تاکہ

خلافتِ عثمانیہ کے خلاف تحریک چلائی جا سکے۔ ان کے اجتماعات میں انگریز موجود ہوتے تھے جن میں مشہور "سر انتھونی اور رابرٹ چارلی" تھے۔

جبکہ ان کے ایسے جرائم جن کا تعلق عقیدہ سے ہے کہ انہوں نے ایرانی حاجیوں کو بیت اللہ، مکہ مکرمہ کی بجائے "مشہد" کا حج کرنے کی طرف لگا دیا۔ ان کے شاہ عباس صفوی نے مشہد میں حج ادا کیا اس کام کو شروع کرتے ہوئے وہ اپنے قدموں پر پیدل چل کے گیا تا کہ لوگوں کو بیت اللہ کے حج سے پھیرے اور خود اس کام کے لیے نمونہ بن جائے۔ اس وقت سے مشہد شہر ایرانی رافضیوں کے لیے ایک مقدس شہر بن گیا ہے۔ صفویوں نے شاہ عباس کے عہد میں مغربی مشنریوں کو اپنے ملک میں آنے کی اجازت دی یہاں تک کہ انہیں گرجے تعمیر کرنے کی اجازت دی اور انگریز کے ساتھ اقتصادی، عسکری اور سیاسی تعاون کے پل بنائے۔

چنانچہ اس کا ذکر کرتے ہوئے "سلیم واکیم" نے اپنی کتاب "ایرانی تہذیب" میں کہا کہ " پرتگالیوں کے علاقہ میں ظہور کے بعد ایران نے برطانیہ، فرانس اور ہالینڈ کے ساتھ تجارتی تعلقات استوار کرنا شروع کیے یہاں تک کہ یہ تعلقات 1857 میں شاہ عباس کے عہد میں ہی ڈپلومیٹک لیول سے بڑھتے ہوئے اتفاقی اور دینی سطح پر پہنچ گئے۔ پھر علاقے میں مغرب کے ساتھ تعلقات میں پالیسی کی تبدیلی واضح محسوس کی گئی۔ اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ شاہ نے ڈپلومیٹس، تاجر، صعنت کار اور فوجیوں کے علاوہ مغربی مشنریوں اور ان کے پادریوں کو ملک میں آنے کی اجازت دی۔ حتیٰ کہ انہوں نے بہت سے گرجاگھر تعمیر کیے۔

بہائی فرقہ

اس نے بھی خلافتِ عثمانیہ کے خلاف خروج کیا اور مغربی استعمار کے ساتھ تعاون کیا اور جہاد فی سبیل کو معطل کرنے کا آوازہ بلند کیا بلکہ انگریز استعمار کے خلاف اسے بالکل منسوخ قرار دے دیا، جس کا مطلب تھا کہ استعمار کے سامنے مکمل طور پر سرِ تسلیم خم کر دیا جائے۔ اس فرقہ کے لوگ یہودیوں کے

خفیہ کلبوں کے ساتھ وابستہ تھے جیسے کہ "خفیہ فری میسن" جس کا کام دین اسلام کا خاتمہ تھا اور اسکی حکومت کو ختم کرنا تھا تاکہ اسکی کہیں بھی بنیاد قائم نہ ہو۔ اس کے لیے انہوں نے فتنوں اور قتل و غارتگری کا سہارا لیا۔

قادیانی فرقہ

اس نے بھی انگریزوں کے ساتھ تعاون کیا جبکہ اس فرقہ کو خود انگریزوں نے ہی شروع کیا تھا اور اس کے پھیلانے میں خود انگریز نے مدد دی۔ یہاں تک کہ ان کا لیڈر غلام ملعون کذاب سامنے آیا جس نے پہلے دعوی کیا کہ وہ مہدی المنتظر ہے پھر پلٹا کھا کے کہا کہ وہ نیا نبی ہے اور اس نے ساتھ ہی جہاد کی تعطیل کا فتویٰ داغ دیا تاکہ اپنے پیروکاروں کو انگریز کے خلاف جہاد سے مکمل طور پر برگشتہ کر دے۔ وہ جہاد کی تعطیل میں اس قدر سخت واقع ہوا گویا یوں محسوس ہوتا تھا کہ یہ لوگ جہاد کے خلاف ہی پیدا کیے گئے ہیں۔ اسی لیے آج ان کے پیروکاروں کو ہم فلسطین میں دیکھتے ہیں کہ وہ بہت زیادہ متحرک ہیں تاکہ یہودیوں کے خلاف جاری جہاد کو رسوا کر سکیں۔

النصیریہ فرقہ

انہوں نے بھی صلیبی معرکوں کے صلیبیوں کے ساتھ تعاون کیا اور وہ شام اور بیت المقدس کے علاقوں میں سقوط کا سبب تھے۔ اسی طرح انہوں نے تاتاریوں کے ساتھ بھی بلاد شام کی تباہی میں تعاون کیا۔

الدروز فرقہ

اس فرقہ نے اپنے بہت سے جوانوں کو صہیونی دفاعی فوجوں میں بھرتی کیا اس طمع میں کہ لبنان اور شام میں ان کی مستقل حکومت قائم ہونے میں مدد ملے۔ 1967 کی عرب اسرائیل جنگ میں جولان اور

اردن میں صہیونی دفاعی فوجوں میں حصہ لیتے ہوئے دروز نے مسلمانوں کو بہت تباہی سے دوچار کیا اور ایسا کرنے میں کسی بوڑھے پر اور نہ ہی کسی بچے پر انہوں نے کوئی رحم نہ کیا۔

خلافتِ عثمانیہ کے ختم ہو جانے کے بعد جب عالمِ اسلام صہیونی صلیبی منصوبہ بندی کے مطابق چھوٹی چھوٹی حکومتوں میں تقسیم کر دیا گیا اور اس میں رافضی بھی تھے۔ انہوں نے فارس کے علاقوں میں رافضیت کی ایک مرکزی حکومت قائم کی جو ان کے دینی معاملات میں بھی ان کا مرجع تھی۔ پھر وہاں ان کے اہم اجتماعات ہونے لگے۔ یہاں تک کہ جب بھی رافضیوں کو کوئی اہم مسئلہ درپیش آتا تو وہاں اکٹھے ہو کر مشورہ کرتے تھے۔ جب کبھی وہ کسی مسئلہ میں عام رافضیوں کے لیے کوئی فتویٰ صادر کرنا چاہتے ہیں جو ان کے حالات کے موافق ہو تو یہودیوں کی طرح ان کے خفیہ اجتماعات ہوتے ہیں جس میں اس مملکت کو مرکز بنا کر وہ رافضی فکر کو پھیلاتے ہیں اور پھر بعد میں امور کو تھوڑا سا سیاست کی طرف پھیر دیتے ہیں۔

یہ ایک ایسی حقیقت ہے جسکی طرف ''خمینی'' کتے نے بھی اشارہ کیا تھا اپنی کتاب ''الحکومۃ الاسلامیہ'' میں اور اس میں اس نے صراحت کے ساتھ اس حکومت کو اللہ کی نشانی قرار دیا ''شریعتِ مداری''۔ اپنی ایک ملاقات میں جو کویت کے ایک رسالہ ''السیاسۃ'' کے ساتھ بتاریخ 26 جنوری 1987 میں کی اور اس میں اس نے دوٹوک بات کہی'' کہ ایران اور قم میں شیعہ کی حکومت قائم ہے اور اس میں اضافہ کرتے ہوئے کہا پوری دنیا میں شیعہ کی ایک عالمی مجلسِ اعلیٰ کا ہونا بہت ضروری ہے۔

یہ درحقیقت وہی منہج ہے جسے ان کے آیہ اور امام ''خمینی'' کتے نے اس نداء کے ساتھ قائم کیا'' کہ شاہ کی حکومت کو گرا دیا جائے اور وہاں کیمونزم کو ختم کیا جائے اور اسکے مقابل ایک عالمی اسلامی انقلاب برپا کیا جائے تاکہ اسلام کے مبادی کو عام کیا جائے۔ اس اسلام سے اسکی مراد رافضی اسلام ہے نہ کہ حقیقی اسلام! بلکہ اس کے اس عمل سے بہت سے اہل السنۃ بھی متأثر ہوئے جو ان کی تاریخ سے غافل تھے۔ وہ ملل، عقائد اور النحل کی کتب میں رافضیوں کی خبریں اور ان کے احکام پڑھتے تھے لیکن وہ خیال

کرتے کہ یہ پہلے زمانوں کی باتیں ہیں اور اب اس دور میں ایسے شیعہ اور ان کے ایسے اصول باقی نہیں رہے۔

یہاں تک کہ اگر کوئی ان کے پاس جا کر رافضیوں کا حکم پوچھتا ہے؟ تو اس کے لیے یہ جواب سامنے آتا ہے کہ کہ وہ کافر ہیں اور نظریاتی جہت سے ان کے خلاف لڑائی واجب ہے لیکن عملی اعتبار سے وہ ایسے آدمی کو ان کے ساتھ تقرب اور اتفاق کی دعوت دیتے نظر آئیں گے۔

یہ بات ذہن میں اور اپنے علم میں اچھی طرح لانی چاہیے کہ "خمینی" خنزیر کا کردار خود امریکہ کا تراشیدہ ہے۔ جسے امریکہ نے فرانس کے خفیہ گوشوں میں خود تیار کیا۔ پس اسی طرح امریکیوں اور صہیونیوں کا منہج ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ اپنے زر خرید ایجنٹوں کے ذریعے تبدیلیاں لاتے رہتے ہیں۔ ایسا اس سبب ہوتا ہے کہ ان کے پہلے ایجنٹ کی تاریخِ صلاحیت ختم ہو چکی ہوتی ہے یا پھر کوئی دوسرا ایجنٹ اس لیے آتا ہے تاکہ کوئی نیا سونپا گیا کام سرانجام دے اور پھر یہ نئے ایجنٹ پہلوں سے زیادہ بہتر انداز میں کام کرتے ہیں اور اپنے آقاء کے مفادات کا تحفظ کرتے ہیں۔

جیسے کہ کتاب "وجاء دور المجوس" میں ہے کہ "خمینی کمینی" نے دنیا میں اپنے پیروکاروں کے ذریعے ایک ہی نعرہ پھیلایا کہ "امریکہ دنیا میں ہر مشرقی قوم کی خرابی کے درپئے ہے" اور خمینی نے لوگوں کو وعدہ دیا کہ وہ امریکہ کے پنجے کاٹ دے گا اور لوگ گمان کرنے لگے کہ اس کے پیچھے کوئی لاوا پک چکا ہے لیکن جب جمہوریت کی حکومت قائم ہوئی تو لوگوں کو انقلابیوں کے عجیب وغریب منظر دیکھنے کو ملے جس کے وہ دعوے کرتے تھے۔

(۱) امریکہ ان ملکوں کی صف میں شامل تھا جس نے اس جدید نظام کو منظور کرتے ہوئے اس کا اعتراف کیا۔

(۲) خمینی کے اس انقلاب نے امریکی سفارت خانہ بھی بند نہ کیا۔

(۳) ایرانی تیل پہلے کی طرح پھر امریکہ کے ذخیرہ خانوں میں جمع کیا جانے لگا اور پھر وہاں سے اسرائیل پہنچنے لگا۔

(۴) ''پرو سلنجبین'' کا معاہدہ جو امریکی کوششوں کے ساتھ ہوا اس نے خمینی کے ساتھ تین ملاقاتیں کی اور آج تک ان ملاقاتوں کی حقیقتِ حال کا کسی کو علم نہیں۔

(۵) بہت سے امریکی صحافی اپنے کام پر واپس آ گئے اور بعض رسالوں نے ان کی تعداد کا اندازہ سات ہزار بتایا ہے۔

(٦) شاہ نے اپنی ڈائری میں لکھا کہ اسے امریکی جنرل ''ہویزر'' کی موجودگی کا علم تھا جبکہ ہویزر یورپ میں امریکی ارکان کی قیادت کا نائب تھا۔ شاہ نے کہا کہ میرے جرنیلوں کو ہویزر کے دوروں کا علم نہ تھا لیکن جب اس کی زیارت کی خبر چھپی تو سوویت یونین کے میڈیا نے کہا کہ ہویزر طہران میں ایک عسکری انقلاب کا بندوبست کرنے گیا تھا۔ میں جانتا ہوں کہ ہویزر ایک عرصہ سے ''مہدی بازنقان'' کیساتھ رابطے میں تھا۔ یہ وہ انجینئر ہے جو خمینی کے انقلاب کا خالق تھا اور مجھے اتارنے کے بعد خمینی نے مہدی کو وزیر اعظم کے عہدہ پر فائز کیا۔ مہدی اور ہویزر اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ سارا ڈارمہ کیسے پس پردہ تیار کیا گیا تھا۔

پھر یہ خمینی کتا ایک جھوٹے دین کی دعوت لیے جب اپنی سابقہ فرانسیسی پناہ گاہ سے نکلا اور جب اس کی دعوت کو رافضیوں کی تمام جماعتوں کی تائید حاصل ہو گئی حتی کہ بعض اہل السنۃ کے لوگوں کی بھی، اور پورے ملک پر غلبہ حاصل ہو گیا تو یہی خمینی اپنے اسلاف عبیدیوں اور قرامطہ کی راہ پے چل نکلا۔ اہل السنۃ کے خلاف مکر وحیلہ کی راہ پر!۔ وہ اپنی خاص نجی مجالس میں اہل السنۃ کے خون مباح ہونے ، ان کی عورتوں کی شرمگاہوں کے حلال ہونے اور قوت کے ساتھ انقلاب کو پھیلانے کی باتیں کرنے لگا۔

یہاں تک کہ جن افواہوں میں یہ گمان کیا گیا کہ عراقی نظام نے ہی ایران کے خلاف جنگ شروع کرنے میں پہل کی تھی تو ایسا شخص وہم وگمان میں اور حقیقت سے دور ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ خمینی ہی تھا جس نے جنگ کا ارادہ کیا تاکہ عراق کو اپنے ملک فارس میں ضم کرلے جیسے کہ ملکِ فارس اس سے قبل اوائل دور کے مسلمانوں کے دور میں تھا۔ پس خمینی کے پہنچنے کے بعد ایران نے اپنے ایجنٹ عراق میں داخل کر دیے اور ایرانی نظام نے متعدد بار عراقی سرحدوں پر حملے کیے۔

یہ رافضیوں کا ماضی اور ان کی تاریخ ہے جس کیساتھ وہ آج بھی اپنے حاضر و مستقبل میں ارتکاز کیے ہوئے ہیں۔ وہ اسی تاریخ سے عنوانات لیتے ہیں اور اپنے اسلاف کے نہج غدر وخیانت کی راہوں پر چلتے ہیں۔ اپنی تاریخ کو ایسا سفر گردانتے ہیں جس سے وہ زادِ راہ لیکر زمانے میں تغیر و تبدل کی راہ چلتے ہیں... اسی ''تقیہ کیساتھ... وہی خفیہ منصوبہ بندی... وہی فاسد عقائد لیے ہوئے!''۔

اے سننے والے! تو اس پر یہ بھی زیادہ کرلے کہ شیعوں کے لیے اس دور میں ایک حکومت موجود ہے، ایک قیادت ہے، ایک موحد سیاست ہے اور ایک مرجعیت کا مرکز ہے جو ان کے لیے تمام امور میں فتوے جاری کرتا ہے جن کا وہ التزام کرتے ہیں۔ آج وہ ظاہر ہو چکے ہیں اور دیکھنے والوں کے لیے ان کی خیانتیں بھی آشکار ہو چکی ہیں۔ اسکی سب سے واضح مثال ہے جو افغانستان میں ایران کی مدد سے وقوع پذیر ہوئی اور اسی طرح عراق میں بھی اس کا مظاہرہ کیا گیا اور بلادِ شام میں بھی، خاص طور پر لبنان میں جہاں ''حزب اللہ'' نامی حزب الشیطان ان کی نمائندگی کر رہی ہے۔ وہ اپنی قوت اور تعلیم ایران سے حاصل کرتے ہیں جو برائی کا مرکز ہے اور ان کے منتظر مہدی ''مسیح الدجال'' کی پناہ گاہ ہے۔

اور لبنان میں... اس ایرانی حکومت نے جو منصوبے بلادِ شام میں چلائے اور لبنان میں خاص طور پر جہاں انہوں مسلح تحریک ''حرکۃ الامل'' کے ذریعے انقلاب برپا کیا۔ یہ تحریک جس کی بنیاد خمینی کے شاگرد اور اس کے سسر ''موسیٰ الصدر'' نے رکھی جو ایران سے چلا اور لبنان میں آکر پناہ گزیں ہو گیا تاکہ لبنانی نیشنیلٹی حاصل کرلے اور اسکی مدد سے وہ ارضِ لبنان میں اپنی سرگرمیاں سہولت کے ساتھ جاری رکھ سکے۔ اس تحریک کو مالی مدد ایران سے ملنے لگی اور اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ فلسطینی پناہ

گزینوں کے کیمپ میں سنیوں کو ختم کیا جائے جو اپنی فلسطینی زمینوں سے نکالے گئے اور یہاں آباد ہونے پر مجبور ہوگئے۔ جب لبنان پر پناہ گزینوں کے مسئلہ میں بیرونی دبائو بڑھا تو یہ رافضی صہیونیوں کے حلیف بن گئے تاکہ ان خیمہ بستیوں میں موجود سنیوں کو ختم کیا جائے اور صہیونیوں کے خلاف کوئی تحریک نتیجہ خیز نہ ہو اور ساتھ ساتھ دشمن کا ساتھ دینے کی خواہش بھی پوری ہو جائے۔ پھر ان فلسطینیوں کا کوئی بھی حساب وشمار نہ ہو سکے اسی مقصد کے لیے انہوں نے کئی مرتبہ ان خیمہ بستیوں کو مذبحہ خانہ بنایا۔

ان حملوں میں سے ایک ہے ''عین الرمانہ''، صبر اور شاتیلا کی خیمہ بستیوں پر کیے جانے والے حملے جو 1982 میں کیے گئے اور عالمی جرائد نے لکھا کہ یہ سب رافضی تحریک ''حرکۃ الامل'' کے منصوبوں کا شاہکار تھا۔ چنانچہ ''صحیفۃ الوطن'' نے اپنے شمارہ نمبر 3688، بمطابق 27 مئی 1985 میں اٹلی کے رسالے ''لیبو'' سے نقل کرتے ہوئے لکھا کہ ایک پناہ گزین فلسطینی جو کئی سالوں سے چلنے کے قابل نہیں تھا اس نے مدد طلب کرتے ہوئے حرکتِ ''امل'' کے ارکان کے سامنے ہاتھ پھیلائے اور ان سے رحم کی اپیل کی جس کا جواب یہ دیا گیا کہ اسے کتوں کی طرح پستول کی گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ صحیفہ نے لکھا کہ یہ ''بے غیرتی'' ہے۔

سنڈے ٹائمز کے مراسلہ نگار نے لکھا کہ ''اس ذبح خانے کی صحیح رپورٹنگ بہت مشکل ہے کیونکہ حرکتِ امل انہیں تصویریں لینے سے منع کر رہی ہے اور بعض کو موت کی دھمکیاں تک مل رہی ہیں۔ اسی خوف کے تحت بعض صحافیوں کو علاقے سے نکال لیا گیا ہے اس خوف سے کہ کہیں انہیں قتل یا اغوا نہ کر لیا جائے کیونکہ ان میں سے جو کوئی لبنان میں رہے تو اس کے لیے وہاں کام کرنا مشکل ہو گا۔

سنڈے ٹائمز نے یہ بھی ذکر کیا کہ متعدد فلسطینیوں کو بیروت کے ہسپتالوں میں بھی قتل کر دیا گیا ہے اور ان میں کچھ فلسطینیوں کو گردنیں کاٹ کر ذبح کیا گیا۔ نیوز ایجنسی ''وکالات الانباء'' نے 6 جنوری 1985 کو یہودیوں کی ملٹری انٹیلی جنس کے سربراہ ''ایہود باراک'' کا بیان نشر کیا ''اس نے پورے وثوق

کے ساتھ کہا کہ حرکتِ امل جنوب لبنان میں اکیلی قوت ہے جو لبنانیوں اور تنظیموں کے کارندوں کو جنوب لبنان کی طرف سے اسرائیلی اہداف پر حملہ سے روکے رکھے گی۔

لیکن اس کے بعد جب کہ دنیا کے سامنے اس خبیث تحریک کا چہرہ بے نقاب ہو گیا اور یہ بھی سامنے آگیا کہ انہوں نے فلسطینی سنیوں کے خلاف کیسے کیسے ظلم و ستم ڈھائے تو لوگ اس تحریک کے خلاف کھڑے ہو گئے اور وہ کارڈ جو ایران اس علاقے میں کھیل رہا تھا جل گیا۔ اب اس لیے ضروری تھا کہ کوئی نیا طریقہ ایجاد کیا جائے اور کوئی دوسری تحریک شروع کی جائے جس کا ظاہری چہرہ حرکتِ امل سے مختلف ہو۔

اس مرتبہ ضروری تھا کہ سنیوں اور شیعوں کو قریب کرنے کا ڈرامہ کھیلا جائے اور ان کی وحدت کی طرف دعوت دی جائے اور اسرائیل کے خلاف جنگ کا اعلان کیا جائے اور اسرائیل سے فلسطینی زمین آزاد کرانے کا مطالبہ کیا جائے۔ پس اس کے لیے ایران میں خفیہ میٹنگیں منعقد کی گئی جن میں ایرانی قیادت نے طے کیا کہ ایک نئی تحریک کی بنیاد رکھی جائے جس کی قیادت نئے لوگوں کے ہاتھوں میں ہو نہ کہ وہ لوگ ہوں جن کی سابقہ ''شہرت'' ہے!

پس ''حزب اللہ'' کا تعلق ایران کے ساتھ فرع اور اصل کا ہے!

اسی لیے حزب نے اپنے تأسیسی بیان بعنوان '' ہم کون ہیں اور ہمارا مقصد کیا ہے؟'' میں کہا اور اپنی تعریف یوں بیان کی... ''ہم امت کے بیٹے، ''حزب اللہ'' کا گروہ ہیں وہ کہ جس کے پہلے گروہ کی نصرت اللہ نے ایران میں فرمائی اور اس نے پوری دنیا میں مرکزی اسلامی حکومت کو نئے سرے سے قائم کر دیا، ہم ایک محکم وعادل واحد قیادت کے اوامر کی اتباع کرتے ہیں جس کے ساتھ ایک جامع ولی اور فقیہ ہے اور وہ ایک حاضر امام مصلح آیۃُ اللہ العظمیٰ روحُ اللہ المُوسَوی الخُمَینی(علیہ لعنۃُاللہ)دام ظلہ ہیں، جنہوں نے مسلمانوں کو ایک نیا انقلاب دیا اور ان کی نشاتِ ثانیہ کا سبب بنے۔

"اسی طرح حزب الشیطان کی قیادت کے ایک آدمی نے کہا کہ

"ہم یہ نہیں کہتے کہ ہم ایران کا حصہ ہیں بلکہ ہم لبنان میں ایک ایران ہیں اور ایک ایسا لبنان ہیں جو ایران میں ہے"

ہم (الزرقاویؒ) کہتے کہ جب ایرانی انقلاب جو خمینی کی قیادت میں برپا ہوا، جس نے اہل السنۃ کے خلاف بہت سے ملکوں میں دھماکوں، دہشت گردیوں اور مذبحہ خانوں کو قائم کیا، جیسے کہ کویت، بحرین، یمن، افغانستان، عراق، اور جیسے کہ ماہِ محرم میں مکہ المکرمہ بیت اللہ میں ہوا، پس یہ سارے سیاسی اعمال جنہیں ایرانی رافضی دین سمجھتے ہیں اور حزب اللہ جن کی شاخ ہے، جس نے خود اعتراف کیا کہ وہ اپنی نسبت وموافقت ایران کے ساتھ رکھتی ہے۔ پس ہر ایران کا دشمن "حزب اللہ" کا دشمن ہے۔ پس یہ حزب اللہ اہل السنۃ کی دشمن ہے چاہے وہ ایک ہزار مرتبہ "تقیہ" کا لباس پہن لے اور اس سے وہی شخص غافل رہ سکتا ہے جو اپنی خواہشات کا پجاری ہے یا کسی جہالت کا شکار ہے۔

"کمزوروں کی پہلی کانفرنس" کے نام سے منعقد ہونے والے اجتماع میں خمینی اپنے علماء اور شیعہ داعیوں کے ساتھ آیا اور ان کے درمیان محمد حسین فضل اللہ، صبحی الطفیلی، تہران میں حرکۃ الامل کا نمائندہ ابراہیم امین شامل تھے۔ ان لوگوں نے اس نئی تحریک کے لیے جدید خطوط وضع کیے پھر یہ وفد واپس لبنان آگیا اوراس کے بعد علماء و نمائندگان سے رابطے کیے گئے اور پھر دوبارہ خمینی سے انکی ملاقاتیں کروائی گئیں جو پہلی کانفرنس میں حاضر نہ ہوسکے تھے پھر اس نے حزب اللہ کو آخری شکل دی۔

چنانچہ احمد الموسوی اپنے ایک مقالے میں جو اس نے مجلہ "الشراع" میں لکھا بعنوان "تم کون ہو؟ حزب اللہ" اور اس میں لکھتاہے "پھر اس تنظیم کے باقی خطوط کو مکمل کیا گیا اور اسکی قیادت میں 12 ممبران داخل کیے گئے جن میں عباس الموسوی، صبحی الطفیلی، حسین الموسوی، حسن نصر اللہ، حسین خلیل، ابراہیم امین، راغب حرب، محمد یزبک، نعیم قاسم، علی کورانی، محمد رعد اور محمد فنیش شامل تھے"۔

لیکن حزب اللہ کے صرف یہی تاسیسی ارکان نہیں بلکہ ان کے ساتھ حرکتِ امل اور حزب الدعوۃ اور دوسری بہت سی قوت والی جماعتیں شامل تھی جو اپنے قائد اور امام خمینی کتے کے زیرِ اثر پروان چڑھیں۔ ان میں ایسے بھی لوگ شامل تھے جن کے نام ابھی تک ''صیغہء راز'' میں ہیں!

بالفعل ایران نے حزب اللہ کو قائم کیا اور اس کے عسکری و سیاسی نظام کو خود وضع کیا اور اس کام کے لیے بہت بڑے بجٹ مختص کیے گئے کیونکہ اس حزب سے ان کے ''بڑوں'' کو بہت سی امیدیں وابستہ ہیں یہاں تک کہ ایران کی مدد اس سفر میں بہت واضح ہو گئی... 1986 کی گرمیوں کے آغاز میں ایک یورپی ڈپلومیٹ کا بیان جو اس نے حکومت کی طرف سے دیا اور اس میں اس نے شام کے حزب اللہ کے ساتھ نرم رویہ کا ذکر کیا جو کچھ یوں ہے ''ایرانی بوئنگ 747 سامان بردار طیارے دمشق ایئرپورٹ کے سائیڈ میں ہفتہ میں تین بار آتے ہیں اور خفیف اسلحہ کی ایک بڑی مقدار وہاں اتارتے ہیں جسے بعد میں انقلابی پہرے داروں کے حوالے کر دیا جاتا ہے جو حزب اللہ کے دمشق کے قریب ٹریننگ سنٹر ''الزبدانی'' یا بڑے ٹریننگ سنٹروں جو بعلبک کے علاقوں میں ہیں۔ ان کیمپوں میں ایرانیوں کی زیرِ نگرانی تربیت دی جاتی ہے۔ جو سامان یہاں اتارا جاتا ہے اس میں ہاون توپیں (مارٹر) اور اینٹی ایئر اسلحہ ''سات'' طرز کے میزائل شامل ہیں۔ اسی طرح اس قسم کی نقل و حرکت ''اللاذقیہ'' کی بندر گاہ پر بھی دیکھنے کو ملتی ہے۔

حزب اللہ سے اپنے مفاد حاصل کرنے کے لیے ایران جو بے پناہ وسائل خرچ کرتا ہے ایک اندازے کے مطابق اس کا حجم

- ☆ 1990 میں 3.5 ملین ڈالر تھا۔
- ☆ 1991 میں یہی اموال 50 ملین ڈالر تک جا پہنچے۔
- ☆ 1992 میں اس کا اندازہ 120 ملین ڈالر۔
- ☆ 1993 میں 160 ملین ڈالر۔

☆ جبکہ بعض مصادر کے مطابق حزب اللہ کی مدد کا تخمینہ رفسنجانی کے دور میں 280 ملین ڈالر بتایا جاتا ہے۔

اموال کا یہ جمِ غفیر حزب کو اس حیثیت میں لانے کے قابل ہوا کہ وہ صرف ان احکام کی پرواہ کرتی ہے جو اسے ''ڈکٹیٹ'' کیے جاتے ہیں اور اس کے علاوہ وہ کسی داخلی تنگ جھگڑے میں نہیں الجھتی۔ اس پیسے سے اس نے اپنے قتال کی صلاحیت کو بہت وسعت دی اور اسی پیسے کے ساتھ لوگوں کی ضرورتوں اور ان کی وفاداریوں کو خرید اگیا۔ آج ان کا بجٹ اتنا بڑا ہو گیا کہ وہ لبنان کے اندر ایک مستقل حکومت کا درجہ حاصل کیے ہوئے ہیں۔ آج اس نے صحت، معاشرت اور تربیت کے میدان میں بہت سے ادارے قائم کر رکھے ہیں۔

میں (مترجم) کہتا ہوں کہ پاکستان کے اندر جہادیوں کے ساتھ اگر اس صورتِ حال کا موازنہ کیا جائے تو امریکہ یہاں دباؤ ڈال کر جہادیوں پر جسطرح چاہتا ہے پابندیاں لگوا دیتا ہے کیونکہ پاکستانی حکومتی مشینری میں اسے اعلیٰ عہدوں پر فائز انتظامیہ اور فوج میں جنرلوں تک شیعہ و بریلوی نما شیعہ ایجنٹ مل جاتے ہیں۔

لیکن لبنان میں ہونے والی موجودہ حزب اللہ اور اسرائیل کی جنگ کے بعد جب یہی سوال عالمی سطح پر اٹھایا گیا کہ حزب اللہ کی لبنان کے اندر اجارہ داری کو ختم کیا جائے لیکن باوجود مسئلہ کی خطرناکی کے ان کے صہیونی و صلیبی آقا اپنے مخصوص مفادات کے تحت چپ سادھ لیتے ہیں۔

1982 میں لبنان پر اسرائیلی حملہ کے بعد اس حزب کی بنیاد رکھی گئی جو ''اسرائیل اور حزب'' کے تعلقات کی ایک خطرناک دلالت دیتی ہے تاکہ صہیونیوں کو مجاہدین کی ضربات سے بچانے کے لیے ایک ڈھال علاقے میں موجود رہے لیکن ایک ایسے طریقے سے جو سابقہ حرکۃ الامل سے بالکل مختلف ہو۔ اس دفعہ حزب اللہ اس جھوٹے دعویٰ کے ساتھ سامنے آئی کہ وہ صہیونیوں کو علاقے سے نکالنے کی اور ان پر ضرب لگانے کی قدرت رکھتی ہے۔ اس کے لیے انہوں نے جھوٹے نعرے بلند کیے جس میں

وہ سارے فلسطین کی آزادی کے نعرے لگانے لگے! جبکہ اس کے ساتھ صہیونیوں نے انہیں ہلاکت و تباہی کا ''جھوٹا'' وعدہ دیا۔

حقیقت میں وہ ایک ایسی سکیورٹی کی باڑ بنے بیٹھے ہیں جو اہل السنۃ کو بارڈر کراس کرنے کی اجازت نہیں دیتے اور نہ ہی اسرائیلیوں پر ضرب لگانے دیتے ہیں۔ بعض جھوٹ جو حزب الشیطان نے نشر کیے انہیں حقیقت میں بھی اس نے تھوڑا سا متحرک کر دیا تاکہ جمہور عامہ الناس کو دھوکہ میں مبتلا کیا جا سکے اور ان کے ایسے جھوٹ کے پلندوں میں سے ہے...

(۱) جنوب کی آزادی اور یہودیوں کو دھکیلنے کا جھوٹ

جب کہ یہ بات سب کے علم میں ہونی چاہیے کہ صہیونی فوج کے اعلیٰ عہدے داروں نے اعلیٰ سطح اور میڈیا پر یہ اعتراف کیا کہ ان کا جنوب لبنان کے کچھ علاقوں سے نکلنا حزب اللہ کی قوت کے سبب نہ تھا بلکہ ان کی ہائی کمانڈ کی طرف سے باقاعدہ آرڈر آئے تھے کہ ان علاقوں کو خالی کر دیا جائے تب حزب اللہ ان علاقوں میں داخل ہوئی... تب صہیونیوں کے جانے کے بعد نہ کہ اس سے قبل اور نہ اس کے دوران بلکہ بعد میں میڈیا کے کیمرہ مینوں کے ساتھ بغلیں بجاتے ہوئے وہ اس علاقے میں داخل ہوئے تاکہ لوگوں کو پتہ چلے کہ وہی لڑنے والے فاتحین ہیں!

(۲) دونوں جانب کے مقتولوں کا جھوٹ

وہ مقتول جو لڑائی میں دونوں جانب مارے جاتے ہیں یعنی حزب اللہ اور صہیونی فوج یہ حقیقت ہے کوئی خیالی بات نہیں۔ لیکن یہ مقتول جو قتل ہوتے ہیں وہ انجانے فوجی ہیں جو نہیں جانتے کہ ان کی قیادت کے اندرونِ خانہ کیا منصوبے ہیں۔ وہ خود اور ان کے دو جانب مقتولین کی تعداد دعویٰ کی گئی تعداد سے حقیقت میں محدود ترین ہے۔ یہ مقتول تو محض قربانی کے بکرے ہیں جو غیر اعلانیہ باطنی مصلحتوں کی خاطر اپنی جانیں کھپا رہے ہیں اور تاکہ انکی جنگ ظاہراً جاری رہے۔

پس !کسی بھی عقل و سمع اور بصارت رکھنے والے کے لیے کھلی دلیل آگئی... جب حسن نصر اللہ خبیث اپنے خطبوں میں فلسطینی مسئلہ پر بہت زور دیتا تھا اور پورے فلسطین کی آزادی کے نعرے لگاتا تھا اس نے اپنے خطبوں میں ان بیانات سے رجوع شروع کر دیا اور اسی حزب نے متعدد مرتبہ اس بات کا اعلان کیا کہ اس کا خارجی مسائل کے ساتھ کوئی سروکار نہیں وہ تو صرف اپنی زمین چھڑوانا چاہتی ہے نہ کہ ارضِ فلسطین !!۔جب شروع میں وہ پوری ارضِ فلسطین کے دعوے کرتا تھا اور اب صرف بیت المقدس کی بات کرنے لگا۔اسطرح انہوں نے اس مسئلہ کو محض رمز اور شعار بنانے تک محدود کر لیا تاکہ ''جمہور عامۃ الناس'' پر ان کے جھوٹ کی حکومت چلتی رہے۔ اب وہ صرف ایک عالمی دن مناتے ہیں اور اس کا نام انہوں نے ''عالمی یوم القدس'' رکھ چھوڑا ہے جس دن وہ اپنی عسکریت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ کیونکہ حزب اللہ کو مستثنیٰ قرار دیا جاتا ہے ان تمام معاہدوں سے جو اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ تمام مسلح ملیشیات کو غیر مسلح کیا جائے... لیکن اس کے پیچھے وہ باقی رہتی بلکہ اسے اور اسلحہ دیا جاتا ہے۔

ایک ضرب المثل ہے کہ {اذا اختلف السراق ظھر المسروق} جب چوروں میں اختلاف ہو گا تو چوری کا مال پکڑا جائے گا اور کہا جاتا ہے کہ ' {الاعتراف سید الادلۃ} اعتراف سب سے بڑی دلیل ہے اور کسی کی اپنے اہل پر دی ہوئی شہادت سے بہتر کوئی شہادت نہیں ہوتی۔ پس اسی حزب کے پہلے امین العام ''صبحی الطفیلی'' نے حزب سے بہت سی توجیہات میں اختلاف کرتے ہوئے ''الجزیرۃ چینل'' سے اپنی ملاقات میں کہا''اگر لبنانی بارڈروں پر حزب اللہ کے علاوہ کوئی اور ہوتا (یعنی فلسطینی اہل السنۃ) تو وہ کسی لمحہ کے لیے اسرائیل کے ساتھ لڑائی بند نہ کرتے۔ پس اب جو کوئی وہاں جانے کا ارادہ کرتا ہے تو حزب اسے گرفتار کر کے لبنانی سکیورٹی فورسز کے حوالے کر دیتی ہے، پھر وہ مجھے الزام دیتے ہیں کہ میں اسرائیل کے خلاف دفاع نہیں کرتا؟!''

اسی طرح یہ خطرناک بیان جو لبنان میں حرکتِ فتح کے خفیہ نمائندے سلطان ابی العینین نے دیا اور جسے ''القدس العربی'' نے 5اپریل2004 کو شائع کیا جس کا عنوان تھا''حزب اللہ نے جنوب میں مزاحمت کے اعمال کو ختم کر دیا''اس نے کہا''حزب اللہ والے کہتے ہیں کہ ہم ہر مشکل میں تمہارے

ساتھ ہوں گے لیکن ہم تین سال سے ایسی سخت مصیبتوں میں ہیں لیکن ہمیں سوائے کھوکھلے نعروں کے کوئی بھی مدد نہیں پہنچی۔ جبکہ پچھلے ہفتہ میں حزب اللہ نے فلسطینی بارڈروں پر مزاحمت کی چار کوششوں کو ناکارہ بنایا اور فلسطینی مزاحمت کاروں کو گرفتار کر کے اعلیٰ محکموں کے حوالے کر دیا"۔ ابو العینین نے اس بات کی تاکید کرتے ہوئے کہا کہ جنوب لبنان کے بعض علاقوں سے اسرائیلی فوجوں کا انخلاء اس شرط پر عمل میں آیا کہ جنوب لبنان سے شمال فلسطین کی جانب ایک بھی گولی نہیں چلائی جائے گی۔ اس معاہدے کی ایسی کڑی تطبیق کی جارہی ہے کہ صہیونی فوج کے نکلنے سے اب تک اس علاقے سے کوئی بھی مزاحمت کی کوشش نہیں ہوئی اور جتنی بھی یہاں فلسطینیوں کی طرف مزاحمت کی کوششیں کی گئی انہیں حزب اللہ نے ناکارہ بنادیا اور مجاہدین کو اعلیٰ محکموں کے سپرد کر دیا۔

اس نے اپنے بیان میں اضافہ کرتے ہوئے کہا کہ "حزب اللہ" چاہتی ہے کہ مزاحمت کی یہ تحریک صرف اسی کی ہو اور وہ جو جی چاہے کرتی رہی جبکہ حزب اللہ میں کوئی اس بات کا انتظار نہیں کرتا کہ وہ خود شمال فلسطین کیطرف ایک بھی میزائل فائر کرے۔ میں اس چیز کا خود گواہ ہوں جو کچھ ہو رہا ہے اور اس نے اشارہ کیا کہ حزب اللہ کی مزاحمتی تحریک جنوبی لبنان میں پہلے سے طے شدہ معاہدوں اور سکیورٹی اتفاقات کے تحت ہے یعنی ایسے اتفاقات جو فریقِ ثالث کی مدد سے اسرائیل کے ساتھ طے پائے ہیں۔

اس نے کہا کہ فلسطینی قوم کو چاہیے کہ حزب اللہ پر کسی قسم کا اعتماد نہ کرے بلکہ اسے خود اپنے زورِ بازو پر بھروسہ کرنا ہوگا کیونکہ حزب اللہ کے اپنے اہداف وسیاسی مقاصد ہیں اور وہ چاہتی ہے کہ آخری فلسطینی تک ہم سے لڑے بلکہ ہم حزب اللہ سے کہیں گے کہ اپنا واضح موقف بیان کرے!

آخر میں ہم (الزرقاویؒ) کہتے ہیں کیا یہ گمان کیا جاسکتا ہے کہ یہ حزب اسرائیل کی دشمن ہے؟ جیسے کہ ان کا گمان ہے! پھر یہی حزب بیروت کے وسیع میدانوں میں اپنی عسکری قوت کا مظاہرہ کرتی ہے جسے میڈیا کے چینل ڈائریکٹ نشر کرتے ہیں، جہاں حسن نصر اللہ اپنے تخت پر رونما ہوتا ہے اوراس کے ساتھ اس کے حاشیہ بردار اور مہمان بیٹھے ہوتے ہیں۔ پھر اس کے سامنے سے عسکری گروہ

پریڈ کرتے ہوئے گذرتے ہیں اور اسرائیل کے لیے موت کے نعرے لگا رہے ہوتے ہیں اور پھر اسرائیل ہاتھ بندھا ہوا عاجز بن کر اس آنے والے دشمن کی طرف تکتا رہتا ہے اور کچھ بھی نہیں کر پاتا!... جبکہ وہی اسرائیل دوسری جانب معذوری کی متحرک کرسی پر بیٹھے ایک شخص کو برداشت نہیں کرتا اور اسے فجر کے اندھیروں میں دور سے میزائل مار کر شہید کر دیتا ہے!

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ رافضی حکومت لبنان کے مسئلہ کا اس قدر اہتمام کیوں کرتی ہے؟

اس سوال کا جواب ان کے اسلام کا "حجۃ" روحانی خود دیتا ہے۔ وہ لبنان میں ایران کا سفیر تھا اور اس نے ایک ایرانی رسالے "اطلاعات" کو جنوری 1984 کے اواخر میں انٹرویو دیا۔

روحانی لبنان کے بارے میں کہتا ہے:

"لبنان اس وقت 1977 کے لبنان کے مشابہ ہو چکا ہے اور اگر ہم اس کا بغور جائزہ لیں تو ان شاء اللہ جلد لبنان ہمارے اختیار میں آجائے گا۔ لبنان کے محلِ وقوع کی بنا پر چونکہ وہ علاقے کا مرکز ہے اور جب وہ اسلامی جمہوریت کی راہ پر چلے گا تو باقی علاقہ بھی اس کی پیروی کرے گا۔ پھر اس نے کہا کہ ہم نے لبنان میں اپنے سفارت خانے کے ذریعے ایسا ماحول پیدا کر دیا ہے جس کے سبب اہل السنۃ اور شیعہ کی آراء اسلامی جمہوریت اور امام خمینی کے بارے میں ایک جیسی ہو گئی ہیں"۔

آج کے رافضیوں کے جرائم

پس! یہ رہا امریکہ جو افغانستان و عراق کے خلاف رافضی ایران کی مدد و تعاون کا اعتراف کر رہا ہے۔ امریکی وزیرِ خارجہ "کونڈا لیزا رائس" ایک نیوز ایجنسی سے اپنی ملاقات میں بیان دیتی ہے کہ:

" اقوامِ متحدہ نے ایران و امریکہ رابطوں کو بڑے منظم طریقے سے "جنیف" کے نام کے تحت آسان بنایا تاکہ ایسی عملی مشکلات کا حل نکالا جائے جو افغانستان میں درپیش ہیں پھر ان بحثوں کا دائرہ عراق تک وسعت اختیار کر گیا"۔

رائس نے اشارہ کیا کہ کچھ عرصہ قبل امریکی نمائندہ "ظُلمے خلیل زاد" ایرانیوں کے ساتھ مذاکرات میں امریکیوں کی نمائندگی کر تارہاہے جیسے کہ اس سے قبل اس نے کہا تھا کہ بعض عملی مشکلات کے حل کی ضرورت ہے اور پھر اسکا دائرہ عراق تک وسیع ہونے کا اس نے ذکر کیا۔

یہ رہے رافضی جو اس تعاون کا نہ صرف اعتراف کرتے ہیں بلکہ اس تعاون و مدد پر جو انہوں نے امریکیوں کو دی، فخر کرتے ہیں۔ ایرانی پارلیمنٹ اور قانون کے امور کا وزیر جو 15 جنوری 2004 میں عرب امارات میں ہونے والی کانفرنس، جو مرکز الامارات للدرسات الاستراتیجیہ میں ابوظہبی کی زیرِ صدارت منعقد ہوئی) میں اعلان کرتا ہے کہ:

"ایران نے امریکہ کی جنگ میں افغانستان اور عراق کے خلاف بہت مدد کی اور اس نے تاکید کرتے ہوئے کہا کہ اگر ایرانی تعاون نہ ہوتا تو کابل و بغداد کا سقوط اتنی آسانی کے ساتھ ممکن نہ ہوتا!"

"الشرق الاوسط" نے اپنی اشاعت 9 فروری 2002 میں رئیس مجلس تحقیق مصلحہ النظام "رفسنجانی" کا بیان نقل کیا جو اس نے طہران یونیورسٹی میں اپنے ایک لیکچر میں دیا کہ:

"ایرانی فورسز نے طالبان سے قتال کیا اور اس کے ختم کرنے میں مدد دی اور اگر ان کی فوجیں امریکیوں کی مدد نہ کرتیں تو امریکی افغانستان کے بھنور میں غرق ہو جاتے۔ پھر اس نے اضافہ کرتے ہوئے کہا کہ امریکہ کو یہ بات اچھی طرح جاننی چاہیے کہ اگر ایران کی قومی فوج کی مدد نہ ہوتی تو امریکہ طالبان کو ہرگز نہیں ہٹا سکتا تھا"۔

یہی نہیں بلکہ ایسی ہی وصیت خمینی نے حزبِ وحدت کے رافضیوں کو کی تھی جب روس جہادِ افغانستان کے بعد نامراد ہو کر نکل گیا تو اس نے کہا...

”اے حزبِ وحدت اے افغانستان کے شیعو! تمہارا اصل جہاد روس کے افغانستان سے نکل جانے کے بعد شروع ہوگا۔ اس سے اسکی مراد تھی اہلِ السنۃ کے خلاف لڑائی اور ملک کے اندر داخلی انتشار وافتراق پھیلایا جائے!

حقیقتاً ایسا ہی ہوا جب طالبان حکومت افغانستان میں تقریباً 6000 رافضی خائنوں کے قتل کے بعد قائم ہوئی، جنہوں نے طالبان کے خلاف بغاوت اور لڑائیوں میں حصہ لیا تھا۔ پس اس ساری سیاست میں امریکہ اور اس کے حواریوں نے افغانستان میں طالبان مخالف گروپوں کے خلاف مدد جاری رکھی اس خوف سے کہ ایران کے پڑوس میں ایک سنی ریاست نہ قائم ہو جائے کیونکہ ایران کی جنگ نہ یہودیوں کے خلاف ہے نہ عیسائیوں کے خلاف بلکہ ان کی جنگ شروع سے لیکر آخر تک اہل السنۃ کے خلاف ہے۔

یہی چیز ہے جس کی تصریح کافی عرصہ قبل ”ڈاکٹر علی ولایتی“ نے کی تھی یہ کہتے ہوئے:

” ہم اس بات کی قطعاً اجازت نہیں دیں گے کہ افغانستان میں ایک وہابی حکومت قائم ہو“۔

یعنی اس کی مراد رافضیوں کی اصطلاح کے مطابق سنی حکومت تھی!

کیا یہی وہ موقف نہیں جس کا اظہار عبیدی حکومتوں کے وزراء اور بادشاہ کیا کرتے تھے سلاجقہ سنیوں کے بارے میں جب انہوں نے صلیبیوں کے خلاف جہاد کیا!

متعدد عسکری ماہرین نے یہ بات بیان کی کہ وہ امریکی طیارے جو افغانستان جنگ میں عربی اڈوں سے اڑ کر گئے ان کے لیے ممکن ہی نہیں کہ وہ ایرانی فضائی حدود کی قانون شکنی کیے بغیر ایسا کر سکیں۔ جبکہ یہ وہی دن تھے جب ایرانی فضائی حدود کے کسی کو استعمال کی اجازت نہ دینے کا شور مچا رہے تھے اور کہہ رہے تھے صرف اضطراری حالت میں ہم کوئی طیارہ اترنے کی اجازت دیں گے۔ جبکہ امریکی انٹیلی جنس کے بعض مصادر نے تصریح کی کہ امریکی سپیشل فورسز کے دستے ہرات شہر میں موجود ہیں جو کہ افغانستان کے مغرب میں ایرانی حدود کے قریب واقع ہے اور کہا کہ ایرانی فورسز علاقے میں قبائل کو دھمکیاں دے رہی ہیں۔

اکتوبر 2001اسی بات کی تاکید امریکی تنظیم "ہیومن رائٹ واچ" نے بھی کی۔ ان کی رپورٹوں سے اس بات کا پتہ چلا کہ ایران نے جنگ شروع ہونے کے بعد افغانستان کے ساتھ متصل بارڈروں پر تازہ دم فوج کے دستوں کا اضافہ کر دیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ سینکڑوں افغان پناہ گزینوں کو افغانستان کی طرف دھکیل دیا گیا ہے۔ یہی وہ کام ہے جس کو ایرانی انٹیلی جنس کے ایجنٹ عراق میں بھی دہرا رہے ہیں۔ جب کہ عراق جنگ کے بارے میں ان کے یہ تمام اقدامات امریکہ اور اس کے حلیفوں کے علم میں ہیں۔ پس ایسے وقت میں جبکہ عراق کے ساتھ متصل ملکوں نے اپنے بارڈروں کو سیل کر دیا ہے تاکہ مجاہدین امریکہ غاصب کے خلاف اپنے بھائیوں کی مدد کو نہ پہنچ سکیں ایسے وقت میں صرف ایران نے اپنے وسیع بارڈر کو کھول رکھا ہے تاکہ اپنے سینکڑوں ایجنٹوں کو اس میں داخل کر دے اور اپنی سیاسی رافضی اغراض کو پورا کر سکے۔ اس میں سب سے پہلے اس نے اپنی ریزیڈنشل قانونی ترکیب میں عراقی مفاد کو سامنے رکھتے ہوئے تبدیلی کی جبکہ یہ اقدام ایسے وقت میں اٹھائے گئے ہیں جسمیں اہل السنۃ کو ذبح کیا جارہا ہے اور انکی نسل کشی کی جارہی ہے تاکہ جنوب عراق میں کم از کم رافضی غلبہ پیدا کیا جاسکے اور پورے عراق میں اپنا نفوذ حاصل کیا جائے۔ اس کے ساتھ ایرانی انٹیلی جنس کے ادارے عراق میں مجاہدین کا پیچھا کرتے ہوئے ایرانی مفادات کے لیے کام کر رہے ہیں۔ عراق کے اندر شیعہ تنظیموں کے ساتھ رابطہ کر کے عراق میں ان کا نیٹ ورک قائم کیا جارہا ہے۔

یہ بات علم میں ہونی چاہیے کہ ایرانی جیسے کہ ان کی عادت ہے کہ وہ امریکہ کے خلاف اپنی دشمنی کا اظہار کرتے رہتے ہیں اور اسے شیطانِ اکبر کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور اس کے لیے موت کا اعلان کرتے ہیں بلکہ طالبان کے خلاف لڑائی میں ایرانی وزیرِ دفاع " علی شمخانی" نے واضح دھمکیاں دیتے ہوئے کہا کہ کوئی بھی امریکی طیارہ جو ایرانی حدود کی خلاف ورزی کرتا ہوا پایا گیا تو اس کو مار گرایا جائے گا۔ لیکن اسکے تھوڑے دنوں بعد ہی امریکہ اور ایران میں باہمی اتفاق کے معاہدے حسبِ عادت طے پائے کہ کوئی بھی امریکی جو ایران میں گھس آئے یا گر جائے تو اسے سالم اور معافی دیتے ہوئے امریکہ کے حوالے کر دیا جائے گا۔

یہاں مناسب ہے کہ میں (الزرقاویؒ) نئے ایرانی وزیرِ اعظم ''احمدی نجاد'' کا وہ بیان نقل کروں جو یہ واضح کردے گا کہ یہ رافضی اپنے آباء کے طریقوں پر ہی چل رہے ہیں ...اس نے کہا ''میری حکومت اس لیے آئی ہے تاکہ مہدی کے استقبال کی تیاریاں کی جائیں''!

رافضیوں کے اخلاقی جرائم

ان کے اخلاقی جرائم بھی ایسے ہیں کہ ان کے بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ پس! یہ ان کے معاشرے جو رذائل، خیانت اور فجور کے ساتھ اٹے ہوئے ہیں اور ان کے اندر ظاہراً و باطناً فحاشی پھیل چکی ہے۔ آپ کو کوئی ایسا معاشرہ نہ ملے گا کہ وہ رذائل، فحاشی اور خباثتوں سے بھر گیا ہو مگر وہ رافضی ہوں گے۔ لیکن یہ سب کچھ ان کے رافضی دین، شریعت اور رافضی فتووں اور ''آیۃ'' کی چھتری تلے کیا جارہا ہے۔ پس یہ کیسے ہے؟

(۱) متعہ کا نکاح

جس کو شریعتِ اسلامیہ نے اپنے ابتدائی زمانہ میں غیر مسلم عورتوں کے ساتھ مباح قرار دیا جبکہ صحابہؓ نبی ﷺ کے زمانہ میں دور دراز علاقوں میں قتال کیے لیے جاتے تھے اور وہاں لمبے سفروں میں آنا جانا اور قیامِ طویل انہیں مشقت میں ڈال دیتا تھا تو ایسے وقت میں متعہ کو اس لیے جائز رکھا گیا تاکہ ممنوع ومحظور کے ارتکاب سے بچا جاسکے۔ لیکن جب مسلمانوں کے حالات بدل گئے اور ان کی کثرت ہو گئی اور مسلمان بہت سے شہروں میں پھیل گئے تو یہ ضرورت زائل ہو گئی کیونکہ اس میں بہت سے مفاسد تھے جو کہ اس کی مصلحتوں پر غالب تھے۔ چونکہ یہ مقاصدِ نکاح کے ساتھ متصادم تھا جسے اللہ نے حلال قرار دیا۔ جبکہ نکاح سے زواج کا سلسلہ چلتا ہے اور اسی سے خاندان مکمل ہوتا ہے اور اسی سے اولاد کی نسل چلتی ہے اور ان کی تربیت کا اہتمام ہوتا ہے۔ لیکن رافضی ابھی تک اس متعہ سے چمٹے ہوئے ہیں جو زناء وشر کی چابی ہے۔ وہ ایسے نہیں کہ جو محض اس کے مباح ہونے اور جواز کے قائل ہیں بلکہ وہ کہتے

ہیں جو متعہ نہیں کرتا اور جو اس نکاحِ متعہ کو حرام جانتا ہے وہ کافر ہے ان روایات کی بنا پر جو انہوں نے جھوٹ و بہتان کے ساتھ آئمہ ء اہل بیت کیساتھ منسوب کی ہیں جیسے کہ ان کی رافضی کتاب ''من لا یحضرہ الفقیہ'' میں ہے:

''روی الصدوق عن الصادق علیه السلام قال ان المتعة دینی ودین آبائی فمن عمل بها عمل بدیننا ومن انکرها انکر دیننا واعتقد بغیر دیننا

ایک سچے نے جعفر صادق سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا بے شک متعہ میرا دین ہے اور میرے آباء کا دین ہے پس جس نے اس پر عمل کیا اس نے ہمارے دین پر عمل کیا اور جس نے اس کا انکار کیا اس نے ہمارے دین کا انکار کیا اور ہمارے عقیدے کے علاوہ اعتقاد رکھا۔

اس میں وہ توسیع اختیار کرتے ہیں تا کہ دودھ پلانے والی رضعیہ کو بھی اس میں داخل کر دیا جائے۔ چنانچہ اس میں ''خمینی'' اپنی کتاب ''تحریر الوسیلہ''میں کہتا ہے:

لا بأس بالتمتع بالرضعية ضماً وتفخيذاً وتبقيلاً

دودھ پلانے والی کے ساتھ تمتع میں کوئی حرج نہیں اسے ساتھ لگانے میں اور بوس و کنار کرنے میں۔

''للہ ثم للتاریخ'' کا مصنف ایک حادثہ نقل کرتا ہے جو اس کے سامنے ہوا جبکہ خمینی عراق میں مقیم تھا اور وہ وہاں ایک شخص کی زیارت کے لیے آیا ہوا تھا جو اپنے آپ کو ''سید صاحب'' کہلواتا تھا تو وہ کہتا ہے کہ ''سید صاحب ہمارے آنے سے بہت خوش ہوا اور ہم اس کے پاس ظہر کے وقت کے قریب پہنچے تھے۔ اس نے کھانا بنوایا لیکن اسے مئوخر کر دیا اور اس نے اپنے بعض اقارب سے رابطہ کیا اور جب وہ حاضر ہوئے تو اس کے گھر میں بہت رش ہو گیا۔ پھر سید صاحب نے ہم سے کہا کہ آج رات ان کے ہاں قیام کریں تو امام نے موافقت کر لی۔ پھر رات کا کھانا لایا گیا اور وہاں موجود لوگ امام خمینی کے ہاتھ چومتے اور اس سے مسائل دریافت کرتے تھے۔ جب سونے کا وقت آیا اور لوگ چلے گئے تو امام خمینی نے وہاں ایک بچی دیکھی جس کی عمر کوئی چار سال ہو گی لیکن وہ بہت خوبصورت بچی تھی تو امام اس کے والد سید

صاحب سے اسے متعہ کے لیے پیش کروانے کی اجازت چاہی تو اس کے والد نے بڑی خوشی سے اجازت دے دی۔ تو "امام خمینی" نے ایک حجرے میں اس بچی کے ساتھ رات گذاری اور ہم رات کو اس بچی کی چیخوں کو سن رہے تھے۔ پھر جب صبح ہوئی اور ہم ناشتہ پر اکٹھے بیٹھے تو اس خمینی کتے نے میرے چہرے کی طرف دیکھا اور اس پر ناپسندیدگی کے واضح آثار دیکھے کہ کس طرح اس نے ایک چھوٹی بچی کے ساتھ ایسا فعل کیا جبکہ گھر میں بالغ جوان بچیاں بھی موجود تھیں اور اسکے لیے ممکن تھا کہ ان میں سے کسی ایک کے ساتھ ایسا کر لیتا۔ تو سید مجھے کہنے لگا آپ بچی کے ساتھ تمتع کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں؟ میں نے کہا کہ بہتر قول آپ کا ہے اور آپ کا کام ہی صحیح ٹھہرتا ہے کہ آپ امام و مجتہد ہیں اور میرے جیسے آدمی کے لیے ممکن نہیں کہ ایسی بات کہوں سوائے اس کے جو آپ نے خود دیکھا۔ یہ بات معلوم ہونا چاہیے کہ اس وقت میرے لیے اعتراض کرنا ممکن نہ تھا تو سید حسین کہنے لگا" کہ بچی کے ساتھ تمتع جائز ہے لیکن یہ اس کے ساتھ کھیلنے اور اس کو ساتھ چمٹانے اور بوس و کنار کی حد تک ہونا چاہیے جبکہ جماع کی اسے طاقت نہیں ہے!"

لیکن شیعہ کے تمتع کا دائرہ تو اس سے بھی زیادہ وسعت اختیار کر گیا ہے یہاں تک کہ وہ شادی شدہ عورت کے ساتھ بھی تمتع کو جائز قرار دیتے ہیں جبکہ یہ ایسی بات ہے جسے تمام آسمانی شریعتیں حرام قرار دیتی ہیں بلکہ کوئی کافر عقل مند بھی اس کی حمایت نہیں کر سکتا... لیکن یہ رافضی اسے جائز قرار دیتے ہیں اور ایک پاکدامن منکوحہ عورت کے ساتھ تمتع کو جائز قرار دیتے ہیں جبکہ وہ اپنے شوہر کی اجازت، علم اور اسکی رضامندی کے بغیر ہی ایسا کر رہی ہو۔ یہ بات بھی علم میں لائی جانی چاہیے کہ بعض شیعہ فقہاء بھی نکاحِ متعہ کو حرام قرار دیتے ہیں۔

جیسے کہ "وسائل الشیعہ، التہذیب اور الاستبصار" میں ہے...:

"قال امير المومنين صلوات الله عليه: حرم رسول الله يوم خيبر لحوم الحمر الاهليه ونكاح المتعة"

امیر المومنینؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن پالتو جنگلی گدھوں کا گوشت اور نکاحِ متعہ کو حرام قرار دے دیا۔

اسی طرح ''التھذیب ''میں ہے کہ ابو عبد اللہ علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ کیا مسلمان نبی ﷺ کے عہد مبارک میں بغیر نکاح کے رشتہ زواج میں منسلک ہوتے تھے تو انہوں نے کہا، نہیں۔ اس پر تعلیق کرتے ہوئے سید حسین الموسوی کہتا ہے ''اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ دونوں دلیلیں متعہ حرام ہونے اور اس کے ابطال کے لیے حجہ قاطعہ ہیں۔ وسائل الشیعہ میں ہے کہ عمار سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے مجھے اور سلیمان کو کہا تم دونوں پر متعہ حرام کر دیا گیا ہے۔

ڈاکٹر ناصری القفاری نے اپنی کتاب ''شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کے اصول''میں علامہ الآلوسی سے نقل کیا''جو کوئی رافضیوں کے موجودہ زمانے میں متعہ کے نکاح کی طرف غور کرے گا تو اسے اس پر زنا کا حکم لگانے میں کوئی تردد نہیں برتنا پڑے گا کہ آج عورت ایک دن میں بیسیوں آدمیوں کے ساتھ دن رات زنا کرتی ہے اور پھر وہ کہتی ہے کہ میں نے ''متعہ '' کیا ہے اور میں ''متمتعہ ''ہوں۔ پس ان کے لیے ایسے بازار بنادیئے گئے ہیں جہاں ان کے ایجنٹ دلال ان کے لیے مرد ڈھونڈ ڈھونڈ کے لاتے ہیں اور پھر ان کے ساتھ اس زنا کی اجرت طے کی جاتی ہے اور پھر وہ خبیث عورتیں انہیں ہاتھوں سے پکڑ کے اللہ کی لعنت اور اس کے غضب کی طرف لے جاتی ہیں۔

میں (مترجم) کہتا ہوں کہ صرف عرب دنیا میں ہی نہیں بلکہ پوری مسلمان دنیا میں حتیٰ کہ وطن '' عزیز اسلامی جمہورا '' پاکستان میں بھی ایسے بازار جن کو ''ہیرا منڈیوں'' کا نام دیا جاتا تھا وہاں یہ زنا بھی رافضی فقہ کے تحت متعہ کے قانونی تحفظ کی چھتری تلے اور زانی حکمرانوں کی سرپرستی میں پچھلی نصف صدی سے ہوتا چلا آرہا ہے۔ لیکن آج اس شعبہ میں موجود اعمال وافعال کو نئے لبادے میں اوڑھا کر خوبصورت بنادیا گیا ہے۔ چنانچہ دیکھنے والا غور کرے تو اسے بہت سی نشانیاں مل جاتی ہیں۔ یہاں ہم اس کا خلاصہ پیش کرتے ہیں... انسان کو خود غور کرنا چاہیے کہ پوری مسلمان دنیا کے حالات اس سے مختلف نہیں ہیں۔

ہیرامنڈیوں سے اٹھنے والے کنجر اور کنجریاں جن کی نصف صدی قبل اسی نام سے کنجر یونینیں ہوتی تھی آج ان کے نام بدل دیئے گئے ہیں۔ چنانچہ ہیرامنڈی میں زنا کی پیداوار حرامی لڑکیاں اور لڑکے جب پردہ سکرین پر رونما ہوئے تاکہ مسلمان معاشرے میں زنا اور فحاشی کلچر عام کریں تو انہیں معاشرے کے بااختیار طبقہ نے بہت عزت سے نوازا اور انہیں ملک و قوم کا قیمتی سرمایہ کہا گیا۔ پھر ان کنجروں کی اولادوں کو پہلے ہیرو ہیروئنز کہا گیا اور بعد میں ترقی کرتے ہوئے یہ زنا کی نسل "سٹارز" کہلانے لگی حتیٰ کہ زنا کو عام کرنے کے اس مکروہ عمل پر انہیں بہترین کارکردگی کے ایوارڈ یہودی اداروں کی سرپرستی میں دیے جانے لگے۔ آج وطنِ "عزیز اسلامی جمہورا" پاکستان میں ہیرامنڈیاں پچھلی نصف صدی کی کمائی سے اپنے سابقہ اڈوں سے منتقل ہو کر "شرفاء" کی آبادیوں میں جابسی ہیں اور اب بڑے بڑے شہروں میں بسائی گئی بڑی بڑی "دفاعی" بستیوں میں ان کے مہذب اڈے ہیں جو سب روشن خیال لوگوں کی سرپرستی میں چل رہے ہیں۔

رافضی معاشرے پر متعہ کے آثار کیا نکلے؟

اس کے آثار میں سامنے آیا نسب کا اختلاط جسکی وجہ سے اللہ نے زنا کو حرام ٹھہرایا جبکہ یہ سب کچھ دوسروں کی بیویوں کے ساتھ تمتع کا نتیجہ تھا۔ جب اپنے خاوند کے علم کے بغیر وہ حاملہ ہونے لگیں اور نہ جانتی تھی کہ یہ بچہ کس سے ہے؟ اس کا سبب یہ تھا کہ ان میں محارم کے ساتھ اس نکاحِ متعہ کی کثرت ہو گئی۔ مردوں کے کثرتِ متعہ کے سبب وہ جب محارم کیساتھ نکاح کرنے لگے تو کوئی دفعہ ایسا ہوا کہ وہ لڑکی جس کے ساتھ اس نے متعہ کیا ہے وہ اسکی سابقہ متعہ کی ہوئی عورت سے اپنی بیٹی ہوتی یا اس کے بیٹے کی بعد میں ہونے والی بیوی ہوتی یا اس کے والد کی بیوی ہوتی!

چنانچہ انہی باتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے "سید حسین الموسوی" کہتا ہے " میرے پاس ایک عورت ایک حادثہ کے متعلق مسئلہ دریافت کرنے آئی جو اس کے ساتھ پیش آیا تھا۔ اس نے بتایا ایک "سید" اور وہ "سید حسین الصدر" تھا، اس نے اس عورت کے ساتھ بیس سال قبل نکاحِ تمتع کیا۔ تو وہ عورت اس سے حاملہ ہو گئی۔ لیکن جب اس کا دل اس عورت سے بھر گیا تو اس نے اسے فارغ کر دیا اور کچھ

مدت کے بعد اس کے ہاں ایک بیٹی ہوئی اور اس عورت نے قسم کھائی کہ وہ اسی کی بیٹی ہے کیونکہ اس وقت سے لیکر اب تک کسی نے اس کے ساتھ تمتع نہ کیا تھا۔ پھر جب وہ لڑکی جوان ہوئی تو وہ بہت ہی خوبصورت جوان لڑکی تھی جو اب شادی کے لیے تیار تھی۔ جب شادی کا وقت آیا تو اس نے اپنی ماں کو بتایا کہ وہ حاملہ ہے اور جب ماں نے حمل کا سبب پوچھا تو اس نے بتایا کہ ''سید''مِذکور نے اس کے ساتھ تمتع کیا تو وہ اس سے حاملہ ہوگئی تو ماں دہشت زدہ ہوگئی اور بے ہوش ہوگئی! جب ماں نے اسے خبر دی کہ یہی سید اس کا باپ ہے اور اسے سارا قصہ سنایا! پس کیسے اس نے اس کی ماں کے ساتھ تمتع کیا اور آج وہ اس کی بیٹی کے ساتھ تمتع کر رہا ہے؟

اس کے آثار میں یہ بات بھی دیکھنے میں آئی کہ خواہش پرستوں، فسادیوں اور فاسقوں نے متعہ کو اپنی شہوتوں کے پورا کرنے کے لیے ڈھال بنالیا اور فسق وفجور کے نئے نئے باب رقم کیے اور یہ سب کچھ دین کے نام پر متعہ کی چھتری تلے کیا جارہا ہے۔ اسی طرح اس کے آثار میں یہ بھی ہے کہ ان کے یہ ''سادات'' جو اس نکاح کو حلال قرار دیتے ہیں لیکن بیٹیوں اور بیویوں کو اس سے منع کرتے کیونکہ وہ اندرون خانہ اس بات کا شعور اچھی طرح رکھتے ہیں کہ یہ زنا کی مانند ہے جبکہ وہ خود دوسروں کی بیویوں کے ساتھ تمتع کر رہے ہوتے ہیں۔

اسی بات کو''السید حسین الموسوی''بیان کرتا ایک ایسی روایت جو اس کے ساتھ واقع ہوئی۔ وہ کہتا ہے کہ ہمارے پاس دو نوجوان آئے جن کے بارے میں لگ رہا تھا کہ وہ دونوں کسی مسئلہ میں اختلاف کیے بیٹھے ہیں؟ تو انہوں نے امام الخوئی سے سوال کرنے کا فیصلہ کیا تا کہ وہ انہیں مدلل جواب دے سکے۔ تو ان میں سے ایک کہنے لگا سید آپ کیا فرماتے ہیں کہ نکاحِ متعہ حلال ہے یا حرام؟ تو امام الخوئی نے اس کی طرف دیکھا اور اسے اس کے سوال سے تجسس ہوا اور وہ کہنے لگا تو کہاں رہتا ہے؟ تو سوال کرنے والے لڑکے نے جواب دیا کہ میں موصل شہر میں رہتا ہوں اور آج کل یہاں نجف میں دو ماہ سے قیام پذیر ہوں۔ تو امام کہنے لگا اس کا مطلب ہے کہ تو سنی ہے! نوجوان نے کہا ہاں! امام کہنے لگا متعہ ہمارے نزدیک حلال ہے اور تمہارے نزدیک حرام ہے۔ تو نوجوان کہنے لگا کہ میں یہاں دو ماہ سے غریب الوطنی

کی زندگی گذار رہا ہوں تو تو کیوں اپنی بیٹی میرے ساتھ بیاہ نہیں دیتا کہ میں اس کے ساتھ تمتع کرتا رہوں یہاں تک کہ میں اپنے گھر واپس لوٹوں۔ تو سید تھوڑی دیر کے لیے چونکا پھر کہنے لگا میں ''سید'' ہوں اور ایسا کرنا سیدوں کے ہاں حرام ہے اور شیعہ عوام کے ہاں حلال ہے۔ تو اس نے نوجوان امام الخوئی ''سید'' کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھا اور وہ سنی نوجوان سمجھ گیا کہ اس نے تقیہ سے کام لیا ہے۔ پھر وہ دونوں نوجوان اٹھے اور باہر چلے گئے۔ میں نے بھی امام سے باہر جانے کی اجازت چاہی۔ پس میں نے جان لیا کہ سوال کرنے والا سنی اور اس کا ساتھی شیعہ ہے جنہوں نے ایک مسئلہ میں اختلاف کیا اور اب ایک دین مرجع امام الخوئی کی طرف آئے تا کہ اس سے سوال کریں۔ لیکن جب میں ان نوجوانوں سے بات کرنا چاہی تو شیعہ نوجوان یہ کہتے ہوئے پھٹ پڑا۔ اے مجرموں تم اپنے نفسوں کے لیے ہماری بیٹیوں کے ساتھ متع کرنا جائز ٹھہراتے ہو اور ہمیں کہتے ہو کہ یہ حلال ہے اور تم اس کے ساتھ اللہ کا تقرب تلاش کرتے ہو اور خود تم اپنی بیٹیوں کے ساتھ ہمارے لیے تمتع حرام کیسے دیتے ہو! پھر وہ گالیاں دیتا ہوا چلا گیا اور اس نے قسم کھائی کہ وہ اہل السنۃ کا مذہب اختیار کرلے گا۔ پھر میں نے اس کے پیچھے گیا اور میں نے اس کے سامنے قسم کھائی کہ متعہ حرام ہے اور میں نے اس پر اسے دلائل بھی دیئے۔

اس کے اثرات میں سے ایک ہے قرابت داریوں کا قطع ہونا۔ یہ اس سبب ہے کیونکہ بہت سے رافضی نہیں جانتے کہ ان کا نسب کیا ہے؟ اور ان کے آباء کا نسب کیا ہے؟ اسی لیے بسا اوقات آدمی دوسرے کا بھائی بہن ہوتا ہے اور محارم میں سے ہوتا ہے لیکن وہ نہیں جانتا کہ اس کے اصل والدین کون ہیں؟

نکاح متعہ جسے رافضی حلال قرار دیتے ہیں اس کے خطرناک آثار میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انہوں نے اس کے ساتھ کئی راہیں تلاش کرلی ہیں۔ پس ان کے داعی حضرات جب اس کی اباحت کے فتوے داغتے ہیں اور رافضی مذہب کو پھیلاتے ہیں اور ان کا سب سے بڑا ہتھیار یہی نکاحِ متعہ ہوتا ہے یہاں تک کہ انہوں نے بہت سے اہل السنۃ کے اہلِ ہوس کو بھی اس کا گرویدہ بنالیا ہے۔

مجلہ ''المنار'' نے اپنے سولہویں مجلد میں ''شیخ محمد کامل الرافعی'' کے دس رسالے شائع کیے جو انہوں نے بغداد سے اپنے دوست رشید رضا کو 1326 ہجری میں بھیجے اور اس میں انہوں نے اپنی سیاحت کے دوران رافضی علماء کے مشاغل لکھ کر بھیجے کہ کس طرح وہ دیہاتیوں کو رافضیت میں داخلے کی دعوت دے رہے ہیں اور اس میں سب سے زیادہ مددوہ ''متعہ'' کی دعوت سے لے رہے ہیں اور قبائل کے سرداروں کو بہت سی عورتوں کے ساتھ ہر وقت تمتع کی رغبت دلاتے پھرتے ہیں۔

ڈاکٹر ناصر القفاری اپنی کتاب ''اصول مذہب الشیعہ الامامیہ''میں ''حیدری'' سے ایک خطرناک بیان نقل کرتے ہیں ان سنی قبائل کے بارے میں جنہوں نے رافضیوں کی کوششوں اور ان کے دھوکہ کے ساتھ ''رافضیت'' اختیار کرلی۔ وہ اپنی کتاب ''عنوان المجد فی بیان احوال بغداد والبصرۃ ونجد'' میں لکھتا ہے'' وہ بڑے بڑے خاندان جنہوں نے عراق کے اندر رافضیت کو قبول کیا وہ بہت زیادہ ہیں۔ ان میں سے ایک ہے...

☆ قبیلہ ربیعہ جنہوں نے پچھلے ستر سال سے رافضیت قبول کرلی ہے۔

☆ تمیم جو کہ ایک بہت بڑا خاندان ہے انہوں نے پچھلے ساٹھ سال سے رافضیت کو قبول کر لیا بسب ان رافضی شیطانوں کے جو بہت زیادہ ان کے پاس آتے جاتے تھے۔

☆ اسی طرح ''الخزاعل'' قبیلہ کے لوگ پچھلے ستر سال سے شیعہ ہیں بسبب شیعہ کی اکثر زیارت کے سبب اور ان کے پاس اپنے علماء نہ ہونے کے سبب۔

☆ اسی طرح بہت سے وہ خاندان جنہوں نے رافضیت کو اختیار کیا ان میں بنو عمیر اور وہ بنو تمیم سے ہیں، الخزرج اور وہ الازد اور شمر سے ہیں اور یہ بہت زیادہ ہیں۔

☆ اس کے علاوہ رافضیت کے اندر داخل ہونے والوں میں العمارۃ ال محمد اور ان کی تعداد اس قدر ہے کہ شمار سے باہر ہے اور انہوں نے ماضی قریب میں ہی رافضیت اختیار کی ہے، بنی لام اور یہ بھی بہت زیادہ ہیں، دیوانیہ، یہ پانچ خاندان ہیں، آلِ اقرع، آلِ بدیر، عفج، الجبور اور جلیحہ کے خاندان شامل ہیں۔

(۲) شرمگاہوں کا عاریۃً دینا

کوئی کیا جانے شرمگاہوں کا عاریۃً دینا کیا ہے؟ اگرچہ حکمِ شرعی کے اعتبار سے وہ اصل زنا ہے لیکن اس کے وقوع ہونے کا طریقہ انتہائی قبیح ترین افعال میں سے ہے جبکہ بعض زانی اپنی غلطی پہ نادم ہوتے ہیں اس گناہ کے سبب جسکا وہ ارتکاب کرتے ہیں۔ شرمگاہوں کا عاریۃ دینا یہ ہے کہ جب رافضی سفر کا ارداہ کرے تو وہ اپنی بیوی اپنے دوست، پڑوسی یا رشتہ دار یا جس کے پاس چاہتا ہے چھوڑ جاتا ہے تو وہ اس کے واپس لوٹنے تک اس کے پاس رہتی ہے اور اس کے لیے وہ مباح کر دیتا ہے کہ جیسے چاہے اسے رکھے تاکہ وہ اپنی بیوی کے بارے میں اس اطمینان میں رہے کہ وہ زنا نہیں کرے گی۔ رافضی طوسی ''الاستبصار'' میں محمد سے اور وہ ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کرتا ہے کہتا میں نے ان سے کہا:

> الرجل يحل لاخيه فرج جاريته قال نعم لا باس له ما احل منها
>
> کہ آدمی اپنے بھائی کے لیے اپنی بیوی حلال کر دیتا ہے انہوں کہا ہاں اس میں کوئی حرج نہیں جو اس نے حلال ٹھہرا دیا۔

> الکلینی ''فروع الکافی'' میں ابو عبد اللہ سے روایت کرتا ہے کہ انہوں نے کہا:
>
> '' اے محمد یہ لونڈی لے جا تیری خدمت کرے گی اور تجھے اس سے اولاد ہو گی اور پھر جب تو سفر کے لیے نکلے تو اسے واپس لوٹا دینا''۔

یہ ایسا معاملہ ہے کہ جس کے اوپر ایران اور عراق کے رافضی کتے فتوے داغتے رہتے ہیں اور انہی کی وجہ سے یہ فعل بہت سے ''سادات'' اور ان کے بڑوں میں پھیل چکا ہے۔ ''سید حسین الموسوی'' کہتا ہے کہ ''ہم نے ایران میں ''الحوزہ قائمیہ'' کی زیارت کی اور وہاں ہم نے دیکھا کہ سادات شرمگاہوں

کے عاریۃً دیئے جانے کو مباح کیے ہوئے تھے۔ جنہوں نے اس کے مباح ہونے کا فتویٰ دیا ان میں ''السید لطف اللہ الصنافی'' وغیرہ شامل ہیں۔ اس لیے ایران میں یہ امر عمومی طور پر پھیل چکا ہے یہاں تک کہ رضا شاہ پہلوی کو باہر نکالے جانے کے بعد بھی یہ جاری رہا حتی کہ ''آیۃ اللہ العظمیٰ الامام الخمینی الموسوی'' کے آنے کے بعد اور ''الامام الخمینی'' کے جانے کے بعد بھی اسی پر عمل جاری ہے۔

افسوس ناک بات یہ ہے کہ عراق میں بھی شرمگاہوں کے عاریۃً دیئے جانے کے فتاویٰ داغے گئے۔ پس جنوبی عراق میں بہت سے خاندان، بغداد اور الثورۃ کے علاقے میں اس فعل کو بہت سے سادات کے فتووں کے بنا پر کر رہے ہیں۔ ان ''سیدوں'' میں سے ایک ہے سیستانی، الصدر، الشیرازی اور طباطبائی وغیرہ۔ ان میں بہت سے ایسے ہیں کہ جب کسی کے ہاں مہمان ٹھہرتے ہیں اور وہاں میزبان کی بیوی کو خوبصورت پاتے ہیں تو اس سے اسکی بیوی مستعار لے لیتے ہیں جو اس کے وہاں سے کوچ کرنے تک اس کے پاس ہی رہتی ہے۔

(۳)عورتوں سے دبر کے رستے مجامعت کرنا

یہ بات جب کسی عاقل سے مخفی نہیں کہ اس فعل سے کس قدر جسمانی ضرر واقع ہوتے ہیں اور معاشرے میں کیسی برائیاں پھیلتی ہیں جب انسان فطرتی راہ کو چھوڑ دے (والعیاذ باللہ)۔

جبکہ اس کی نہی میں صریح و صحیح احادیث وارد ہیں جن میں عورتوں سے انکی دبر میں وطی کرنے والے پر لعنت کی گئی ہے اور اس فعل کو حرام ٹھہرایا گیاہے۔ اللہ فرماتے:

(وَيَسۡـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلۡمَحِيضِۖ قُلۡ هُوَ أَذٗى فَٱعۡتَزِلُواْ ٱلنِّسَآءَ فِي ٱلۡمَحِيضِ وَلَا تَقۡرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطۡهُرۡنَۖ فَإِذَا تَطَهَّرۡنَ فَأۡتُوهُنَّ مِنۡ حَيۡثُ أَمَرَكُمُ ٱللَّهُۚ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلتَّوَّٰبِينَ وَيُحِبُّ ٱلۡمُتَطَهِّرِينَ)

اور آپ سے سوال کرتے ہیں حیض کے بارے میں آپ افرما دیجیے کہ وہ اذیت ہے پس! تم عورتوں سے حیض کے دوران الگ رہو اور ان کے پاک ہونے تک ان کے پاس نہ جاؤ پس

جب وہ پاک ہو جائیں تو وہاں سے ان کے پاس جاؤ جہاں سے جانے کا اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے، بے شک اللہ توبہ کرنے والوں اور طہارت اختیار کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

پس یہ آیت اس شخص کے لیے حجت ہے جو عورتوں کو انکی دبر سے وطی کو جائز قرار دیتا ہے۔ پس حیض دُبر میں نہیں بلکہ قبل (سامنے) میں ہوتا ہے۔ اس کے اعتزال کا حکم بھی قبل سے وطی کرنے کے حکم پر دلالت کرتا ہے۔

لیکن رافضی، رَفَضَہُمُ اللہ، اس کو حلال قرار دیتے ہیں اور ایسی جھوٹی روایات اور ان کی نسبت ائمہ اہلِ بیت کی طرف کرتے ہیں جیسے کہ وہ اس کے علاوہ قرآن کی آیات کی باطل تاویلات کرتے ہیں جبکہ ان کے پاس ایسی دلیلیں پہنچ چکیں جو ان کا رد کرتی ہیں۔

جیسے انکے ہاں ایسی روایات "الاستبصار" میں ہیں جسے الطوسی، عبد اللہ بن ابی الیعفور سے روایت کرتا ہے کہ:

> میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے سوال کیا ایسے مرد کے بارے میں جو اپنی عورت کے پیچھے سے آتا ہے؟ تو انہوں نے کہا کوئی حرج نہیں جبکہ وہ راضی ہو۔ میں نے کہا تو اللہ کے اس قول کا کیا مطلب ہوا" اور وہاں سے ان کے پاس آؤ جہاں سے اللہ نے تمہیں آنے کا حکم دیا ہے' 'کہنے لگے یہ اولاد کے طلب کرنے بارے میں ہے اس لیے اولاد وہیں سے طلب کرو جہاں سے اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے۔ بے شک اللہ فرماتے ہیں "تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں پس جہاں سے چاہو ان کے پاس آؤ"۔

اسی طرح "الطوسی" نے موسیٰ بن عبد الملک سے روایت کیا اور وہ ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابو الحسن الرضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ آدمی اگر اپنی عورت کے پاس دبر سے آئے؟ تو انہوں نے کہا کہ اسے کتاب اللہ کی ایک آیت نے حلال کیا جب کہ لوط نے اپنی قوم سے کہا {هَٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِي هُنَّ أَطۡهَرُ لَكُمۡۖ} یہ میری بیٹیاں ہیں جو تمہارے لیے زیادہ پاکیزہ ہیں۔ پس معلوم ہو کہ لوط کی

قوم فرج نہ چاہتی تھی (والعیاذ باللہ)۔ پس دیکھو کہ وہ کیسے اللہ عزوجل کے کلام میں باطل تاویلیں کرتے ہیں تا کہ وہ باتیں حلال ٹھہرائیں جنہیں اللہ نے حرام کر دیا ہے۔ پس اللہ خبائث کو حلال نہیں ٹھہراتا اور عورتوں کو دبر میں آنا خبائث میں سے ہے جسے اللہ نے حرام قرار دیا۔

سید حسین الموسوی نے اس بات کا اپنی کتاب میں بہت بہتر رد کیا ہے وہ کہتا ہے کہ اللہ کے اس قول {هَٰؤُلَاءِ بَنَاتِي هُنَّ أَطْهَرُ لَكُمْ} کی تفسیر ایک اور جگہ بھی وارد ہے جبکہ اللہ فرماتے ہیں {وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُم بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِّنَ الْعَالَمِينَ أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُونَ السَّبِيلَ} جب لوط نے اپنی قوم سے کہا کہ تم لوگ بہت فاحش کام کرتے ہو جو تم سے پہلے کسی قوم نے نہیں کیا تو مردوں کے پاس آتے ہو اور راستوں کو قطع کرتے ہو۔ جبکہ راستوں کو قطع کرنا اس سے صرف راستوں کی رہزنی ہی مراد نہیں بلکہ اس سے مراد نسل کا قطع کرنا بھی ہے جب کہ اس کو غیر موضع میں طلب کیا جائے۔ پس اگر لوگ سارے ہی ادبار میں جانا شروع کر دیں مردوں اور عورتوں کی ادبار میں اوراولاد طلب کرنا بھی چھوڑ دیں تو نسلِ انسانی منقطع ہو جائے گی۔ آیتِ کریمہ یہ معنی بھی دیتی ہے اگر خاص طور پر ہم اس آیت سے ماقبل کے سیاق کو بھی ملاحظہ کریں۔ اس میں شک نہیں کہ یہ بات امام الرضاعلیہ السلام سے مخفی نہیں رہی ہوگی۔ ثابت ہوا کہ اس روایت کی نسبت ان کی طرف کرنا غلط ہے۔

میں (الزرقاویؒ) نے ان لوگوں کے حالات پر بہت غور و تدبر کیا کہ کس بات نے انہیں اس فساد تک پہنچا دیا؟ وہ ظاہر میں اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں اور ساتھ عفت وطہارت کی بات کرتے ہیں! جبکہ وہ ایسے قبائل ہیں جو اہلِ اسلام کے درمیان رہتے ہیں اور بڑے شان و شوکت والے لباس پہنتے ہیں اور وہ فساد و خرابی کی ایسی حد تک جا پہنچے ہیں جہاں اس سے پہلے کوئی امت نہ پہنچی تھی۔ اگر آج ہم یورپ و امریکہ وغیرہ کی طرف نظر ڈالیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ یہ رافضی ان سے کہیں آگے نکل چکے ہیں! بلکہ آج ہم دیکھتے ہیں وہ قوانین جن کے تحت یورپ والے حکومت کرتے ہیں وہ خود ایسے افعال کا انکار بہت کرتے ہیں چاہے ان کی قومیں اس فعل کو کرتی رہیں۔ مثلاً محرمات سے نکاح ان کے قوانین میں حرام

ہے، اسی طرح ازدواجی خیانت بھی ممنوع ہے سوائے ان جنسی شہوتوں کے جن کا وہ ارتکاب کرتے ہیں۔ پس یہ سب کچھ وہ دین کے نام پر نہیں بلکہ شہوت کے نام پر کرتے ہیں۔

لیکن یہ رافضی ملعون ان کے ہاں ہر چیز دین کے نام پر مباح ہے۔ تو دیکھے گا کہ ایک وقت میں ایک گھر میں کتنے بیٹے ہوتے ہیں اور وہ سب کے سب مختلف باپوں سے ہوتے ہیں اس متعہ کے نتیجہ میں جسے انہوں نے دین کے نام پر مباح قرار دیا۔ اس لیے یہ بات اکثر دیکھنے میں آتی ہے کہ اس طائفہ میں صلہ رحمی کا قطع کیا جانا بہت عام ہے بلکہ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ آپس میں پھٹے ہوئے ہوتے ہیں۔ ایسا کیوں نہ ہو جبکہ ان کے انساب کے پانی مختلط ہوگئے! پس کیا تھا اور کیا ہو گا ایسی امتوں کا اخلاقی فساد! ۔ یہ رافضی اس سے بھی بدتر ہیں حتی کہ جانور بھی اپنی فطرت سے ہٹنے کو برا سمجھتے ہیں کہ وہ ایسا فعل کریں جیسے کہ یہ کرتے ہیں!

مجھے میرے ایک ثقہ بھائی نے ایک ایسا واقعہ سنایا جو اس نے اپنی آنکھوں سے خود ہوتے دیکھا ہے۔ وہ کہتا کہ میں نے اپنی جوانی کے ابتدائی ایام میں یہ واقعہ دیکھا جس کے مثل میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ جب ایک بیل نے غیرت میں آکر اپنے نفس کو قتل کر دیا۔ اسکی آنکھیں باندھ دی گئی تھیں اور پھر میری دادی اسے پکڑ کر اسکی والدہ کے پاس لے گئی اور وہ بیل نہ جانتا تھا کہ یہ اس کی ماں ہے کیونکہ اس کی آنکھوں پر پٹی بندھی تھی۔ لیکن جڑاؤ کے اس عمل کے بعد اس کی ایک آنکھ منکشف ہوگئی اور اسے پتہ چل گیا کہ یہ اسکی ماں تھی تو وہ بیل بھاگ کر دیوار کے ساتھ سر مارنے لگا یہاں تک کہ اس کا لہو بہ نکلا اور وہ جنون و ہیجان میں ادھر ادھر بھاگنے لگا اور پھر وہ دریائے دجلہ کی طرف نکل گیا جب کہ خون اس کے جسم سے بہ رہا تھا اور اس نے اپنے آپ کو دجلہ میں پھینک دیا یہاں تک کہ وہ غرق ہو گیا اور اپنی ماں کے ساتھ کیے گئے اس فعل پر غیرت کھاتے ہوئے مر گیا۔ جبکہ وہ ایک چوپایہ تھا... جانور! لیکن اسکی فطرت میں یہ بات نہ تھی تو اس نے اپنے آپ کو مار ڈالا۔ میں نے اپنے آپ سے کہا کہ جانور بھی محارم کے ساتھ زنا پر کس قدر پس و پیش کرتے ہیں لیکن کیسے انسان ان باتوں کی عقل نہیں رکھتا؟

امام بخاری نے میمون بن مہران سے روایت کی ہے کہ انہوں نے جاہلیت کے زمانہ میں ایک بندر کو زنا کرتے ہوئے دیکھا تو سارے بندر اکھٹے ہوئے تو انہوں نے اسے رجم کر دیا۔ اسی طرح کی روایت امام مسلم نے ابی رجاء العطاردی سے کی ہے۔ اللہ کی پناہ! جانوروں اور چوپایوں کی امت جن کی فطرت میں عقل نہیں لیکن وہ کس قدر نقی و پاک ہیں۔

اللہ جانتا ہے، میں (الزرقاویؒ) نے ان لوگوں کے احوال کے بارے میں بہت تدبر کیا کہ کس بات نے انہیں اس حد تک پہنچا دیا تو مجھ پر یہ واضح ہوا کہ جس بات نے انہیں یہاں لا کھڑ کیا کہ ان کے اعمال کے مثل ہی انہیں جزا ملی! پس جب ان لوگوں نے زمین کے اوپر سب سے اعلیٰ ترین گھر کے بارے میں زبانِ طعن دراز کی... خبر دار! اور وہ گھر ہے محمد ﷺ کا گھر! جب انہوں نے آپ ﷺ کی ذات مبارکہ پر جرأت کا مظاہرہ کیا!

اللہ جانتا ہے اس بات کا ترجمہ کرتے ہوئے مجھے (مترجم) بہت خوف لاحق ہوا اور ایمان گوارا نہیں کرتا کہ ایسی بے ہودہ بات کو نقل کروں اور وہ بھی اس ذات مبارکہ کے بارے میں جسکی محبت کے وجود سے میرے خون کی گردش باقی ہے۔ لیکن میں اس لیے نقل کر رہا ہوں تا کہ ان ملعونوں کا حسد و کینہ سب کی آنکھوں پر عیاں ہو جائے اور وہ کسی فیصلہ پر پہنچ جائیں۔

جیسے کہ سید حسین الموسوی نے "علی الغروی" سے نقل کیا جو "الحوزہ" کے کبار رافضی علماء میں سے ہے وہ کہتا ہے (ان النبی الا بد ان یدخل فرجه النار لانه وطئی بعض المشرکات) کہ نبی کی شرمگاہ میں آگ (نعوذ باللہ) ضرور داخل ہو گی کیونکہ آپ نے بعض مشرکہ عورتوں سے نکاح کیا۔ جب کہ اس سے یہ ملعون، سیدہ کائنات طاہرہ مطہرہ ام المومنین عائشہ صدیقہ اور ام المومنین حفصہ بنت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہن سے آپ ﷺ کا نکاح مراد لیتے ہیں۔

جیسے کہ معلوم ہے کہ اسکی مراد نبی ﷺ کے ساتھ بُرا برتاؤ کرنا، آپ کے ساتھ بد ظنی کرنا اور اس رب العلمین کے ساتھ بد ظنی کرنا جس نے آپ ﷺ کو مبعوث کیا۔ یہ سب کا سب کفر و ضلال پر

مبنی اور ایسے قول پر جرأت کوئی کافر وفاسق ہی کر سکتا ہے نہ کہ مسلمان۔ جیسے کہ مومنوں کی ماؤں پر بہتان باندھتے ہیں اور ان میں سرِفہرست المبراۃ المطھرۃ الصافیه النقیه صدیقه بنت الصدیق عائشة رضی اللّٰه عنها ہیں اور اسمیں انہوں نے نبی ﷺ کی حرمت کا بھی خیال نہ کیا۔

لیکن جب انہوں نے ایسا فعل کیا تو اللہ نے ان کی عزتوں کو پھاڑ کے رکھ دیا، پس کوئی امت ایسی نہیں کہ جس کی عزتوں کو اسطرح تاراج کیا گیا تو وہ روافض ہیں اسی لیے اے دیکھنے والے تو دیکھے گا کہ رافضی کے نزدیک اپنی عزت کی کوئی قدر و قیمت نہیں چاہے وہ ظاہری طور پے اس کے کتنا ہی برعکس عمل کرے۔

پس ہم (الزرقاویؒ) یہاں یہ کہنا چاہتے ہیں کہ یہ بات ثابت کریں کہ کوئی بھی شخص جو نبی ﷺ کے صحابہ سے اتہام کو دور کرتا ہے اور ان کی عزتوں کا دفاع کرتا ہے اور خاص کر امہات المومنین کا دفاع کرتا ہے تو اللہ اسکی عزت سے اتہام کو دور کرتا ہے اور اسکی عزت کی حفاظت کرتا ہے کیونکہ وہ یہ دفاع کر رہا ہے۔

جیسے شرعاً بھی یہ معروف ہے {الجزاء من جنس العمل} کسی عمل کی جزاء اسی عمل کے جیسی ملتی ہے۔

یہاں یہ بات مناسب معلوم ہوتی ہے کہ یہاں ہم امام الشوکانیؒ کا وہ کلام نقل کریں جو انہوں نے اپنے مشاہدہ سے کہا کہ وہ یمن کے رافضیوں کے اندر رہتے تھے۔ پس انہوں نے اپنی کتاب {طلبُ الْعِلْم وطبقات المُتَعلِّمین} میں بہت عجیب اور خطرناک انکشافات کیے۔ القفاری کی کتاب "اصول المذہب الشیعہ الامامیہ" ایسا ہی کلام موجود ہے "کہ کسی رافضی کے لیے کوئی بھی امانت کا ذمہ نہیں اس شخص پر جو اس کے خلاف مذہب کا پیروکار ہو اور رافضیت کے علاوہ کسی اور دین کو اپنائے۔ بلکہ اس کے لیے ایسے شخص کا مال اور خون حلال ہے جب بھی ایسا کرنے کی اسے ادنیٰ سی فرصت مل جائے کیونکہ

اس(سنی) کی حیثیت اسکے نزدیک مباح الدم اور مباح المال کی ہے اور جو کچھ وہ اپنی محبت ان کے لیے ظاہر کرتا ہے تو وہ تقیہ سے ہے جو کسی بھی فرصت میں زائل ہو سکتی ہے۔

الشوکانی کہتے ہیں...

☆ اس بات کا تجربہ ہم نے بار بار کیا ہے پس ہم نے کسی رافضی کو نہیں دیکھا جو کسی غیر رافضی سے سچی محبت رکھتا ہو چاہے وہ ظاہراً اپنی تمام مملوک اور ہر امکان کے ساتھ محبت کا اظہار کرے۔

☆ ہم نے کسی بدعتی مذہب میں اپنے مخالف کی اس قدر مخالفت نہیں پائی جتنی کہ رافضیوں کے اندر پائی جاتی ہے۔

☆ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ یہ بہت زیادہ گالیاں بکنے والے ہوتے ہیں اور کسی سے ادنیٰ سے جھگڑا پر بھی گالیوں کی بھرمار کر دیتے ہیں۔ اس کا سبب واللہ اعلم۔ یہی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کے صحابہ کو گالیاں بکنا روا رکھا اور ان کو ان پاک باز ہستیوں پر گالی دینا بہت آسان ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہر گناہ میں شدت اختیار کرنے والے کو وہی آسان لگتا ہے۔

امام الشوکانیؒ نے ذکر کیا کہ...

یہ لوگ مسلم معاشرے میں کوئی جرم کرنے سے نہیں کتراتے اور کسی بھی حرام کام کے ارتکاب سے نہیں بچتے۔ ہم نے بارہا مرتبہ اس کا تجربہ کیا اور ہم نے کوئی رافضی نہیں پایا جو دین کے اندر محرمات سے بچتا ہو۔ چاہے وہ کوئی بھی ہو اور نہ ہی وہ ظاہراً اس بات کا اہتمام کرتا ہے۔ حالانکہ بعض اوقات انسان کسی گروہ میں بیٹھ کر کسی معصیت کا ارتکاب کر جاتا ہے لیکن جب اسے فرصت کا لمحہ ملتا ہے تو وہ ایسے شخص سے کانپ اٹھتا ہے جو جنت کا امیدوار نہیں اور آگ سے نہیں ڈرتا۔ پس تجھے کوئی رافضی گھر ایسا نہیں ملے گا مگر اس حالت میں کہ اللہ نے ان کے گھروں کی عزتوں میں ان کو سزا دی۔

یہاں شیخ ابو مصعب الزرقاوی شہیدؒ کا دوسرا لیکچر ختم ہو گیا۔

هَلْ اَتَاكَ حَدِيْثُ الرَّافِضَة

(تیسرا درس)

پس اس تاریخی سفر کے بعد جب کہ ہم نے رافضیوں کی خیانتوں اور ان ذلالتوں کا تذکرہ کیا اس لیے اب ہمارے لیے ضروری ہے کہ ایک اہم کام کی نیت کریں... اور یہ اس سبب سے کہ جب ہم رافضیوں کی خیانتوں اور ان کے جرائم کا ذکر کرتے ہیں اور یہ ذکر کرتے ہیں کہ ان کا اصل عقیدہ ہی فاسد ہے... کہ اس مذہب کا بانی ایک یہودی عبد اللہ بن سباء ہے... جب ہم ان کی فروعات کو اصل سے ملاتے ہیں... پھر جب ہم ان مجرموں کے خاتمہ کے لیے اللہ کے دین کی حکومت قائم کرتے ہیں اور ان کے اندر قتل وغارتگری پھیلاتے ہیں... پس ہماری یہ حالت... اللہ کی قسم مجاہدین نے کوئی نئی بدعتی لڑائی شروع نہیں کی بلکہ وہی کام کیا ہے جو ہم سے کہیں بہتر ہمارے اسلاف نے کیا...

☆ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے اللہ کے دین میں کسی مداہنت کا اظہار نہ کیا اور ان لوگوں کے بارے میں کسی انصاف کے حکم کو بھی تلاش کرنا گوارا نہ کیا جو آپ سے محبت اور آپ کا گروہ ہونے کا دعویٰ کرتے تھے تو آپ نے ان کو آگ میں جلوا دیا جب انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے متعلق الوہیت کا دعویٰ کرتے تھے۔

☆ پھر آپ ہی نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دینے والوں کو کوڑے مارنے کا حکم دیا۔

☆ حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے ان کو نکال باہر کیا جب انہوں نے پہلے سے کیے ہوئے معاہدوں کو اتار پھینکا اور آپ نے ان سے برات کا اظہار کیا اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دستبردار ہو گئے اور مسلمانوں کے خون کی حفاظت کے لیے معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیت کرلی اور ان رافضیوں کی خواہشوں اور شہوتوں کی مخالفت کی جب انہوں نے آپ سے معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف لڑائی کا مطالبہ کیا۔

☆ یہ حسین رضی اللہ عنہ ان کے خلاف بد دعا کرتے ہیں اور انہی کے مصادر میں مذکور ہے جب آپ کی شہادت سے قبل وہ آپ کا ساتھ چھوڑ گئے تو آپ نے فرمایا "اے اللہ اگر انہیں تو کوئی فائدہ دے تو ایسا کہ انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دے اور ان کے رستے جدا کر دے اور والیوں کو کبھی بھی ان سے راضی نہ رکھ کہ انہوں نے ہمیں بلایا کہ ہماری مدد کریں اور پھر ہمارے خلاف ہمارے قتل میں شریک ہوئے اور ہمیں قتل کر دیا۔

☆ یہ عباسی خلیفہ "المہدی" ہے جو ان کے زندیقوں اور بدعتیوں کے بہت خلاف تھا کیونکہ اس کے عہد میں ان کی دعوت پھیلنے لگی اور ان کا بازار چمکنے لگا تو اس نے متکلمین "الجدلیین" یعنی مناظرہ کرنے والوں کو کہا کہ ان کے رد میں کتابیں لکھی جائیں اور ان کے شبہات کا رد کیا جائے۔ المہدی نے اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ اس نے ایک خاص محکمہ بنایا جس کا نام "صاحب الزنادقہ" تھا جو ان کا پیچھا کرتا اور دین میں خرابی کرنے والوں پر قتل یا حد جاری کرتا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے بیٹے "الہادی" کو کہا کہ ان کا پیچھا کرے اور ان کی شدید پکڑ کرے۔

☆ مئورخ "المَسْعُوْدِی" مہدی کے بارے میں کہتا ہے "اس نے ملحدین اور مداہنین کے قتل میں خوب مہارت حاصل کی کیونکہ وہ اس کے ایام میں بہت غالب ہو چکے تھے اور اپنے اعتقادات کا اظہار کرنے لگے تھے۔ جب اس سے قبل ان کی کتب مانی، ابن ذی صانا، مرقیون وغیرہ پھیل گئیں جن کا ترجمہ فارسی اور بہلولی زبانوں سے عربی میں عبد اللہ بن المقفع نے کیا۔ اس باب میں جو تصانیف سامنے آئیں ان میں ابن ابی العوجا، حماد، یحیٰ بن زیاد اور مطیع بن ایاس کی تصانیف شامل ہیں جن میں مانوی، دیصانی اور مرقونی مذاہب کی تائید شامل تھی۔ پس ان کتابوں سے زندقہ بہت بڑھ گیا اور ان کی آراء لوگوں میں ظاہر ہونے لگیں۔ تو مہدی نے متکلمین اور اہلِ مناظرہ کو ان کتابوں کے رد لکھنے پر مامور کیا۔ چنانچہ انہوں نے ان ملحدین پر حجتیں قائم کیں اور ان کے پھیلائے ہوئے شبہات کا ازالہ کیا یہاں تک کہ حق واضح ہو گیا۔

سلجوقی ترکی اہل السنۃ

☆ انہوں نے رافضیوں اور باطنیوں کے خلاف قتال میں ایک تاریخ رقم کی ہے۔ چنانچہ سلطان ''ملک الشاہ'' نے اپنے ایک عالم کو ''حسن بن صباح'' سے مناظرہ کرنے کے لیے بھیجا جو کہ المزاریہ الاسماعیلیہ کا حقیقی مئوسس تھا اور قلعۃ الموت پر قابض ہونے کے بعد وہ 483 ہجری میں فعال طور پر ان کا رئیس بن گیا۔ اس کا فدائین نامی لشکر بہت زور پکڑ گیا جس کا کام زمین میں فساد پھیلانا اور امن پسند لوگوں کو قتل کرنا اور ان کے اموال لوٹنا تھا۔

پس اس نے سب سے پہلے ایک عالم کو اس لیے بھیجا تا کہ اس کی فکری اصلاح کی جائے اگر وہ حق کا متلاشی ہے لیکن جب ملک شاہ پر یہ واضح ہو گیا کہ وہ خواہش پرست اور اپنے کفر پر مصر ہے تو اس نے الصباح کے خلاف قتال کرنے کا فیصلہ کیا اور اس کے لیے 485 ہجری میں فوج روانہ کی جس نے قلعۃ الموت کا محاصرہ کر لیا تو وہ اپنے بچاؤ کے لیے قزوین میں بدہدار ابو علی کے پاس چلا گیا جس کی کوششوں سے یہ بچنے میں کامیاب ہوا لیکن بعد میں انہیں شکست ہو گئی۔ لیکن ملک شاہ نے اس باطنی کے خلاف اپنے جہاد کو موقوف نہیں کیا بلکہ وہ پے در پے حملے کرتا رہا تا کہ وہ باطنیہ کا مکمل طور پر خاتمہ کر دے لیکن موت نے اسے ان جنگوں کو ان کے منطقی انجام تک پہچانے کی مہلت نہ دی۔

☆ اس کی موت کے بعد اس کا بیٹا سلطان بارتیا تخت نشین ہوا۔ اس کا سب سے اہم کام یہی تھا کہ اس نے سب سے پہلے اپنی فوج کے اندر ایسے عناصر جن کے اندر رافضی فکری گند پایا جاتا تھا انہیں نکال باہر کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ ہر وہ شخص جس کے متعلق ثابت ہو گیا یا چھوٹا شبہ بھی گذرا کہ وہ باطنیوں کے ساتھ انتساب رکھتا ہے اسے قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد علاقے سے اور میدانوں سے اور خیموں سے تمام باطنی پکڑ لیے گئے اور ایک میدان میں لا کر انہیں قتل کر دیا گیا اور ان میں سے کوئی بھی باقی نہ بچا یہاں تک کہ ان کے مقتولین کی تعداد جو میدان میں قتل ہوئے وہ تین سو سے کچھ اوپر تھی۔

میں (مترجم) کہتا ہوں کہ آج بھی ساری مسلمان دنیا میں ہمیں مسلمانوں کی صفوں کے اندر دیکھنا چاہیے کہ کہاں کہاں ایسے غدار چھپے بیٹھے ہیں تا کہ ان کا صفایا کر کے اپنی صفوں سے غداری وخیانت کے امکانات کو کم کیا جائے۔

یہیں پر بس نہیں بلکہ ملک شاہ کے اس بیٹے نے عامۃ الناس کو کھلی اجازت دے دی کہ جہاں کہیں انہیں دیکھیں قتل کر دیں۔ تو لوگ باطنیہ کو تلاش کرنے لگے اور ڈھونڈ ڈھونڈ کے قتل کرنے لگے۔ ایک شافعی فقیہ "ابو القاسم مسعود بن محمد الخجندی" خندقیں کھودتے اور اس میں آگ بھڑکاتے اور باطنیہ فرقہ کے افراد اور جماعتوں کو آگ کے اندر پھینک دیتے تھے۔

☆ شاہ نے اپنے تمام امرا کو لکھ بھیجا کہ اپنے اپنے صوبوں میں باطنیہ کو تلاش کریں اور انہیں ختم کر دیں اور ان کا پیچھا کریں۔ امیر "الجاولی" نے تین سو کے قریب باطنیوں کو موت کے گھاٹ اتارا۔ اس نے باطنیوں کے اندر اپنے جاسوس بھیجے جو ان کی صفوں میں گھس گئے اور جب وہ اس میں کامیاب ہوا تو اس نے سب کو قتل کر دیا۔

☆ اس کے بعد شاہ نے بغداد میں عباسی خلیفہ کے پاس پیغام بھیجا اور اسے اشارہ کیا کہ اپنے ملک میں باطنیہ کا پیچھا کرے۔ تو عباسی خلیفہ نے انکو پکڑنے کا حکم دیا اور جس پر بھی باطنی ہونے کا گمان تھا اسے گرفتار کر لیا گیا۔

☆ چنانچہ اس کا تذکرہ کرتے ہوئے ابن الجوزی "المنتظم" میں لکھتے ہیں "اس معاملے میں کسی نے سفارش کرنے کی بھی جرأت نہ کی تا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کا اس مذہب کی طرف میلان ثابت نہ ہو جائے۔

☆ اسی طرح شاہ نے اپنے بھائی سلطان سنجر کے ساتھ بھی تعاون جاری رکھا تا کہ باطنیہ کا مکمل طور پر خاتمہ ہو جائے۔

☆ 456 ہجری میں سلطان سنجر نے اپنے ایک امیر ''قجق'' کو ایک بڑا لشکر دے کر ''تریثیث'' کے قلعہ کی طرف روانہ کیا تو اس نے ان پر حملہ کیا اور ان کے گھروں کو جلا ڈالا اور جو باقی بچ گیا اسے گرفتار کرلیا اور ان کے اوپر بہت سخت پکڑ کی اور پھر وہاں سے صحیح سالم واپس لوٹا۔

☆ 521 ہجری میں سلطان سنجر نے باطنیہ کے قلعہ الموت پر حملہ کردیا اور قریباً 12000 بارہ ہزار باطنیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

سلطان محمد السلجوقی

☆ سلطان محمد السلجوقی جو اپنی دینی غیرت، جہاد فی سبیل اللہ اور سنی مذہب کے پھیلانے میں اور رافضی باطنی مذہب کے خاتمہ کے لیے بہت مشہور تھا، اس نے حکومت سنبھالتے ہی اس بات کو محسوس کرلیا تھا کہ ملک کے اندر اللہ کا دین اس وقت تک بلند نہ ہوگا جب تلک باطنیہ کا خاتمہ نہیں ہوجاتا۔ چنانچہ انکی پناہ گاہوں کو ڈھا دیا اور سب سے اہم اعمال جو اس نے سرانجام دیئے وہ یہ ہے کہ اس نے ایک عسکری لشکر امیر ''اق سنقر'' کی قیادت میں بھیجا تا کہ باطنیوں کے ''قلعہ تکریت'' کا محاصرہ کیا جائے۔ پھر اس نے اپنے وزیر ''ابی المحاسن الابی'' کو گرفتار کرلیا جو باطنیہ کے ساتھ نہ صرف تعاون کررہا تھا بلکہ ان کی مدد بھی کررہا تھا جس کی وجہ سے اصبہان کا قلعہ فتح کرنے میں تاخیر واقع ہوئی۔ تو اس نے اسے سزا دی اور پھر اس کے چار اور ساتھیوں کو بھی گرفتار کرلیا اور اصبہان کے دروازے پر ان چاروں کی لاشیں لٹکادیں۔

پھر اس نے خود اصبہان قلعہ کا محاصرہ کیا جب وہ اسکی طرف ایک بڑا لشکر لے کر گیا کیونکہ باطنیوں کی اذیتیں حد سے بڑھ گئیں تھی۔ یہاں تک کہ باطنیوں کا داعی اور زعیم ''احمد بن عطاش'' جو اپنے لشکریوں کو بھیجتا تا کہ وہ لوگوں کا راستہ کاٹیں اور ان کے اموال لوٹیں اور بے گناہ لوگوں کا خون بہائیں اور یہ سب کچھ وہ اپنے دین کے سائے میں کرتے تھے یہاں تک کہ اردگرد کی بستیوں پر انکی حفاظت کے نام پر ان سے ٹیکس لیے جانے لگے۔

تو سلطان محمد نے ان کا محاصرہ کر لیا اور یہ محاصرہ چار ماہ تک جاری رہا۔ اس محاصرے کے دوران انہوں نے ایک خبیث حیلہ یہ کیا کہ سلطان محمد کے بارے میں شبہات اور طوفانِ الزمات کی بوچھاڑ کر دی۔ جیسے یہی لوگ آج مجاہدین کے ساتھ کر رہے ہیں۔ بالکل اسی طرح جیسے آج بڑے بڑے علماء ٹی وی کے چینلوں پر آکر دعوے کرتے ہیں۔ تو انہوں نے مسلمان فقہاء کے پاس لوگ بھیجے تا کہ ان سے فتویٰ دریافت کریں کہ اس قوم کا کیا حکم ہے جو اللہ اس کے رسول اور اسکی کتاب اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں لیکن امام کی مخالفت کرتے ہیں تو کیا امام کے لیے جائز ہے کہ ایسے لوگوں کے خلاف لڑے اور انہیں قتل کرے اور ان کی اطاعت قبول کرے اور ان کی ہر اذیت سے حفاظت کرے؟

یہ حیلہ اس قدر خطرناک تھا اور قریب تھا کہ مسلمانوں کا اتحاد پارہ پارہ ہو جاتا اور لوگوں کا موقف باطنیہ کے مفاد میں ہو جاتا جب انہیں اکثر فقہاء نے ان کے حق میں فیصلہ دیا... لیکن بعض فقہاء نے توقف کیا!

لیکن سلطان محمد نے اپنی فقہی بصیرت اور تدبر سے تمام فقہاء کو جمع کیا اور انہیں مناظرہ کی دعوت دی۔ تو شافعی فقیہ ابو الحسن علی بن عبد الرحمن السمنگانی نے سب کو اپنے موافق بنالیا اور اس کی رائے ہی صواب قرار پائی۔ یہی وہ فقیہ ہیں جنہوں نے ان باطنیوں کا خون بہانے اور ان کے ساتھ قتال کرنے کا فتویٰ دیا تھا اور کہا کہ ان لوگوں کو شہادتین کا ادا کرنا کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ ایسا ان کی اس رائے کے سبب تھا کہ وہ کہتے تھے کہ ان کا امام ان کے لیے وہ چیزیں بھی حلال کر سکتا ہے جو اللہ نے حرام کی ہیں اور وہ چیزیں حرام کر سکتا ہے جو اللہ نے حلال کی ہیں۔ تو ایسی حالت میں اس کی اطاعت ان کے عقیدے کے مطابق واجب تھی۔ پس ان کے خون اس سبب سے باجماع مباح ٹھہرائے گئے۔

اس کے بعد سلطان محمد نے کوشش کی کہ قلعہ الموت کو ختم کیا جائے اور حسن بن صباح سے قتال کیا جائے جو کہ اس قلعہ میں پناہ لیے ہوئے تھے۔ پس اس نے کئی کوششیں کی لیکن اس کی اجل نے 511 ہجری میں اسے آلیا جبکہ وہ اپنے لشکر کے ساتھ قائد "انشتکین" کی قیادت میں چھ سال سے

محاصرہ کیے ہوئے تھا۔ پھر قائد انشتکین اپنے لشکر کے دباؤ پر محاصرہ اٹھانے پر مجبور ہو گیا اور واپس لوٹ گیا۔

☆ سلطان محمد کی وفات کے بعد اس کے بیٹے محمود نے حکومت سنبھالی اور اس نے اپنے والد کی سیاست کو جاری رکھا اور اپنے ملک سے باطنی رافضیوں کے گند کو صاف کرنے کے لیے قتال جاری رکھا۔ پس اس نے الموت قلعہ کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ 524 ہجری میں اسے فتح کر لیا۔ لیکن باطنیوں نے اس کی وفات کے بعد 525 ہجری میں اسے پھر واپس لے لیا۔

☆ اس وقت ارد گرد کی ریاستوں کا والی "الامیر عباس" تھا جو "الری" کا حاکم تھا اور یہ سلطان محمود کے خادموں میں سے تھا اور مخلص مجاہد تھا۔ اس نے اپنے ہاں موجود باطنیوں کی کو پکڑا اور ایک خلقِ کثیر کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ پھر اس نے قلعہ الموت کا محاصرہ کیا اور ان کی ایک بستی میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا اور اس نے وہاں گھروں، بستیوں، مردوں، عورتوں اور بچوں تک کو جلا دیا۔

حکومتِ غوریہ

☆ اسی طرح "دولتِ غوریۃ" کا بھی باطنی رافضیوں کے خلاف بڑا اگرم کردار ہے۔ چنانچہ 597 ہجری میں جب شہاب الدین غوری "کوہستان" کی طرف گیا تا کہ اس کے اندر موجود باطنیوں کا محاصرہ کرے۔ پھر جب اس کا گذر ایک ایسی بستی سے ہوا جس کے بارے میں اسے پتہ چلا کہ اس کے باسی "اسماعیلی باطنی" ہیں تو اس نے وہاں لڑنے کے قابل تمام افراد کو قتل کرنے کا حکم دیا اور تمام عورتوں کو قید کر لیا گیا اور ان کے اموال بطور غنیمت لے لیے گئے۔ اس کے بعد اس نے ساری بستی کو ملیامیٹ کر دیا اور اسے ایسے بنا دیا گویا کہ وہ اپنے چھتوں پر گر چکی ہے۔ اس کے بعد اس نے "کنباد" کی طرف اپنا سفر جاری رکھا جو باطنیوں کا شہر تھا۔ تو غوری نے وہاں پڑاؤ کیا اور اس شہر کا محاصرہ کر لیا۔

پھر جب کوہستان کے باطنی بادشاہ نے حکومتِ غور کی طرف پیغام بھیجا اور اسے شکوہ کیا کہ بادشاہ کا بھائی "شہاب الدین" اسے تنگ کر رہا ہے۔ اس نے کہا کہ ہمارے درمیان عہد تھا تو کس سبب سے ہمارا

محاصرہ کیا گیا ہے؟ لیکن شہاب الدین نے اس کے باوجود محاصرہ شدید کر دیا۔ پس جب انہیں شدید خوف لاحق ہوا تو امان طلب کرتے ہوئے باہر نکلے تو شہاب الدین نے انہیں امان دے دی اور انہیں شہر سے نکال دیا اور شہر پر قبضہ کر کے وہاں نماز اور اسلام کے شعائر کو جاری کر دیا۔

حکومتِ خوارزمیہ

☆ حکومتِ خوارزمیہ نے بھی باطنیہ کے خلاف بہت سخت موقف اپنایا۔ اس میں سے ایک ہے 624 ہجری میں جب باطنیوں کا شر حد سے بڑھ گیا یہاں تک کہ انہوں نے جلال الدین خوارزم شاہ کے ایک امیر کو قتل کر دیا۔ تو وہ اپنی فوج لیکر قلعہ الموت سے ہوتا ہوا افغانستان میں واقعہ باطنیوں کے قلعہ ''کردیکوک'' تک گیا۔ اس نے ان تمام قلعوں کو تباہ کر دیا، ان کے اہل کو قتل کیا، ان کی عورتوں اور اموال کو بطور غنیمت لے لیا۔ ان کی اولادوں کو غلام بنالیا اور مردوں کو قتل کر دیا اور ان کے اندر بہت عظیم کام کیے!

قائد صلاح الدین الایوبیؒ کا موقف

وہ بھی ان کے خلاف سخت ترین موقف رکھتے تھے یہاں تک کہ انہوں نے ان کی مستقل حکومت کا خاتمہ کر دیا جو اس سے پہلے ایک لمبے عرصہ سے چلی آرہی تھی۔ اس سے قبل سلجوقی امرا و قائدین کے ساتھ انکے بہت خون ریز معرکے بپا ہو چکے تھے جن میں ان کے اموال تباہ ہوئے اور لوگ قیدی ہوئے۔ لیکن وہ شکست وریخت جس کا سامنا انہیں صلاح الدین ایوبی کے ہاتھوں ہوا وہ ان پر بہت شاق تھی۔ کیونکہ اس نے انکی ہوا اکھاڑ دی اور ان کے خوابوں پر پانی پھیر دیا جبکہ ان کی حکومت کے پاس سیادت تھی اور وہاں رافضی دین چلتا تھا لیکن اس کے بعد اہل السنۃ کا غلبہ ہوا۔ اسی لیے انہوں نے بارہا دفعہ صلاح الدین کو قتل کرنے کی کوشش کی لیکن اللہ کے فضل سے ان کی تمام کوششوں پر پانی پھر گیا۔

صلاح الدینؒ نے رافضیوں کے ساتھ جو کیا اس کا کچھ تذکرہ ہم سابقہ صفحات میں کیا ہے۔ پس اس کے قتل کی متعدد کوششوں کے بعد اس نے مصر میں ان امراء کو گرفتار کر لیا جنہوں نے فرنگیوں سے

رابطہ کیا تھا تاکہ وہ مصر پر حملہ کریں۔ اس نے ان سب کو علیحدہ علیحدہ کرکے اقرار کروایا اور اس کے بعد فقہاء سے ان کے متعلق فتویٰ دریافت کیا۔ پھر ان کے تمام سردار قتل کر دیے گئے اور ان کے اتباع و غلمان کو چھوڑ دیا گیا۔ اس کے بعد ایوبی نے رافضی قلعہ "مصیاف" کا محاصرہ کر لیا جب انہوں نے ایوبی کے قتل کی کوشش کی۔ اس وقت وہ حلب کا بھی محاصرہ کیے ہوئے تھا۔ پس اس نے 572 ہجری میں ان کے قلعہ کا قصد کیا اور اس پر منجنیق نصب کی اور اس قلعہ کو خراب کر دیا اور جلا دیا۔ پھر خوب خون ریزی کی اور ان کے اموال غنیمت بنا لیے اور انہیں اس وقت تک نہ چھوڑا جب تک انہیں ایک نہ بھولنے والا سبق نہ پڑھا دیا۔

پھر جب سوڈانی رافضیوں نے اس پر حملہ کیا جو عبیدیوں کی بادشاہت کے امین کے قتل کا بدلہ لینے آئے تھے تو صلاح الدین ایوبی نے ان کے معروف محلہ "المنصورہ" میں فوج بھیجی اور انہیں ان کے اموال و اولاد سمیت جلا کر راکھ کر دیا۔ جب ان رافضیوں کو پتہ چلا تو یہ پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوئے تو اس نے تلوار ان پر مسلط کر دی اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہا یہاں تک کہ صلاح الدین کے ایک ساتھی نے ان کے آخری علاقہ الجیزہ مین توران شاہ کا خاتمہ کر دیا۔

شیخ الاسلام ابنِ تیمیہؒ کا موقف

پس ان کا موقف دو نقاط میں واضح ہو جاتا ہے

(پہلا موقف) انہوں نے رافضیوں کی بدعتوں اور انکی کفریات کا علمی رد کیا اور ان کی حقیقت کا بیان کیا اور شریعت میں ان کا حکم بیان کیا جیسے کہ آپ کی ضخیم کتاب منہاج السنۃ النبویۃ سے واضح ہے۔

(دوسرا موقف) آپ نے ان کے خلاف عملی قتال کیا جب آپ نے تاتاریوں کے خلاف جہاد کے بعد رافضیوں کے خلاف قتال کیا تاکہ تاتاریوں کے خلاف جہاد میں ان کے تار تاریوں کے ساتھ اتحاد کرنے کی سزا دی جائے۔

الملک المظفر قطز

مسلمانوں کی تاتاریوں کے خلاف فتح کے بعد اس نے شام میں ان کے خلاف ''عین جالوت'' کے مقام پر قتال کیا۔ ملک قطز اس معاملہ میں بہت بڑا کردار رہا۔ جب اس نے یہ اعلان کیا کہ وہ صلیبیوں اور رافضیوں سے انتقام لے گا جنہوں نے جنگ کے دوران تاتاریوں کی مدد کی تاکہ وہ مسلمانوں کے اموال لوٹ لیں۔ پس بہت ہی اختصار کے ساتھ رافضیوں کے جرائم، ان کی خیانتوں اور غداریوں کا اجمالاً ذکر کرنے کے بعد ہم اس کا خلاصہ وخاتمہ چند نقاط پر کرتے ہیں۔

(۱) رافضیوں کے عقائد میں تدبر کرنے والا یہ بات جان لے گا کہ ان لوگوں نے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے ساتھ شرک کا ارتکاب کیا ہے۔ انہوں نے رب العلمین کے ذات وصفاتِ عالیہ میں حوادث کا ظہور ثابت کیا۔ جیسے کہ ان کا یہ کہنا کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ان کے بعض ائمہ کے اجسام کے اندر حلول کر لیا ہے اور یہ ایسے آئمہ ہیں جنکی یہ اللہ کے علاوہ عبادت کرتے ہیں۔

اسی طرح انہوں نے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی عبادت میں بھی شرک کا ارتکاب کیا اور انہوں نے آئمہ کے لیے نذر، نیاز، تقرب وعبادت کو روا رکھا جبکہ وہ انہیں مقدس ومعصوم خیال کرتے ہیں۔ لیکن یہ معاملہ یہاں تک ہی نہیں رکا بلکہ انہوں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی صفات جیسے رزق دینا، علمِ غیب وغیرہ بھی آئمہ کے ساتھ منسوب کیا۔ پس انہوں نے اللہ عزوجل کی ربوبیت والوہیت پر ہی حملے نہیں کیے بلکہ انبیاء علیہم السلام پر بھی حملے کیے جیسے کہ فضیلت میں انبیاءؑ کو اپنے آئمہ کے ساتھ فضیلت میں کم تر رکھا۔ اپنے آئمہ کے لیے ایسی صفات ومناقب وضع کیے جو ان انبیاء علیہم السلام کے مناقب سے بھی اعلیٰ ہیں یہاں تک کہ انہوں نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ یہ انبیاء ان کے مزعومہ معصوم آئمہ کے لیے ''ولایت کا عقیدہ'' دے کر بھیجے گئے۔

ان مبنی بر ظلم افعال کے ساتھ انہوں نے اپنے ذلیل عقیدہ میں یہ بھی اضافہ کر لیا کہ اللہ کی کتاب ''قرانِ مجید'' معنٰی والفاظ کے اعتبار سے محرف ہے۔ پس اسی بنا پر انہوں نے اللہ کی کتاب اور اسکے

رسول کی سنت کو اپنا مرجع نہیں بنایا کیونکہ انہوں نے قرآن پر نعوذ باللہ یہ طعن کی کہ انہیں اس میں کوئی صریح نص نہیں ملی جو ان کے عقائد پر دلالت کرتی ہو۔ لیکن انہوں اسی پر اکتفاء نہیں کیا۔

اسی طرح انہوں نے سنتِ نبوی پر اعتراض کیا اور اسکے لیے ائمہ اہلِ سنت کی روایات اور ان کی ذات کو طعن کا وسیلہ بنایایا اور اس کا سبب یہ بتایا کہ انہوں نے اہلِ بیت سے منسوب جھوٹی روایات کو قبول نہیں کیا جو انہوں نے اپنے پاس سے گھڑ لیں تھیں۔ پس ائمہ اہلِ سنت زندیقوں، منحرف، اور باطل پرست لوگوں کی روایت کو ان کی جہالت کے سبب قبول نہ کیا کرتے تھے۔

چنانچہ مشہور تابعی ابن سیرین کہتے ہیں کہ جب فتنوں کا ظہور ہوا اور بدعتیں رواج پا گئیں اور لوگ ہمارے پاس حدیث بیان کرنے آتے تھے تو ہم انہیں کہتے (سموا لنا رجالکم فان کان من اھل السنة فیوء خذ حدیثھم وان کان من اھل البدعة والروافض یطرد حدیثھم) ہمیں اپنے راویوں کا تعارف کرواؤ پس اگر وہ اہل السنۃ میں سے ہوتے تو ہم ان کی احادیث لے لیتے اور اگر وہ بدعتی رافضی ہوتے تو ہم انکی حدیثیں چھوڑ دیتے تھے۔

(۲) رافضی اہلِ بیت کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں، آپ ﷺ کی اولاد کی نصرت کا دم بھرتے ہیں، جنابِ حسینؓ پر روتے ہیں پھر اپنے مونہوں پر تھپڑ مارتے ہیں اور اہل السنۃ پر یہ بہتان دھرتے ہیں کہ وہ ناصبی ہیں یعنی اہلِ بیت سے دشمنی رکھتے ہیں۔ یہ رافضی وہی لوگ ہیں جنہوں نے جنابِ حسین کو قتل کیا جبکہ اس سے قبل وہ جنابِ حسنؓ کو قتل کرنے اور امیر معاویہؓ کے حوالے کرنے کے درپے تھے۔ یہ تمام باتیں ان کے اصل مراجع اور امہات الکتب میں ثابت ہیں۔

کتاب ''الارشاد للمفید'' میں امام حسینؓ کا قول مذکور ہے جب انہوں نے شیعہ کے خلاف بددعا کی جسے ہم نے اوپر کے صفحات میں ذکر کیا ہے۔ اسی طرح کتاب ''الاحتجاج'' میں ہے کہ آپؓ نے کہا:

لکنکم اسرعتم الی بیتنا کطیرۃ الدباء وتھافتم کتھافت الفراش، ثم نقضتموھا سفھا وبعداً وسحقا لطواغیتِ ھذہ الامۃ، وبقیۃ الاحزاب، ونبذۃ الکتاب، ثم انتم ھؤلا تتخاذلون عنا وتقتلوننا، الا لعنۃ اللّٰہ علی الظالمین۔

لیکن تم نے ہمارے گھروں پر وحشیانہ دھاوا بول دیا اور سارے عہد کو توڑ دیا، دوری وبربادی ہے اس امت کے طاغوتوں، کتاب اللہ کو چھوڑنے والے گروہوں کے لیے۔ پھر اب تم ہمیں رسوا کرتے ہو اور ہمیں ہی قتل کرتے ہو، خبر دار اللہ کی لعنت ہو ظالموں پر۔

ان دو روایتوں پر تعلیق لگاتے ہوئے "سید حسین الموسوی" کہتا ہے کہ یہ دو نصوص ہمیں بیان کرتی ہیں کہ جنابِ حسینؓ کے حقیقی قاتل کون ہیں؟ وہ کوفہ کے شیعہ ہیں! یعنی ہمارے آباؤاجداد تو پھر ہم اہل السنۃ کو حسین کے قتل کا کیوں کر ذمہ دار ٹھہرائیں؟ اسی طرح "سید محسن الامین" اپنی کتاب "اعیان الشیعہ" میں کہتا ہے کہ "حسینؓ نے اہلِ عراق کے بیس ہزار افراد کے ہاتھوں بیعت کی جنہوں نے ان کے ساتھ غداری کی اور ان کے خلاف خروج کیا جبکہ جنابِ حسین کی بیعت کا بار ان کی گردنوں پر تھا پھر انہوں نے انہیں قتل کر دیا۔

اسی طرح کتاب الاحتجاج میں میں ہے کہ امام "زین العابدین" علیہ السلام نے اہلِ کوفہ سے کہا: "کیا تم جانتے ہو کہ تم نے میرے بابا کی طرف خط لکھے اور انہیں دھوکہ دیا اور تم نے ہی انہیں عہد ومیثاق دیا تھا پھر تم نے ان کے ساتھ لڑائی کی اور انہیں رسوا کر دیا۔ تم رسول اللہ ﷺ کو کیا جواب دوگے جب وہ تم سے فرمائیں گے کہ تم نے میری اولاد کو قتل کر دیا اور میری حرمت کو روند ڈالا پس تم میری امت سے نہیں ہو!"۔

اسی طرح ان کا یہ قول بھی مذکور ہے کہ یہ لوگ ہم پر روتے ہیں، ان کے علاوہ کس نے ہمیں قتل کیا۔ اسی طرح "الاحتجاج" میں فاطمہ الصغریٰؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے اہلِ کوفہ کو اپنے خطبہ میں کہا:

یا اهل الكوفه، يا اهل الغدر والمكر والخيلاء، ان اهل البيت ابتلانا الله بكم، وابتلاكم بنا فجعل بلائنا حسناً فكفرتمونا وكذبتمونا ورأيتم قتالنا حلالاً واموالنا نهباً كما قتلتم جدنا بالامس، وسيوفكم تقطر من دمائنا اهل البيت، تباًلكم فانتظروا اللعنة والعذاب فكان قد حل بكم ويذيق بعضكم بأس بعض، وتخلدون فى العذاب الاليم يوم القيامة بما ظلمتمونا، الا لعنة الله على الظالمين۔ تباًلكم يا اهل الكوفه كم قراتم لرسول الله قبلكم ثم غدرتم باخيه على بن ابى طالب وجدى وبنيه وعترته الطيبين۔

اے اہلِ کوفہ ...اے اہلِ غدر و مکر و تکبر! اللہ نے ہم اہلِ بیت کی تمہارے ذریعے آزمائش کی اور ہمارے ذریعے تمہاری آزمائش کی۔ تو اس نے ہماری آزمائش کو آزمائشِ حسنہ بنا دیا تو تم نے ہمارا انکار کر دیا، ہمیں جھٹلایا اور ہمارے ساتھ لڑائی کو حلال کر لیا اور ہمارے اموال کو لوٹنا مباح کر لیا جیسے کہ تم نے اس سے قبل ہمارے جد اعلیٰ کو قتل کیا۔ تمہاری تلواروں سے اہلِ بیت کا خون ٹپک رہا ہے۔ تم پر تباہی ہو، پس تم اللہ کے عذاب اور اسکی لعنت کا انتظار کرو کہ وہ تم پر آیا چاہتی ہے۔ اللہ تمہارے بعض کا زور تمہارے اوپر مسلط کرے اور ہم پر ظلم کرنے کے سبب تم قیامت تک دردناک عذاب میں مبتلا رہو۔ خبر دار اللہ کی لعنت ہو ظالموں پر۔ اے اہلِ کوفہ تم پر تباہی ہو تم نے اس سے قبل اللہ کے رسول اور آپ کی اولاد کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ پھر تم نے ان کے بھائی اور میرے دادا علی بن ابی طالب اور ان کے بیٹوں کے ساتھ غداری کی۔ ان کی یہ باتیں سن کر اہلِ کوفہ کے ایک فرد نے بڑے فخر سے جواب دیا۔

نحن قتلنا عليا وابن على — بسيوف هندية ورماح

وسبينا نسائهم سبى ترك — ونطحناهم فاى نطاح

ہم نے علی اور اسکے بیٹے کو تیز دھار ہندی تلواروں اور نیزوں سے قتل کیا۔

اور ان کی عورتوں کو ترکوں کی طرح قیدی بنایا انہیں زخمی کیا پس کیا ہی زخمی کرنا تھا۔

(۳) مسلمانوں کو چاہیے کہ اللہ عزوجل کے حکم کے مطابق تفکر کرے اور پہلے ہو گذری امتوں کے احوال پر غور فکر کریں لہذا ہم ان سے سبق وعبرت حاصل کرتے ہیں۔ اللہ فرماتے ہیں

(أَوَلَا يَرَوْنَ أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِي كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُونَ)

کیا وہ دیکھتے نہیں کہ وہ ہر سال ایک یا دو مرتبہ فتنہ میں مبتلا کیے جاتے ہیں پھر وہ ہیں کہ نہ توبہ کرتے ہیں اور نہ ہی نصیحت پکڑتے ہیں۔

اسی طرح حدیث میں آتا ہے نبی ﷺ نے فرمایا(لایلدغ المومن من جحر واحد مرتين) مومن ایک سوارخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا۔

رافضیوں کے اس طرح قریب ہونے سے ہمارے اوپر بہت سے اضرار اور نتائج مرتب ہوئے۔ ان کی اللہ ، اسکے رسول ﷺ اور مومنوں کے لیے خیانتیں ہمارے اوپر ظاہر ہو گئیں، انہوں نے کافروں سے دوستیاں لگائیں، ملکوں میں سرکشیاں کیں اور اس میں بہت فساد برپا کر دیا۔ ان کی کفار سے دوستی نے ان کا دین سے خروج واجب کر دیا اور انہیں رب العلمین کے امر سے باہر لا کھڑا کیا۔ جبکہ انکا امہات المومنین کے بارے میں طعن و فساد ہی کیا کافی نہ تھا ان کے کافر ہونے میں اور وہ بھی ایک ایسی ہستی کے لیے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابِ عزیز میں قطعی طور پر بری قرار دیا۔ پس یہ باتیں جو میں (الزرقاویؒ) نے اوپر کی ہیں، میں تنبیہ کرتے ہوئے کہتا ہوں... کہ جب بھی مسلمانوں کا یہودیوں اور صلیبوں کے ساتھ سامنا ہوا... ہر اس جنگ میں جو تاریخ میں ہو گذری اور ہمارے موجودہ دور کی جنگوں تک... ہم دیکھتے ہیں کہ یہ رافضی ہمیشہ کفر کے کیمپ میں نظر آئے اور ان کی عسکری و معلوماتی میدان میں تمام ممکن وسائل کے ساتھ مدد کرتے ہوئے نظر آئے۔ وہ موت کو اس بات پر ترجیح دیتے ہیں کہ مسلمانوں کو کفر کے خلاف غلبہ ملے یا یہ کہ ان کو کہیں اختیار حاصل ہو۔ وہ کبھی بھی اسلام کے اصل دشمنوں کے خلاف قتال نہیں کرتے۔ حتیٰ کہ بہت سے حالات میں جب وہ قتال کے لیے نکلنے پر

تیار ہوتے ہیں اور یہ ظاہر کرتے ہیں کہ وہ قتال کر رہے ہیں وہ اکثر سنی قیادت کے تحت مجبوراً متحرک ہوتے ہیں یا بابِ تقیہ کے تحت ایسا کرتے ہیں۔ ان کا اسطرح لڑائی کے لیے نکلنا شاذونادر ہی ہوتا ہے یا ایسی حالت میں جب وہ غداری یا رسوائی کی نیت سے یا اپنی زمینوں کے لیے یا اپنے خبیث مفادات کے لیے نکلتے ہیں۔

جیسے کہ اس کا مظاہرہ وزیر "الافضل" کی تاریخ سے ظاہر ہے کہ جب اس نے دمشق کے سنیوں کی قوت کو دیکھا اور صلیبیوں کے اپنے ساتھ کیے گئے سلوک کو دیکھا جو اس کے مصالح کے خلاف تھا تو وہ اپنی فوج لیکر "طغتکین ا اتابك" کی قیادت میں داخل ہو گیا۔ اسی طرح عبیدی رافضی بادشاہ "العاضد" کا قصہ ہے کہ جب اس نے دیکھا کہ فرنگی اس کے ملک کی طرف چلے آتے ہیں اور اسے اپنے محل پر اور اپنی عورتوں کے چھن جانے کا خوف لاحق ہوا تو اس نے نورالدین زنگی سے مدد طلب کی اور ساتھ ہی اپنی عورتوں کے کچھ بال کاٹ کے بھیجے یہ کہتے ہوئے کہ یہ میرے محل کی عورتوں کے بال ہیں جو تجھ سے مدد طلب کرتیں ہیں تاکہ تو انہیں صلیبیوں سے بچائے!

(۴) مسلمانوں کے لیے یہودیوں، صلیبیوں اور محارب کافروں کے خلاف غلبہ حاصل کرنا ممکن نہیں ہے جب تک کہ وہ ان تمام مرتد ایجنٹوں سے چھٹکارا حاصل نہ کرلیں اور ان میں سرِ فہرست ہیں رافضی۔

جیسے کہ تاریخ اس معاملے کو سمجھنے میں ہماری مدد کرتی ہے کہ بیت المقدس جب مسلمانوں کے قبضہ سے نکل کر عبیدی رافضیوں کی خیانت و مدد کے باعث صلیبیوں کے ہاتھوں میں چلا گیا وہ صلاح الدین ایوبی کے ہاتھوں واپس ہوا۔ باوجود اس بات کے کہ نورالدین زنگیؒ خود صلیبیوں کے خلاف بہت شدید موقف رکھتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ بیت المقدس کی فتح صلاح الدین ایوبی کے ہاتھوں ہو لیکن کب؟ اس سے قبل صلاح الدین کئی سالوں تک عبیدی رافضیوں کے خلاف لڑتا رہا اور اس نے ان کی حکومت کا مکمل طور پر خاتمہ کر دیا۔ اسکے بعد وہ صلیبیوں کے خلاف قتال کے لیے فارغ ہوا یہاں تک کہ اسے فتح حاصل ہوئی اور بیت المقدس واپس مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا جو اس سے قبل کئی سالوں تک اہلِ خیانت وغدر رافضیوں کی وجہ صلیبیوں کے قبضے میں رہا۔

یہ بہت اہم سبق ہے جو ہمیں تاریخ بتلاتی ہے اور اس سے کسی قسم کا تغافل نہیں برتا جانا چاہیے۔ ہمارے لیے کافروں کے خلاف کبھی بھی فتح ممکن نہیں جب تک ہم مرتد کافروں سے قتال نہ کریں۔ یہ تاریخ کا بہت اہم سبق ہے کہ صحابہؓ کرام کی عہدِ خلافتِ راشدہ میں فتوحات جزیرۃ العرب میں مرتدین کے مکمل خاتمہ کے بعد ہی مکمل ہوئیں۔ پس ہم دیکھتے ہیں کہ رافضی سب سے زیادہ سے جس سے بغض رکھتے ہیں وہ صلاح الدین ایوبی ہے۔ وہ موت کی طاقت تو رکھتے تھے لیکن اس کے خلاف نہ ٹھہر سکتے تھے۔

(۵) ہر سلیم فطرت رکھنے والا انسان یہ جانتا ہے کہ کہ آخرت میں کامیابی کا دار مدار صحیح سلیم عقیدہ پر ہے جو شرک وبدعت سے پاک ہو۔ پس عقیدہ حق اور رافضی عقیدہ کا اجتماع کیونکر ممکن ہے جسے ہم نے اوپر کے صفحات میں ذکر کیا ہے۔ پس تمہیں اللہ کا واسطہ ہے کہ صحیح عقیدہ کے ساتھ کس طرح عملی طور پر ان کے ساتھ قرب اختیار کیا جائے اگر ہم ان کی بعض چیزوں کو اختیار کر لیں جو کفر وضلالت سے بھر پور ہیں تو ہمیں ہلاکت اور دینی خسارے کے علاوہ کچھ بھی حاصل نہ ہو گا۔ پس دین تو اس لیے آیا ہے تاکہ بندوں کو غلامی سے نکال کر رب کے ارادے کی طرف لے جائے۔ تو پھر کیسے صحیح سلیم عقیدہ کو چھوڑ کر اخروی نجات حاصل ہو گی۔

جیسے کہ کہا جاتا ہے کہ "کسی چیز کا صحیح آغاز اس کے اچھے انجام کی طرف لے کر جاتا ہے اور اس کا فساد اس کے نتائج کے فساد کی طرف لے کر جاتا ہے۔ پس اگر کوئی دعویٰ کرنے والا یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ ہمارے ساتھ موافقت رکھتے ہیں کہ صحیح اعتقاد ہی اللہ کے عذاب سے بچانے والا ہے۔ لیکن وہ ایسی بات یا تو تقیہ کے باب میں کہتے ہیں وہ بھی ایسے وقت میں جب وہ اہل السنۃ کے ہاں کمزور ہوں یا یہ تب ہی ممکن ہے جب وہ مذہبِ حق صراطِ مستقیم پر اتفاق کر لیں۔ تو ایسی صورت میں وہ گمراہ رافضیت کے وصف سے خارج ہو کر حق کی طرف آجائیں گے۔ پس یہ تقارب و قربت ایک ہی صورت میں آئے گی اور اسکا عنوان ہو گا حقِ مبین کی طرف پلٹنا۔

ان باتوں کے باعث میں (الزرقاویؒ) کہتا ہوں کہ اہل السنۃ اور رافضیوں کے درمیان ادنیٰ سا فکری تقارب بھی ممکن نہیں۔ ہم نے تاریخ میں اس قربت کا نتیجہ دیکھ لیا ہے جب عباسی خلفاء نے ان رافضیوں کو اپنے قریب کیا اور انہیں وزارتوں کے عہدے دیے اور انہیں قائد بنایا۔ جیسے کہ ابن العلقمی اور نصیر الدین الطوسی جو کہ عباسی خلیفہ مامون کے سسرالی رشتہ دار تھے جن کا مامون کی ماں مراجل کے تذکرہ میں ہم نے ذکر کیا ہے۔ جب بھی ایسی قربت کی راہیں کھلیں ان کا نتیجہ امت کے لیے ہلاکت کے سوا کچھ نہیں نکلا۔ یہ قربت اسلامی مملکت کے انہدام کا باعث بنی اور اس کی تباہی پر چھوٹی چھوٹی رافضی ریاستیں وجود میں آگئیں۔

اسی طرح اس قربت کے باعث عقائد میں فساد پیدا ہوا جب ان کے ذریعے لوگوں میں بدعات کو رواج دیا گیا اور مسلمانوں میں شکوک وشبہات پھیلائے گئے۔ یہاں تک کہ عقائد ٹیڑھے ہو گئے اور ان میں بہت زیادہ انحراف واقع ہو گیا۔ جیسے کہ خلق قرآن کا فتنہ اور اس جیسے دوسرے افکار جسے عباسی خلفاء نے اپنی فارسی ماؤں سے حاصل کیا۔ یہاں ہمارے لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم بہت سے ان علماء کا تذکرہ بھی کرتے چلیں جو ماضی قریب میں جہالت کے سبب رافضیوں کے ساتھ قربت کی دعوت دیا کرتے تھے لیکن جب حق ان پر واضح ہوا تو وہ واپس لوٹے اور اپنے وعظ وتذکیر میں ان لوگوں کو اس قربت سے تنبیہ کرنے لگے جو اس قربت کے ابھی تک روادار ہیں۔

ڈاکٹر مصطفیٰ السباعیؒ اپنی کتاب ''السنۃ ومکانتھا فی التشریع الاسلامی'' میں کہتے ہیں کہ قاہرہ پچھلی چار دہائیوں سے {دارالتقریب بین السنۃ والشیعۃ} کے مراکز کھولے گئے لیکن رافضیوں نے خود اس بات سے انکار کر دیا کہ اس جیسے دفاتر ان کے علمی مراکز نجف اور قم وغیرہ میں کھولے جائیں کیونکہ وہ صرف ہمیں اپنے دین کے قریب کرنا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر علی احمد السالوس جو اصول الفقہ کے استاد ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے استاد ''محمد المدنی'' کے کہنے پر سنی اور شیعہ میں قربت کی راہوں کا مطالعہ شروع کیا تاکہ میں اس بات کو نقطہ بناؤں کہ شیعہ اہل السنۃ میں پانچواں فقہی مذہب ہے۔ لیکن جب میں نے اس کا مطالعہ شروع کیا اور ان کے اصل

مراجع پر نظر ڈالی تو میں نے اس معاملہ کو یکسر مختلف پایا جو کچھ میں نے سنا تھا۔ پس میں نے اپنے مقالے کو اپنے استاد محمد المدنی کی توجیہ پر شروع کیا تا کہ قربت کی راہیں نکالوں لیکن کوئی بھی علمی مقالہ شہوتوں اور خواہشوں کے تابع نہیں ہو سکتا۔ پس ان کے بارے میں اللہ کا حکم جاننے کے بعد... اور یہ جاننے کے بعد کہ رافضی مذہب دینِ اسلام کے ساتھ کسی فرع اور کسی اصل میں اتفاق نہیں رکھتا کیونکہ اس کی بنیاد ہی اسلام کی عمارت کو ڈھانے پر رکھی گئی ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ رافضیوں کا دفاع کرنا اور ان کی برأت کا اعلان کرنا اور دن رات ان کے ساتھ قربت کی راہیں تلاش کرنا اور ان کے لیے معذرتیں کرنا... یہ سارے کام ایسا شخص ہی کر سکتا ہے جو کوئی جاہل غافل ہو اور نہ جانتا ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے... یا وہ ان سے بڑھ کر امت کا خائن وغدار ہو! تو ایسے آدمی کا حکم ان کا حکم ہے بلکہ اس کے بارے میں اللہ کا قول صادق آتا ہے:

(إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِن بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ ۙ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ)

بے شک وہ لوگ جو ہماری نازل کردہ آیات ونشانیوں کو چھپاتے ہیں باوجود اس کے کہ ہم نے انہیں کھول کر بیان کر دیا ہے۔ یہ ایسے لوگ ہیں جن پر اللہ لعنت کرتا ہے اور لعنت کرتے ہیں لعنت کرنے والے۔

اس کے بعد میں (الزرقاویؒ) کہتا ہوں کہ شیعہ اور سنیوں کے درمیان قربت کی دعوت دینے والا دو آدمیوں میں سے ایک ہے۔ وہ آدمی جس نے حق کو پہچاننے کے بعد امت کے ساتھ خیانت کا ارتکاب کیا اور دین کو تھوڑی قیمت کے عوض بیچ ڈالا۔ دوسرا وہ شخص جو ان لوگوں کے احوال سے جاہل ہے لیکن وہ ایسا جاہل ہے جو علم رکھتا ہے۔

اے اہل السنۃ اور رافضیت کے درمیان تقرب کی راہیں نکالنے والو...

تم کیسے اس بات کی دعوت دیتے ہو حالانکہ وہ واضح شرک پر ہیں اور کفرِ بواح پر ہیں اور ہمارے نبی ﷺ کی شان میں طعن کرتے ہیں اور ان صحابہ کرام کو گالیاں دیتے ہیں کہ نبی ﷺ اس دنیا سے رخصت فرماتے وقت جن سے راضی تھے اور وہ آپ سے راضی تھے۔ اللہ کی قسم اگر ان میں کسی کی عزت کے بارے میں اور اسکی بیوی کے بارے میں طعن کیا جائے تو ساری دنیا اس کے لیے کھڑی ہو جاتی لیکن ایسے شخص کو یہ کیوں گوارا ہے جب وہ دیکھتا ہے کہ یہ نبی ﷺ کی ذات کے بارے میں اپنی خبیث زبانِ طعن دراز کر رہے ہیں۔

اے اللہ! میں (الزرقاویؒ) گواہی دیتا ہوں کہ نبی ﷺ کی عزت ہمیں اپنی عزت سے زیادہ پیاری ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اماں عائشہؓ کے سر کا ایک بال مجھے اپنے نفس اور اپنے اہل وعیال سے اور ساری انسانیت سے زیادہ محبوب ہے۔

پس ہم یہاں یہ کہنا بھی نہ بھولیں گے کہ رافضی جب بھی کافروں اور یہود و نصاریٰ کے خلاف موت کے نعرے لگاتے ہیں تو ہر دفعہ وہ ایسا اپنی تقیہ کے بدعقیدہ کے باعث کرتے ہیں اور وہ اسے دین کے ارکان میں سے ایک رکن شمار کرتے ہیں۔ پس جس قدر ان کے اس قسم کے شعارات اور نعرے زیادہ ہوں اسی قدر ان کا جھوٹ اور دعوے اس میں شامل ہوں گے۔

چاہے تو اس کے لیے موجودہ وقت میں ایرانی صدر احمدی نژاد کی بڑھک پڑھ لیں جو چیخ چیخ کے دنیا کو یہ باور کروانے کی کوشش کرتا ہے کہ اسرائیل کو نقشے سے مٹا دینا بہت ضروری ہے... ہاں اللہ کی قسم صرف نقشے سے ہی مٹانا۔

(٦) رافضی دین ان تمام قواعد کے انہدام کے لیے آیا جو اسلام لے کر آیا۔ پس وہ دین کی عمارت کو گراتے ہیں اسکی تحریف کر کے... قرآن میں زیادتی ونقصان کا عقیدہ رکھ کے... صحیح احادیث کا انکار کر

کے... صحابہ رضوان اللہ علیہم کی تکذیب اور ان پر زبانِ طعن دراز کر کے... اللہ کے دینِ حق میں تشکیک پیدا کر کے... بدعتوں اور باطل چیزوں کو فروغ دے کر... اور اللہ کے دین میں الحاد وزندقہ کو راہ دے کر۔ اسی طرح وہ نفس واموال کو تباہ کرتے ہیں اور اہل السنۃ کا خون حلال قرار دیتے ہیں، ان کے اموال لوٹتے ہیں۔ اخلاق کو تباہ کرتے ہیں اور نسب کو مٹاتے ہیں۔ جب وہ متعہ کے جواز کی بات کرتے ہیں اور دبر سے مجامعت، شرمگاہوں کا مستعار دینا اور ہم جنسوں کے نکاح کرتے ہیں (اللہ کی پناہ)۔

انسانی عقل کو تباہ کرتے ہیں جب وہ ہیروئن، چرس اور نشہ آور اشیاء کو جائز ٹھہراتے ہیں۔ قدیم طور پر وہ انہی چیزوں کو اپنے پیروکار فدائیوں کے لیے استعمال کرتے رہے ہیں۔ جدید طور پر ان کے سینہ کوبی کرنے والے انہیں استعمال کرتے ہیں۔ جب ان کے "آیۃ" (شیعہ مذہب میں بڑے عالم کو آیۃ اللہ یعنی اللہ کی نشانی کہا جاتا ہے) عام لوگوں کی عقلوں پر ہنستے ہیں اور اہلِ بیت کے ساتھ ان کی نسبت کا مذاق اڑاتے ہیں۔ پھر ایسوں کے معصوم ہونے کا دعویٰ کیا جاتا ہے اور اس کے بعد وہ اپنی شخصی خواہشوں کے تابع گمراہیوں کو پھیلاتے ہیں۔

(۷) ہمارے نزدیک ایران کے صفوی رافضیوں اور عرب رافضیوں میں کوئی فرق نہیں جیسے کہ عراق، لبنان، شام کے رافضی۔ رافضیوں کا دین ایک ہے ان کے اصول وفروع ایک ہیں اور ان کا مرکز ومرجع ایک ہے اور ان سب کی دشمنی اہل السنۃ کے خلاف ایک ہی ہے۔

(۸) رافضیوں اور یہودیوں کے اصول ایک جیسے ہیں اسی لیے رافضیوں کی تعلیمات یہودیوں کی تعلیمات سے بہت زیادہ تشابہ رکھتی ہیں... ان کے اجتماعات اور خفیہ کانفرنسوں کی طرح... ان کا تقیہ استعمال کرنا... اس بات کا اظہار مسلمانوں کے لیے جو وہ باطنی طور پر نہیں چاہتے... یہ سب کچھ ان کے یہودی بھائیوں کے مماثل ہے۔ یہودیوں کے پروٹوکول اور تلمود کا مطالعہ کرنے والا یہ جلد ہی پتا چلا لیتا ہے کہ یہودیوں کی غیر یہودیوں کے بارے میں وہی تعلیمات ہیں جو ان آیۃ، سیدوں رافضیوں کے فتاویٰ میں موجود ہیں۔

یہودیوں کی تعلیمات یہ ہیں کہ وہ یہودی کے ساتھ سودی لین دین کرنے اور اس کے ساتھ دھوکہ دہی کو ناجائز قرار دیتے ہیں اور اسے غیر یہودی کیساتھ جائز قرار دیتے ہیں۔ رافضیوں کا دین بھی ایسے ہی ہے کہ وہ آپس میں سود اور دھوکہ دہی کو حرام قرار دیتے ہیں اور ایک دوسرے کا مال حرام سمجھتے ہیں لیکن اہل السنۃ کے اموال کو لوٹتے اور اسے حلال قرار دیتے ہیں۔ یہودیوں کی تعلیمات یہ ہیں کہ یہودی پر یہ حرام ہے کہ وہ غیر یہودی کی مدد کرے یا اسے کہیں غرق ہوتے ہوئے بچائے بلکہ اگر کوئی دیوار کسی غیر یہودی پر گرا چاہتی ہے تو یہودی پر واجب ہے کہ اسے اس پر گرادے۔ اسی طرح یہ رافضی اپنے عوام کو ایسے فتوے دیتے ہیں۔

پس کتاب "الانوار النعمانیہ" میں ان کا عالم "نعمۃ اللہ الجزائری" اور کتاب "نصب النواصب" میں محسن المعلم کہتا ہے " روایات میں آتا ہے کہ علی بن یقطین جو ہارون الرشید کا وزیر تھا۔ وہ مخالفین کی ایک جماعت کے ساتھ جیل میں اکٹھا ہو گیا۔ جبکہ وہ شیعہ کے خواص میں سے تھا۔ اس نے اپنے لڑکوں سے کہا تو انہوں نے جیل کی چھت کو قیدیوں کے اوپر گرادیا جس سے وہ سب مر گئے جبکہ وہ پانچ سو کے قریب لوگ تھے۔ پھر انہوں نے ان کے خون سے برأت چاہی تو الکاظم کی طرف فتویٰ طلب کیا تو جناب "علیہ السلام" نے لکھا کہ وہ انہیں قتل کرنے نہ آیا تھا تو اسے بری قرار دے دیا!

پس یہ معاملہ ہمارے زمانے میں بھی چل رہا ہے چنانچہ تلعفر کے علاقہ میں ایک ڈاکٹر ہے جسے عباس قلندر کہا جاتا ہے جو ان کی رافضی انقلابی مجلسِ اعلیٰ کے تابع ہے جس کا سربراہ عبد العزیز الحکیم ہے۔ یہ ڈاکٹر تلعفر میں لوگوں کا علاج کرتا ہے اس کے پاس ایک بچہ لایا گیا تو اس نے اسے ایسی دوا دی جو مرض میں اور اضافہ کر دیتی تھی اور اس کا سبب بہت چھوٹا سا تھا اور وہ یہ کہ بچے کا نام تھا "عمر"!

اسی طرح بعقوبہ میں مرکز محافظہ "دیالی" میں ایک ڈاکٹر تھا اس نے اعلان کر رکھا تھا کہ کوئی ایسا مریض جس کا نام عمر ہے اور کوئی ایسی مریضہ جس کا نام عائشہ ہے وہ اس کا علاج نہیں کرے گا۔ اللہ کے فضل سے مجاہدین نے اس خبیث رافضی کو اس کے کلینک میں ہی قتل کرنے کی کوشش کی جب انہوں نے اس پر فائر کیا تو اسے گردن میں بہت شدید چوٹیں آئی اور وہ ایران بھاگ گیا۔

(۹) غداری اور خیانت اور سیاسی جرائم اور لوگوں کو قتل کرنے کے میدان میں رافضیوں کے جرائم انفرادی یا کسی غنڈہ گردی کا نتیجہ نہیں بلکہ یہ وہ جرائم ہیں جن کی منصوبہ بندی اور حکم ان کے علماء و روساء کی طرف سے آتا ہے۔ یہ سارے افعال عقیدہ و سیاست کی بنیاد پر کیے جاتے ہیں اور یہ سارے اعمال عسکری طور پر منظم ہوتے ہیں۔ جبکہ ایسے گروہوں کے افراد رافضیوں کے ہاں بہت معزز اور رافضی بازو کہلاتے ہیں! کیسے نہ ہوں کہ ان کی دعوت، ان کی حکومت اور ان کا حکم انہی کے بل بوتے پر چل رہا ہے۔

اس لیے ان گروہوں کے افراد... قاتلوں کے گروہیں... جو مکمل تربیت یافتہ ہیں اور ان کے اوپر بہت سے بھاری اموال خرچ کیے جاتے ہیں اور وہ اس بات کے حریص کہ انکی ثقافت غالب رہے اور ان کے ہاں متعدد زبانوں کی معرفت رہے۔ ان کے وظائف اور تنخواہیں بہت اعلیٰ ہیں۔ یہ سب کچھ انہیں دین کے نام پر دی جانے والی تاثیر اور ضلالت کے علاوہ جس کے بل بوتے پر وہ ان جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں حتیٰ کہ انہیں حشیش اور نشہ کروایا جاتا ہے جیسے کہ ان آباء میں قرامطہ کے فدائی اور اسماعیلی کیا کرتے تھے۔ جدید دور میں اس قسم کے متعدد گروہ موجود ہیں جو اپنی نسبت اور تعلق خفیہ طور پر ایک ہی مرکز کے ساتھ رکھتے ہیں۔ خبر دار وہ ہر علاقہ میں ان کے نواب و امام کا مرکز ہے۔

انہیں میں سے ایک "ایرانی انقلابی گارڈز" کے لوگ، التعبیۃ عامہ بالباسیج، مسلحہ تحریکیں "حرکۃ الامل" اور قاتلوں کے گروہ "حزب اللہ" وغیرہ ہیں۔ حتیٰ کہ قتل و غارتگری کے یہ جرائم اور ان کا ارتکاب سب ان کے اہل السنۃ کے قتل کے فتاویٰ اور تحریض کی طرف لوٹتے ہیں جب وہ انہیں مستباح الدم والمال قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ دو کتابوں "وسائل الشیعہ" اور "بحار الانوار" میں داؤد بن فرقد سے روایت ہے:

قلت لابی عبد اللہ علیه السلام ما تقول فی قتل الناصب ؟ فقال حلال الدم ولکن اتقی علیك فان قدرت ان تقلب علیه الحائط او تغرقه فی ماء لکی لا یشهد علیك فافعل۔

کہ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا کہ ناصبی (سنی) کو قتل کرنے کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ تو انہوں نے فرمایا اس کا خون حلال ہے لیکن مجھے تجھ پر ڈر ہے اس لیے اگر تیرے لیے ممکن ہو تو اس سنی پر کوئی دیوار گرادے یا اسطرح پانی میں اسے غرق کردے کہ کوئی تجھے دیکھ نہ لے تو ایسا ہی کر۔

اس پر ''امام خمینی خنزیر'' تعلیق لگاتے ہوئے کہتا ہے '' پس اگر تجھے استطاعت ہو کہ تو اس کا مال بھی لوٹ لے تو اس کا خمس یعنی پانچواں حصہ ہمیں بھیج دے''۔

کتاب ''للہ ثم للتاریخ'' کا مصنف کہتا ہے '' جب ایران میں آلِ پہلوی کی حکومت ختم ہوئی اور اس کے فوراً بعد امام خمینی کا انقلاب آیا اور زمامِ اقتدار امام خمینی کے حوالے کر دی گئی۔ تو شیعہ علماء کو اس کی زیارت اور اس کی مبارکباد واجب قرار دے دی گئی اس فتح پر اور اس جدید دور میں دنیا کی پہلی شیعہ حکومت کے قیام پر جس پر فقہاء حکومت کرتے ہیں۔ مبارک و زیارت کا یہ عمل مجھ پر بھی بہت زیادہ واجب تھا کیونکہ میرا امام خمینی کے ساتھ بہت گہرا تعلق تھا۔ تو میں نے تقریباً ڈیڑھ ماہ بعد ایران کی زیارت کی، بلکہ زیادہ مرتبہ کی جب امام طہران میں داخل ہوا اور اس سے قبل وہ پیرس میں جلاوطنی کی زندگی گذار رہا تھا۔ اس نے مجھے بڑی گرمجوشی سے خوش آمدید کہا۔ میری یہ ملاقات عراق کے باقی علماء سے علیحدہ اکیلے میں تھی۔ جب ان کے ساتھ ایک خاص مجلس ہوئی تو مجھے کہنے لگا وقت آگیا کہ ہم ائمہ صلوات اللہ علیہم کی وصیتوں پر عمل پیرا ہو جائیں۔ ہم ناصبیوں (سنیوں) کا خون بہائیں گے، ان کے بیٹوں کو قتل کریں گے اور ان کی عورتوں کو زندہ چھوڑ دیں گے اور کسی کو بھی نہ چھوڑیں گے جو ہماری پکڑ سے بچ پائے گا اور ان کے اموال شیعہ اہلِ بیت کے لیے خاص ہوں گے۔ ہم زمین کے صفحہ پر سے مدینہ و مکہ کو مٹادیں گے کیونکہ یہ دو شہر وہابیوں کی پناہ گاہیں بن گئے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ اللہ کی مقدس زمین کربلا کو لوگوں کا قبلہ بنا دیا جائے۔ اس طرح ہم اپنے ائمہ علیہم السلام کے خوابوں کی تکمیل کریں گے۔ ہماری حکومت قائم ہو گئی ہے جسکے لیے ہم نے طویل جہد کی ہے اور اب صرف اس کی تنفیذ

باقی ہے۔ پس آج جب ہم اس بات کو موجودہ عراقی حالات پر مطبق کرتے ہیں ہم دیکھتے ہیں ''فیلق الغدر'' اور مزعومہ ''جیش المہدی'' وغیرہ جماعتوں نے اس کام کو بہت بہتر طور پر سرانجام دیا ہے۔

وہ اہل السنۃ کے گھروں پر دھاوے بولتا ہے اوراس بہانے کے ساتھ کہ وہ مجاہدین کی تلاش کر رہے ہیں۔ یہاں تک کہ اگر انہیں مجاہدین نہ بھی ملیں تو وہ وہاں مردوں کو قتل کر دیتے ہیں اور عورتوں کو قید کر لیتے ہیں اور ان کی عزتوں کو حلال کر لیتے ہیں اور ان سنی گھروں سے جو کچھ لوٹ سکتے ہیں لوٹ لیتے ہیں۔ پس ان رافضی ملیشیاؤں نے وہاں بہت سے جرائم وفساد کا ارتکاب کیا ہے کبھی انفرادی، کبھی امریکیوں کی مدد کے ساتھ اور کبھی امریکیوں کے ابھارنے پر۔ پچھلے چند سال میں ہونے والے واقعات اس بات پر کافی گواہ ہیں۔

سینکڑوں کی تعداد میں ڈاکٹرز، انجینئرز، پروفیسر اور اعلیٰ ڈگریوں کے حامل افراد کو قتل کر دیا گیا۔ جبکہ وہ لوگ جن میں مساجد کے خطباء و علماء اور عامۃ الناس شامل ہیں ان کا تو ذکر ہی نہ کریں۔ وہ افراد جیلوں میں پڑے ہیں جو ''دیوان الوقف السنی'' سے تعلق رکھتے تھے۔ کتنے ہی مدارس، مساجد ہیں جنہیں ڈھا دیا گیا ہے۔ سینکڑوں مساجد و مدارس ہیں جنہیں ڈھایا گیا اور شدید نقصان پہنچایا گیا۔ بہت سی مساجد کو ''حسینیات'' اور تعذیب کے مراکز میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ ایسا کام وسطی اور جنوبی علاقوں میں بہت کیا گیا ہے۔

لیکن ان کی سرکشی مردوں تک نہیں رکی بلکہ عورتوں کو قید کرنے اور انہیں غصب کرنے کے قبیح افعال کیے گئے۔ حاملہ عورتیں قتل کر دی گئی، دودھ پیتے بچے قتل کیے گئے... لیکن مسلمانوں کی طرف سے کوئی مدد نہ پہنچی سوائے اس کے کہ جس پر اللہ نے رحم کیا ہو... اناللّٰہ وانا الیہ راجعون۔

(۱۰) پوری امتِ اسلامیہ ڈنمارک میں ہونے والی نبی کائنات ﷺ کی توہین پر سیخ پاء ہوگئی جو اس کے غیرت مند ہونے کی دلیل ہے کہ وہ نبی ﷺ کے ساتھ کس قدر محبت رکھتی ہے۔ کیونکہ علماء اسلام، داعی حضرات نبی ﷺ کے شرف و مقام کے لیے غیرت کھاتے ہیں جبکہ آپ کے شرف کو یہ لعنتی

رافضی رسوا کرتے ہیں۔ نبی ﷺ کی ازواج پر زبانِ طعن دراز کرتے ہیں اور آپ کے اصحاب کو گالی دیتے ہیں اور پھر اہلِ بیت کی محبت کا لباس پہن کر ایسا کرتے ہیں جبکہ اہلِ بیت ان سے بری ہیں۔

اللہ کی قسم کوئی بھی شخص جو ان بدعتی رافضیوں کے ساتھ تقرب اختیار کرتا ہے وہ ایسا شخص ہے کہ جس کا دل سخت ہو گیا ہے، اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا ہے اور اس کی آنکھیں اندھی ہو گئیں ہیں۔

(۱۱) یہ سب سے پہلے رافضی ہی تھے جنہوں نے تکفیری منہج کی بنیاد رکھی جب انہوں نے ابتداء ہی سے نبی ﷺ کے اجلہ صحابہ کرامؓ کو کافر قرار دے دیا... وہ صحابہؓ جنہوں نے دین کو ہم تک منتقل کیا اور اللہ تعالیٰ نے جن کے ذریعے اسلام کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچا دیا۔ لیکن ان کی تکفیر کا یہ خطرہ صرف نظریات میں ہی محصور نہ تھا بلکہ انہوں نے اسے عملی طور پر بھی اپنایا۔ پس وہی پہلے لوگ ہیں جنہوں نے مسلمانوں کے آئمہ وخلفاء کو قتل کرنے کا طریقہ ایجاد کیا جیسے کہ انہوں نے امیر المومنین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ وارضاہ وغیرہ کے ساتھ کیا۔

ان کا یہ تکفیری عقیدہ اپنی حدوں سے نکل کر سارے اہل السنۃ کی تکفیر سے بھی گریز نہیں کرتا۔ جنہیں وہ عامۃ النواصب کا نام دیتے ہیں۔ ان کے اہل السنۃ کے انکار کی اصل ان کے دین میں ہے اور وہ اصل ہے امامت اور عصمت یعنی معصومیت۔ ان دو چیزوں پر انہوں نے اپنے اہم ترین خبیث عقائد کی بنیاد رکھی ہے۔ اس معنی کو حقیقت میں تبدیل کرتی ہوئی انکی موجودہ عملی حالت ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جب بھی انہیں غداری اور خیانت کے حالات میسر آئے تو انہوں نے اس منہج کی تطبیق کی اور اسی انحراف کی راہ چل دیئے۔

آج انہوں نے مباح کر لیا ہے... جسے زبانِ سے ادا کرنے کی ضرورت نہیں جبکہ حال خود اسے بیان کرنے کے لیے کافی ہے... خون، اموال اور اہل السنۃ کی عزتوں کو مباح کر لیا گیا ہے اور بعض اوقات انہوں نے اہل السنۃ کے بعض شرکیہ مقبروں کو ضرب لگانے کا بہانا بنا لیا ہے۔ جب یہ بات جاننا چاہیے کہ ان کے ان تمام سرخ منصوبوں کی پلاننگ تو ان کے بڑے امریکہ نے چند میل دور بیٹھ کر کی ہے۔ ان

کے بڑے تو ملک سے باہر بھی متوجہ نہیں ہوئے۔ ان کے یہاں بسنے والے عوام اہل السنۃ کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا۔ لیکن قابض قوتیں جنہوں نے جنابِ علیؓ کے مزعومہ روضہ پر حملہ کیا اور وہاں جیش المہدی کو ذلیل کر کے اسلحہ بھی چھین لیا اور ان کی مقدسات کی بے حرمتی کی اور پھر اسی سلسلہ میں ہادی اور عسکری کے مزاروں پر دھاوا بولا گیا۔ یہ سارا ڈرامہ اس لیے کیا گیا تا کہ اس کا وبال اہل السنۃ پر ڈالا جاسکے اور وہ اپنا حسد و کینہ ظاہر کرنے کا بہانہ تلاش کریں۔

جس بات سے حیرت اور حیرانگی اور بڑھتی ہے وہ یہ کہ یہ وحشی افعال پوری دنیا میں ان کا ہدف کوئی بھی یہودی یا صلیبی نہ تھا بلکہ اس کے برعکس یہ رافضی تو ان کے لیے بہترین مددگار ثابت ہوئے تا کہ مسلمانوں اور اسلام کا خاتمہ کر دیں۔ پس اس سے سارے لوگوں پر ظاہر ہو جانا چاہیے ان کا یہ انقلابی شور محض ان شرکیہ مزاروں کی وجہ سے ہی تھا... یہ شرکیہ تحریک جسے ان کے مجوسی استادوں نے شروع کیا تھا... یہ بہترین دلیل ہے اس بات کی کہ یہ اپنے آئمہ معصومین کی حرمتوں کو اللہ اور اسکے رسول ﷺ اور مسلمانوں کی حرمت پر مقدم رکھتے ہیں جب کافروں کی طرف سے زمین کے کونے کونے میں انکی پامالی کی جاتی ہے۔ انکی غیرت آج کافروں کی طرف سے نبی ﷺ کے کارٹون شائع کرتے وقت نہ جاگی اور نہ ہی ان قابض فوجوں کے خلاف جاگی جنہوں‌اسلام اور اس کے عقیدہ کو تباہ کیا ہے جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ اپنے ائمہ کو کس قدر اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر فضیلت دیتے ہیں۔

اے اہل سنت... جاگ جاؤ... اٹھ کھڑے ہو... تیار ہو جاؤ... آستینوں کے اس رافضی سانپ کو نکالنے کے لیے جو تمہیں ڈنک مار رہا ہے اور تمہیں عراق پر قبضے کے دن سے آج تک دردناک عذاب دے رہا ہے۔ چھوڑ دو یہ جھوٹے نعرے... "گروہ بندی چھوڑنا" اور "وحدتِ وطن"... یہ ایسے نعرے ہیں جو آج تمہیں زیر کرنے اور تمہیں بزدلی پر آمادہ کرنے کے لیے بہانہ بنا لیے گئے ہیں۔ جبکہ تم ہی ان لوگوں کا شکار بنتے ہو جو سب سے پہلے ان لوگوں میں شامل ہوئے جنہوں نے قابض فوج کی مدد کی اور ملک کے اموال لوٹنے اور اس کی املاک کو تباہ کرنے کی سعی کی۔

وہ اس پر ہی نہیں رکے بلکہ انہوں نے اپنے زہریلے منصوبوں کو جاری رکھا اور نیشنل گارڈ، اور پولیس کے یونیفارم پہنے پھر چڑھ آئے اور انہوں نے پھر کتنے ہی جرائم کا ارتکاب کیا... تمہاری صفوں میں فتنہ برپا کیا... مرد قتل کیے، عورتوں کی عصمت دریاں کی... کبھی غاصب قوت کی مدد سے اور کبھی اپنے سرکاری عہدوں کے بل بوتے پر... یہ سارے مناصب جنہیں انہوں نے ڈھال بنالیا ہے جس کے ذریعے وہ تمہیں دردناک عذاب سے دوچار کرتے ہیں... تمہارے بیٹوں کو قتل اور تمہاری عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتے ہیں۔

آج ہم دیکھتے ہیں کہ انہوں نے مشترکہ خبیث منصوبے بنا رکھے ہیں اور اپنے کام کو تقسیم کرلیا ہے۔ پس سیستانی ایرانی غاصبوں کا واعظ کفر وزندقہ کا امام وہ اہل السنۃ پر بلوؤں کے فتوے داغتا ہے۔ اسی طرح حکیم، جعفری اور ان کے چیلے چانٹے بھیڑوں کی کھالیں پہنے ہوئے اور ظاہراً سیاسی عمل کا لباس پہنے ہوئے غاصب فوجوں کے مفادات کا تحفظ کر رہے ہیں۔ جب کہ ان کے یہ سارے کام علاقے میں فارسی رافضی ایرانی اثر ورسوخ بڑھانے کے لیے ہیں۔

اس ڈھال کے پیچھے وہ پچھلے تین سالوں سے معاشرے کے مختلف طبقات کے خلاف نسل کشی کے منظم حملے کر رہے ہیں۔ قتل وغارتگری، داخلی جیل خانے، حسینیات اور بعض جگہیں جہاں وہ اہل السنۃ کو دردناک عذاب سے دوچار کرتے ہیں ان میں خاص طور پر البناءۃ السنیۃ کا گروہ معاشرے میں ان کا خاص ہدف رہا ہے۔ جہاں تک ان کے مزعومہ ”جیش المہدی“ کا تعلق ہے تو اس کی بنیاد خاص طور اس لیے اٹھائی گئی کہ رافضی عقیدہ کا دفاع کیا جائے اور اہل السنۃ کے خاتمہ کے لیے کام کیا جائے۔ اس کو تیار کرنے کا مقصد تھا کہ ایک متبادل قوت تیار کی جائے تاکہ سیاست کے میدان میں رافضی عقیدہ غلبہ وتمکین حاصل کرے۔

جس بات سے ہمیں ان کے گہرے حسد وکینہ کی دلیل ملتی ہے وہ یہ ہے کہ مقتدیٰ الصدر ملعون نے کوفہ میں صلیبیوں کے داخلے کے بعد اپنے لشکر کی تشکیل دیتے ہوئے خطبہ کے دوران کہا ”یہ جیش ان لوگوں کو سزا دینے کے لیے بنایا گیا ہے جنہوں نے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی بیعت سے کنارہ

کیا تھا"... اے میرے مجاہد بھائیو!... اس کلام پر غور کرو جو اس کے منہ سے نکلا ہے قبل اس کے ہمارے اور ان کے درمیان ناطہ ختم ہو۔

آج خبر آئی ہے جس سے ہر عقل مند کے لیے ان کی برائی ظاہر ہو گئی ہے۔ ہر سننے والے اور دیکھنے والے کے لیے ان کی حقیقت واضح ہو گئی... جس سے شک کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی... کیونکہ یہ حسد و کینہ سے بھرے ہوئے لوگ کسی مومن کے معاملے کسی عہد ومیثاق کے پابند نہیں...جو ان کے دلوں میں چھپا ہے وہ اس سے بڑھ کر ہے... جب انہوں نے بغاوت و شقاوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے بوڑھوں، معصوم لوگوں اور عامۃ الناس کو قتل کیا۔ یہ سب کچھ ایک ایسی کارروائی میں کیا گیا جس کی منصوبہ بندی پچھلی راتوں میں کی گئی اور ایک تھوڑے سے وقت میں دو سو کے قریب مساجد پر حملہ کیا گیا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ بزدلانہ عمل پہلے سے طے شدہ تھا اور باقاعدہ مطالعہ کے بعد کیا گیا تھا۔ اللہ فرماتے ہیں:

{وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَن يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهَا ۚ أُولَٰئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَن يَدْخُلُوهَا إِلَّا خَائِفِينَ ۚ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ}

اور اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہو گا جو اللہ کی مساجد سے اور ان کے اندر ذکر اور ان کی خرابی کی سعی کرتا ہے۔ یہ ایسے لوگ ہیں جو مسجد میں نہیں داخل ہوتے مگر خوف کھائے ہوئے ان کے لیے دنیا میں رسوائی اور آخرت میں عذابِ عظیم ہے۔

لیکن وہ کسی حد پر نہ رکے بلکہ انہوں نے ایسے افعال کیے جس سے تاریخ بھی شرما گئی ہے کہ انہوں نے ایسے کفریہ اعمال کیے ہیں اور ان کے ارتکاب کے ساتھ وہ اصلی کافروں سے بھی کئی ہاتھ آگے نکل گئے ہیں۔ جب انہوں قرآنی مصحف پھاڑے اور آیات کو پھاڑ ڈالا اور اللہ کے گھروں میں اسلامی شعائر کا مذاق اڑایا یہاں تک کہ انہوں نے ثابت کر دیا کہ وہی اللہ کے اصل اور حقیقی دشمن ہیں... اللہ انہیں قتل کرے یہ کہاں بھٹکے پھرتے ہیں۔

ہم اسے کہتے ہیں... تو نے حدود کو پھلانگ دیا ہے اور اہل السنۃ کی عزتوں پر حملہ کیا ہے پھر تو نے اس کے بعد بہتان باندھتے ہوئے... جھوٹ بولتے ہوئے اور... حقیقت کو چھپاتے ہوئے بیان دیا کہ تو ان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے اپنے پیرکاروں کو حکم دیا تھا کہ اہل السنۃ کی مساجد کی حفاظت کریں۔ چنانچہ ہم نے تیرے ساتھ لڑائی کے میدان میں داخل ہونا قبول کر لیا ہے اور تیرے چیلوں چانٹوں کے خلاف لڑائی کا ارادہ باندھ لیا ہے لیکن دو شرطوں کے ساتھ جس پر تجھے ضرور عمل کرنا ہو گا۔

☆ پہلی شرط یہ کہ تو اور تیرے چیلے مردوں کی طرح میدان میں اتر آؤ اور اپنا وہ اسلحہ جو تم نے صلیبیوں کو بیچ دیا ہے وہ بھی لے آؤ اس حالت میں کہ تم ذلیل تھے جبکہ اس نے تم سے اپنی شروط بھی منوائیں اور تمہارے گھر میں تمہیں ذلیل کیا اور اس کے فوجیوں کے لشکر نے تمہارے مزعومہ حیدری صحن کو پامال کیا۔

☆ دوسری شرط تیرے جیش سے ہمارے ساتھ لڑائی کے لیے صرف وہ نکلے جس کو اپنے اصلی باپ کا پتہ ہو۔

واللہ غالب علی امرہ ولکن اکثر الناس لایعلمون

والحمد للہ رب العلمین

جمادی الاولیٰ 1427 ہجری

اہلِ علم وایمان کا اجماع

طہران کے مجوسی دین کا انکار

امت کے فتاویٰ کا انحصار اہل السنۃ والجماعۃ پر ہے اور اہل الرآی والحدیث
ہر دو گروہ رافضی مذہب کے رد پر متفق ہیں (ابو المظفر الاسفرایینی)

جمع واعداد
فضیلۃ الشیخ صادق الکرخی (حفظہ اللہ تعالیٰ)
شعبان 1427 ہجری

مجمع الزوائد میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے باسنادٍ حسن مروی ہے ۔وہ کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس تھا اور علی رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے پاس تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

{یاعلی سیکون فی امتی قوم ینتحلون حب اهل البیت، لهم نبذ، یسمون الرافضة، قاتلوهم فانهم المشرکون}

اے علی رضی اللہ عنہ !میری امت میں ایک ایسی قوم ہو گی جو اہلِ بیت سے نسبت کا دعویٰ کرے گی اور وہ علیحدہ ہو جائے گی ان کا نام رافضہ ہو گا، ان سے قتال کرنا کہ بے شک وہ مشرک ہیں۔

انتساب

''عمر بریگیڈ'' کے جری شیر جوانوں کے نام...رافضیوں میں جنابِ امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی سنت پر عمل کرنے والوں کے نام...جب انہوں نے فرمایا...

انی اذا رأیت امراً منکرا اوقدت ناری ودعوت قنبرا

میں جب کوئی منکر امر دیکھتا ہوں تو آگ جلا لیتا ہوں اور قَنبُرؒ کو بلا لیتا ہوں

فہرست اقوال

اسماء الفقہاء

رافضہ کے بارے میں سلف صالحین کے اقوال

١۔ علقمہ کا قول

٢۔ عامر الشعبی کا قول

٣۔ طلحہ بن مصرف کا قول

٤۔ قتادہ بن دعامہ کا قول

٥۔ ابن شہاب الزہری کا قول

٦۔ سفیان الثوری کا قول

٧۔ رقبہ بن مصقلۃ کا قول

٨۔ عاصم الاحول کا قول

٩۔ مسعر بن کدام کا قول

١٠۔ الاعمش کا قول

١١۔ الاوزاعی کا قول

١٢۔ شریک بن عبد اللہ القاضی کا قول

١٣۔ عبد اللہ بن ادریس کا قول

١٤۔ ابی بکر بن عیاش کا قول

۱۵۔عبد الرحمن بن مہدی کا قول

۱۶۔سفیان بن عیینہ کا قول

۱۷۔عبد الرزاق بن ہمام الصنعانی کا قول

۱۸۔محمد بن یوسف الفریابی کا قول

۱۹۔یحییٰ بن معین کا قول

۲۰۔ابی عبید القاسم بن سلام کا قول

۲۱۔أحمد بن یونس کا قول

۲۲۔بشر الحافی کا قول

۲۳۔اسحٰق بن راہویہ کا قول

۲۴۔محمد بن اسماعیل البخاری کا قول

۲۵۔ابی زرعہ الرازی کا قول

۲۶۔ابی سعید عثمان بن سعید الدارمی کا قول

۲۷۔محمد بن الحسین الاٰجری کا قول

۲۸۔ابو بکر بن ہانی کا قول

۲۹۔امیر المومنین علی بن ابی طالب کا قول

۳۰۔حسن بن علی بن ابی طالب کا قول

۳۱۔زین العابدین علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب کا قول

۳۲۔حسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب کا قول

۳۳۔ ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب

۳۴۔ زید بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب کا قول

۳۵۔ عبد اللہ بن حسن بن الحسن بن علی کا قول

۳۶۔ جعفر الصادق بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب کا قول

۳۷۔ عمر بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب کا قول

۳۸۔ عبد اللہ بن الحسن بن حسین کا قول

۳۹۔ عبد اللہ بن الحسین بن حسن کا قول

۴۰۔ الحسن بن زید بن محمد کا قول

۴۱۔ محمد بن زید بن محمد کا قول

حنابلہ کے رافضیوں کے بارے میں اقوال

۴۲۔ امام احمد بن حنبلؒ کا قول

۴۳۔ حرب بن اسماعیل الکرمانی کا قول

۴۴۔ الحسن بن علی البربہاری کا قول

۴۵۔ ابی عبد اللہ ابن بطۃ کا قول

۴۶۔ القاضی اَبی یعلیٰ کا قول

۴۷۔ ابن عقیل کا قول

۴۸۔ اَبی الفرج ابن الجوزی کا قول

۴۹۔ ابی العباس ابن تیمیہ کا قول

مالکیہ کے رافضیوں کے بارے میں اقوال

شافعیہ کے رافضیوں کے بارے میں اقوال

احناف کے رافضیوں کے بارے میں اقوال

۸۲۔ امام ابوحنیفہ کا قول

۸۳۔ القاضی ابویوسف کا قول

۸۴۔ ابی جعفر الطحاوی کا قول

۸۵۔ ابوبکر السرخسی کا قول

۸۶۔ صدر الدین بن ابی العز کا قول

۸۷۔ محمد انور شاہ بن معظم شاہ الکشمیری کا قول

۸۸۔ ابن عابدین کا قول

۸۹۔ نظام الدین الہندی کا قول

۹۰۔ شیخ زادہ کا قول

۹۱۔ عبدالعزیز بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا قول

۹۲۔ ابی المعالی الآلوسی کا قول۔

جب ہم شیعیت کا تذکرہ کرتے ہیں!

جب ہم شیعیت کی بات کرتے ہیں تو ہم بات کرتے ہیں اس شیعیت کی کہ جس نے اہل بیت کی محبت کا لبادہ اوڑھ کر صرف اسے ہی دینِ منزّل بنالیا۔

اس شیعیت کی جس نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے جاں نثار صحابہ میں تفریق ڈال دی اور پھر آپ کے اصحاب میں تفریق کی اور انہیں دو قسموں میں تقسیم کر دیا۔ ایک قسم کو نعوذ باللہ کافر قرار دے دیا اور وہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں اور دوسری قسم کو اس قدر تقدیس دی کہ ان کی عبادت شروع کر دی اور وہ اہلِ بیت رضی اللہ عنہم ہیں۔ پھر انہوں نے آپ کے اہلِ بیت میں تقسیم کی تو آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات امہات المومنین کو اہل بیت سے خارج کر دیا۔ پھر جو باقی بچے ان کو دو قسموں عباسی اور علویوں میں تقسیم کر دیا۔ پھر جب عباسیوں کو انہوں نے کافر قرار دے دیا تو اب علویوں پر پر لوٹے اور انہیں فاطمی، حنفی، بدوی وغیرہ اقسام میں تقسیم کر دیا۔ لیکن انہوں نے یہاں تک ہی اکتفانہ کیا اور اسکے بعد فاطمیوں کو حسنی اور حسینی میں تقسیم کر دیا۔ لیکن تقسیم کی لسٹیں بنانے کا یہ عمل بالکل نہ رکا یہاں تک کہ بنوہاشم کو دین میں کھیل بنالیا گیا اور ایسا اسلام کے ساتھ ان کے اندرونی کینہ وبغض کا مظہر ہے۔ اس کے بعد انہوں نے سوائے نو افراد کے تمام حسینیوں کو کافر قرار دے دیا جن میں ایک موہوم و معدوم ہے۔ آپ سوچتے ہوں گے کہ معاملہ یہیں پر رک گیا۔ قطعاً نہیں بلکہ ان کی زبانوں کا خنجر جنابِ محسنِ انسانیت کی تین پوتر و پاکباز بیٹیوں پر بھی چلا اور انہوں نے کہا کہ وہ آپ کی بیٹیاں ہی نہیں بلکہ آپ کی پہلی بیوی کی ربیبہ تھی جنہیں نکال دیا گیا تھا (نعوذ باللہ) ۔ پس اہلِ بیت میں سے باقی گیارہ گیا۔

شیعیت سے ہماری مراد وہ شیعیت ہے جو نبی کائنات کی تمام احادیث کا رد کرتی ہے۔ اجمالاً و تفصیلاً! اس میں ان کی دلیل یہ ہے کہ یہ ساری احادیث صحابہ کے طریق سے آئی ہیں اور وہ ان کے عرف میں نعوذ باللہ مرتد ہیں اور دین سے خارج ہیں۔ اس کے ساتھ وہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی آیات کی

باطل جھوٹی اور بے بنیاد تأویلات کرتے ہیں اور اسے جھوٹ طور پر سیدنا جعفر بن محمد رحمہ اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ یہ ہے شیعیت بنا کتاب کے بنا سنت کے بنا اصحاب کے...!

وہ شیعیت جو نبی کے جانثار صحابہؓ کی تکفیر کرتی ہے اور ان کے بارے میں بکواس کرتی ہے کہ وہ اہلِ طمع ہیں جن کا مقصد زن زر اور کرسی کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔ وہ شیعیت جو عربوں سے کراہت کرتی ہے اور ان کی طرف ہر عیب کو منسوب کرتی ہے اور وہ قوم جسے اللہ نے اپنے دین کے ابلاغ کے لیے اختیار کیا ان کی طرف اپنی نسبت کرنے سے کتراتی ہے۔

وہ شیعیت جو یہ کہتی ہے کہ عمر الفاروق جیسا بہادر آدمی جس نے کسریٰ کے تکبر کو توڑ ڈالا اور اس کی ناک کو خاک آلود کیا کہ وہ(اللہ کی پناہ) اور ان کی ماں صہصاۃ زانیہ عورت ہے اور یہ کہ علی نے آپ کی بیٹی کے ساتھ متعہ کے تحت زنا کیا اور اس کے ہاں رات بتائی۔ اسی لیے عمر نے انہیں محروم کر دیا۔ وہ شیعیت جو یہ کہتی ہے کہ نبی ﷺ کے خالو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فاتح عراق اور متکبروں کا غرور توڑنے والے وہ "نغل بن سفاح" ہیں بلکہ سارے بنو زہرہ ہی ایسے ہیں۔ وہ شیعیت جو فاتحِ مصر و فلسطین عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم کے بارے میں کہتی ہے وہ بھی زنا کی اولاد ہیں اور عبد اللہ بن زبیر ابن اسماء بنت ابی ابکر ذات النطاقین وبطلۃ الہجرۃ رضی اللہ عنہم، امیر المومنین وخلیفۃ المسلمین سب متعۃ کی اولاد ہیں۔

وہ شیعیت جو یہ کہتی ہے کہ صدیق وفاروق نبی ﷺ کے دونوں خلیفہ منصب، خلافت کے غاصب ہیں اور علی رضی اللہ عنہ نے ان پر یہ احسان کیا کہ وہ ان کے اغتصاب پر خاموش رہے اور انہوں نے غیرت نہ کھائی۔ وہ شیعیت جو نبی کی بیویوں اور امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے بارے میں زبانِ طعن دراز کرتی ہے اور ان پر کفر وفحاشی کے بہتان باندھتی ہے۔ وہ شیعیت جو زنا کو متعہ کے پردے میں جائز قرار دیتی ہے۔

وہ شیعیت جو ہمارے علماء اور فقہائے عظام کا اعتراف بھی نہیں کرتی اور آئمہ اربعہ کی شان میں اور اکابر کی شان میں گستاخیاں کرتی ہے۔ وہ شیعیت جس کے پیروکار اپنی نسبت ایران کے ساتھ کرتے ہیں اور اسی کے ساتھ روزے رکھتے اور عید کرتے ہیں اور اسی کے اوقات کی پابندی کرتے ہیں۔ وہ شیعیت جس کے ہاں کسی کا کوئی وزن نہیں جب تک کہ وہ علی رضی اللہ عنہ کی محبت کے دعویٰ کے ساتھ عمر رضی اللہ عنہ سے دشمنی نہ کرے۔ چاہے وہ سات آسمانوں کے رب کی قسم کھالے کہ وہ علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا ہے لیکن وہ واجب القتل ہے جب وہ عمر رضی اللہ عنہ سے محبت کرے۔ اے سنی کیا تو عمر رضی اللہ عنہ سے محبت نہیں کرتا؟!

وہ شیعیت جو اہلِ بیت کے نام پر درختوں، پتھروں، اور آگ کی تقدیس کرتی ہے۔ وہ شیعیت جس نے اولیاء کے درباروں اور ان پر لگنے والے میلوں کو لوگوں کے اموال بٹورنے کا بہانہ بنالیا اور لوگوں کو عبث میں مبتلا کیا اور ان کی عزتوں سے کھلواڑ کیا۔ وہ شیعیت جو جھوٹ کو واجب قرار دیتی ہے اور نفاق و دھوکے کو ''تقیہ'' کے پردے میں جائز قرار دیتی ہے۔ کوئی شیعہ اپنی زبان سے کہے گا ہمارے درمیان کوئی فرق نہیں ہم تو مختلف فروع کے اور معمولی اختلافِ مذاہب کے لوگ ہیں جبکہ اس کا دل آپ پر لعنت کی تسبیح کر رہا ہوگا اور ایسا یک بھی دے گا جب اسے فرصت ملے گی! وہ شیعیت جو ''قم'' کی ناپاک وغلیظ زمین کو مسلمانوں کا مرکز گردانتی ہے اور اسے ''مقدس'' کا نام دیتی ہے اور کعبہ کی بے حرمتی کرتی ہے جو اس زمین کا سب سے پاک ترین علاقہ ہے۔

وہ شیعیت جو مساجد کو معطل کرتی ہے اور مزاروں اور درباروں کو آباد کرتی ہے اور وہاں عبادت اور ضرار کی مساجد تعمیر کرتی ہے اور مسلمانوں کے درمیان اختلاف کی فصیل کو مزید وسیع کرتی ہے۔ ایسی ہی شیعیت کے بارے میں ہم بیان کرتے ہیں اور ایسی ہی شیعیت کی چیرہ دستوں کا آج ہم شکار ہیں۔

{شیخ المجاہد ابو أنس الشامی الشہید کے لیکچر بعنوان ''شبہ واباطیل'' سے اقتباس}

مقدمہ

بسم اللّٰہ الذی له الحکم والامر کله و الیه المعاد۔ والحمد للّٰہ الذی قدر الافتراق لهذه الامة فرقا فلا تقارب ولا یکاد والصلاة والسلام علی من استثنی من هذه الفرق بالنجاة واحدة ومن عداهم وعاداهم یکاد۔

امابعد...!!!

پچھلے کچھ عرصہ سے مسلمانوں کے درمیان رافضیوں اور مسلمانوں کے اتحاد و اقتراب کی دعوت بڑے زور شور سے دی جارہی ہے جبکہ بہت سے لوگ یہ سمجھتے تھے کہ رافضیت کی دعوت غرق ہوچکی ہے اور اب دوبارہ یہ واپس نہ لوٹے گی۔

لیکن دجلہ وفرات کے ملک میں رافضیوں کا حقیقی چہرا عیاں ہوگیا جبکہ انہوں نے تقیہ کا لباس اتار پھینکا۔

"یہ بات جان لینی چاہیے کہ فقہاء نے "الرافضہ" کی اصطلاح کیوں استعمال کی۔ اس لیے یہ نام صرف لغوی اور تاریخی اعتبار سے ہی نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ ان کے احکام اور معنٰی کو سمجھنا بہت ضروری ہے جس بنا پر انہیں یہ نام دیا گیا امام الشافعی اس کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں (جس نے یہ کہا کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما امام نہیں ہیں تو وہ رافضی ہے { السیر للذہبی فی ترجمہ }۔ امام احمد کہتے ہیں رافضی وہ ہیں جو نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اصحاب پر تبرا کرتے ہیں اور ان کو گالیاں دیتے ہیں اور ان کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں {السنۃ للخلال}۔ الخرشی کہتے ہیں یہ لقب ہر اس شخص کے لیے استعمال کیا گیا ہے جس نے دین میں غلو کیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان میں طعن کو جائز قرار دیا {شرح مختصر خلیل}۔

الکرمانی بیان کرتے ہیں اہلِ علم واثر اور اہل السنۃ کا اجماع ہے کہ جس نے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے اصحاب کو گالی دی یا کسی ایک کو گالی دی یا ان کی شان میں گستاخی کی یا ان پر طعن کیا یا ان کی عیب جوئی کی یا کسی ایک میں عیب لگایا تو وہ ''رافضی'' ہے۔

لیکن رافضیوں اور مسلمانوں کے ساتھ اتحاد کی یہ دعوت آخر میں کانفرنسوں اور کتابوں کی شکل اختیار کر گئی جس میں اس دعوت کے تمام داعیوں نے ایک ہی کوشش کی کہ مسلمانوں اور رافضیوں کے دین میں کوئی فرق نہیں ہے اور یہ کہ جو کوئی ان دو گروہوں میں تفریق کی کوششیں کرتا ہے وہ مسلمانوں کی جماعت میں تفریق کرنے والا ''تکفیری'' ہے...اور اس طرح بہت سے القاب جو اس دعوت کے داعی اپنے مخالفین کو دیتے ہیں۔

لیکن جو گروہ اس دعوت کے لیے سب سے زیادہ پیچ و تاب کھاتا ہے، وہ اسلام کی طرف منسوب ہے اور حقیقت میں ''العلمانیہ'' کا گروہ ہے...میری مراد جماعۃ الاخوان ہے اپنی تمام مصری، سعودی اور شامی شاخوں سمیت!

''اسلام کا مطلب ہے تمام تر امور میں کتاب و سنت کی نصوص کے آگے جھکنا یہ کہ آدمی اپنی ساری زندگی میں اس رستے پر چلے جو شارع نے اس کے لیے وضع کیا ہے اور یہ اعتقاد رکھے کہ ساری مصلحت شریعت میں ہی ہے۔ لیکن علمانیہ یہ ہے کہ دنیا کی زندگی کو دین اور نصوص سے علیحدہ کر دیا جائے۔ پس اگر کہیں کوئی مصلحت دینی نص کے ساتھ متعارض ہو جائے تو مصلحت کو مقدم کر دیا جائے۔ پس ہر وہ شخص جس کا منہج یہ ہے کہ وہ مصلحت کو نصِ شرعی پر مقدم رکھتا ہے تو وہ ''علمانی'' ہے چاہے وہ جو مرضی اسلامی نام رکھ لے کیونکہ اعتبارِ حقائق کا ہے نہ کہ ناموں کا''۔

عام لوگوں میں فریب کاری اور تلبیس سے کام لیتے ہوئے اس دعوت کے داعی یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی یہی سوچ صحیح اسلامی فکر کی عکاس ہے جس پر کہ جمہور فقہاء گامزن تھے۔

پس انہی میں سے ایک ہے فیصل مولوی۔ وہ کہتا ہے کہ جمہور کے کبار علماء کا ماضی و حاضر میں اس بات پر اتفاق ہے کہ شیعہ اثنا عشریہ مسلمان ہیں اور اہلِ قبلہ میں سے ہے اور کسی بھی محقق عالم نے اس کا انکار نہیں کیا۔

''اس کے رد میں شیخ ابنِ جبرینؒ کا فتویٰ ''حزب اللات'' کی مناصرت کے حکم میں موجود ہے''۔

ایک دوسرا اخوانی عالم اور وہ ہے یوسف القرضاوی۔ وہ کہتا ہے کہ مسلمانوں اور رافضیوں کے درمیان قربت کی دعوت کے مخالفین جو ان کی حقیقت کو واضح کرتے ہیں کہ یہ مخالف دعوت ہے ،خبیث دعوے ہیں جنہیں گمراہ لوگ اچھالتے ہیں اور گمراہ لوگ یہاں بھی ہیں اور وہاں بھی ہیں... جن کی اپنی اغراض ہیں اور وہ دھوکہ میں مبتلاء ہیں۔

'' یہ بیان بتاریخ جولائی 2006 میں اس ادارہ سے صادر ہوا جسے وہ ''الاتحاد العالمی لعلماء المسلمین'' کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ یہ کوئی جدید بات نہیں ہے بلکہ الاخوان کے مئوسس حسن البناؒ خود کہتے ہیں'' یہ بات جان لو کہ اہل السنۃ اور شیعہ دونوں مسلمان ہیں اور انہیں کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ جمع کرتا ہے اور یہی عقیدہ کی اصل ہے اور اس میں اہلِ سنت اور شیعہ برابر ہیں۔ یہ تو ملنے کی بات ہے اور جہاں تک اختلاف کی بات ہے تو وہ ایسے امور ہیں کہ جس میں تقریب ممکن ہے! (بحوالہ ذکریات لا مذکرات للتلمسانی)''۔

اس رسالہ میں ہم مسلمان فقہاء کے موقف پر روشنی ڈالیں گے اور دیکھیں گے کہ حقیقت میں رافضیوں کے بارے میں ان کا کیا موقف ہے تاکہ ہم جان سکیں کہ قربت کی دعوت کو رواج دینے کی حقیقت کیا ہے!

اس رسالہ میں میں نے رافضیوں کے بارے میں نوے سے اوپر فقہاء کے اقوال نقل کیے ہیں جو مختلف اسلامی فقہی مذاہب سے تعلق رکھتے ہیں۔

''میں نے اس کے ساتھ ان فقہاء کا مختصر تعارف بھی ذکر کر دیا ہے تاکہ پڑھنے والا ان کی قدر و قیمت جان لے اور یہ بات بھی جان لے کہ ان کی مخالفت وہ لوگ کر رہے ہیں جو اپنی نسبت علم کے ساتھ رکھتے ہیں۔ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ لوگ چھوٹے ہیں کہ ان فقہاء کے چھوٹے سے شاگرد کی طرح بھی نہیں بلکہ وہ تو ان کے حلقات میں بیٹھنے کے بھی اہل نہیں۔ یہ کہا گیا ہے کہ {ان هذا العلم دين فانظروا عمن تأخذون دينكم} یہ علم دین ہے پس تم دیکھو کہ کس سے اسے حاصل کر رہے ہو''۔

اس کے ساتھ متعدد تاریخی وقائع کا ذکر بھی کیا ہے جو مسلمانوں کے موقف کو واضح کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں { وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا } اور جو کوئی رسول اکی راہ کو چھوڑتا ہے بعد اس کے اس کے سامنے ہدایت واضح ہو گئی اور غیر مومنین کی راہ چلتا ہے تو ہم اسے اسی راہ والا بنادیں گے اور جہنم میں پہنچا دیں گے اور وہ کیا ہی برا ٹھکانا ہے {النساء 115 }۔

صادق الکُرخی (حفظہ اللہ تعالیٰ)

الفصل (ا)

وہ اقوال جن میں اجماع نقل کیا گیا ہے رافضیوں کے کافر ہونے پر!!!

یہ اجماع ہے !... شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ ان کے ساتھ قتال کے حکم کی بحث کرنے کے بعد طائفہ مُمتَنِعہ (جیسے کہ ان کا حال آج عراق میں ہے) کے متعلق کہتے ہیں کہ ان کے ساتھ قتال کا وجوب روایت کیا گیا ہے۔ لیکن ان کے کسی ایک آدمی کا قتل جو اختیار میں ہو اس میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔ اسی طرح ان کی تکفیر و تخلید میں بھی علماء کے دو مشہور اقوال ہیں اور اس کے بارے میں امام احمد سے دو روایتیں ہیں۔ پھر کہتے ہیں صحیح بات یہ ہے جس کو جاننا چاہیے کہ یہ (شیعیت) رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کی مخالفت سے عبارت ہے اور یہ "کفر" ہے۔ اسی طرح ان کے افعال کافروں کے کفریہ افعال کی جنس سے ہیں اور وہ بھی کفر ہے۔ لیکن کسی ایک معین شخص کی تکفیر و تخلید کفر کے ثبوت کے ساتھ مشروط ہے۔ کیونکہ ہم نصوصِ وعد و وعید، تکفیر و تفسیق کو مطلقاً بیان کرتے ہیں اور کسی معین کو اس عام کے حکم میں داخل نہیں کر سکتے یہاں تک کہ کوئی دلیل اس کے متعارض قائم نہ ہو (بحوالہ مجموع الفتاویٰ مسئلہ فی الرافضہ الامامیہ)۔

عبد القادر بن عبد العزیز "الجامع" میں رافضیوں کی گمراہیوں کے متعلق بحث کے بعد لکھتے ہیں" لیکن اس کے ساتھ کسی نے بھی متعین طور پر رافضیوں کی تکفیر کے بارے میں نہیں کہا بلکہ یہ قول پچھلے سالوں سے بعض سیاسی اسباب کے تحت پھیل گیا ہے جب 1399 میں ایران میں شیعہ حکومت قائم ہوئی تو پٹرول پیدا کرنے والی کمزور عرب ریاستیں رعب میں آگئیں اور ہر اس شخص کی حوصلہ افزائی کی گئی جو شیعہ کے خلاف کچھ بھی لکھتا تھا تو بعض لوگوں نے انہیں کافر قرار دے دیا تو یہ اہل السنۃ کا قول نہیں۔ پھر اس کے بعد جناب کہتے ہیں کہ یہ بات جاننی چاہیے کہ کفر کفر ہی ہے اور جس بات پر ایک رافضی کی تکفیر کی جاتی ہے اسی پر ایک سنی کی بھی کی جاتی ہے لیکن سارے فرقوں میں شیعہ کو خاص کر لیا گیا ہے اور اس میں لکھے گئے مقالات جن میں تکفیر واضح ہے بہت پھیل گئے ہیں۔

اور صحیحین میں... ابراہیم التیمی سے روایت ہے وہ روایت کرتے ہیں اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں علی بن ابی طالب نے خطبہ دیا تو کہنے لگے کہ جو شخص یہ زعم رکھتا ہے کہ ہمارے پاس کوئی چیز ہے جسے ہم پڑھتے ہیں اور وہ اللہ کی کتاب میں نہیں وہ یہ صحیفہ ہے اور یہ کہ ایسا صحیفہ ان کی تلوار کے ساتھ معلق ہوتا ہے جس میں اونٹ کے دانتوں اور زخموں سے متعلق احکامات ہیں تو ایسا شخص جھوٹ بولتا ہے۔ یہ حدیث صحیحین وغیرہما میں جنابِ علی رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے اور یہ رافضی فرقہ پر رد ہے جو یہ گمان کرتا ہے کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے علی رضی اللہ عنہ کے حق میں خلافت کی وصیت کی تھی۔ لیکن اگر معاملہ ایسا ہی ہوتا جیسا کہ وہ زعم رکھتے ہیں تو اس بات کو کوئی بھی صحابی رد نہ کرتا کیونکہ صحابہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی زندگی میں اور آپ کی وفات کے بعد بھی سب سے زیادہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اطاعت کرنے والے تھے۔ اور یہ ممکن نہ تھا کہ وہ ایسی چیز کو مقدم کرتے یا ایسی چیز کو مؤخر کرتے جسے بغیر نص کے مقدم یا مؤخر کرنا جائز نہ تھا۔ حاشا وکلا جو کوئی صحابہ سے ایسا گمان رکھتا ہے اور نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ معاندانہ رویہ رکھتے ہوئے ان کی طرف فسق وفجور کو منسوب کرتا ہے۔ پس جو کوئی لوگوں میں سے اس حال پر پہنچ گیا ہے تو وہ اسلام کے دائرہ سے خارج ہو گیا ہے اور امت کے آئمہ اعلام کے اجماع کے ساتھ کافر ہے اور اس کا خون بہانا زیادہ حلال ہے بنسبت شراب بہانے کے۔ (۱۹۔۲۰)۔

اس کے بعد ذیل میں ہم ان اقوال کا ذکر کریں گے جنہوں نے اس اجماع کی طرف اشارہ کیا ہے۔

الفصل (۲)

وہ اقوال جن میں اجمالی طور پر فقہاء کے احکام ہیں رافضیوں کے متعلق

(۱) قاضی ابو یعلیٰ (۲۸) کہتے ہیں کوفہ کے فقہاء کے ایک گروہ نے صحابہؓ کو گالی دینے والے کے قتل کا اور رافضیوں کے کافر ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔ (۲۹)

(۲) تقی الدین السبکی (۲۹) کہتے ہیں کہ میں نے کتبِ حنفیہ میں ''الفتاویٰ البدیعیہ'' کو دیکھا اور اس میں ''قسم الرافضة الی کفار وغیرهم'' میں اور ان کے بعض اختلافات کے متعلق جانا اور ان لوگوں کے بارے میں جو ابو بکرؓ و عمرؓ کی امامت کا انکار کرتے ہیں اور صحیح بات یہ ہے کہ ایسا شخص کافر ہے۔ اسی طرح میں نے ''المحیط'' جو کتبِ حنفیہ میں سے ہے اور اس میں امام محمد سے مروی ہے کہ رافضی کے پیچھے نماز جائز نہیں کیونکہ انہوں نے ابو بکرؓ کی خلافت کا انکار کیا جبکہ تمام صحابہؓ کا انکی خلافت پر اجماع ہے۔ اسی طرح ان کی کتبِ اصول ''الخلاصہ''میں ہے کہ اگر وہ صدیقؓ کی خلافت کا انکار کرے تو وہ کافر ہے اور اسی طرح ''تتمة الفتاویٰ''میں ہے کہ وہ غالی رافضی جو ابو بکر کی خلافت کا انکار کرے اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ ''الغایۃ للسروجیؒ میں اور ''المرغینانی''میں ہے کہ صاحب ہویٰ اور بدعتی کے پیچھے نماز مکروہ ہے اور رافضی کے پیچھے ناجائز۔ پھر انہوں نے کہا کہ اس کا حاصل یہ ہے ایسا شخص صاحبِ ہویٰ جو موجبِ کفر ہو تو اس کے پیچھے جائز نہیں لیکن اگر ایسا نہیں تو کراہت کے ساتھ جائز ہے۔ شرح المختار للابن بلدجی من الحنفیہ میں ہے اور صحابہ میں سے کسی ایک کو گالی دینا اور اس سے بغض رکھنا کفر نہیں ہے لیکن گمراہی ہے کیونکہ علیؓ نے اپنے گالی دینے والے کو کافر نہیں گردانا یہاں تک کہ اسے قتل نہ کیا اور ''الفتاویٰ البدیعیہ'' جو کتبِ حنفیہ میں سے ہے اس میں ہے کہ جس نے ابو بکر الصدیقؓ کی امامت کا انکار کیا تو وہ کافر ہے اور بعض نے کہا وہ بدعتی ہے لیکن صحیح بات یہ ہے کہ وہ کافر ہے اور یہ بھی کہا کہ کہنے والے یہ بھی کہتے ہیں کہ صحابہ کو گالی دینے والا کافر نہیں بلکہ وہ فاسق ہیں۔

اسی طرح انہوں نے کہا کہ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ابو بکر صدیقؓ کو گالی دینا مذہبِ ابو حنیفہؒ کے مطابق اور ایک روایت میں شافعیہ کے مطابق کفر ہے اور جہاں تک امام مالک کا تعلق ہے تو یہ مشہور ہے کہ انہوں نے ایسے شخص کے لیے کوڑوں کی سزا مقرر کی ہے۔ جو اس بات کی متقاضی ہے کہ یہ کفر نہیں لیکن میں نے ان کے ہاں اس کا خلاف نہیں پایا۔ خوارج کے مسئلہ میں انہوں نے کہا کہ وہ کافر ہیں۔ پس مسئلہ ان کے نزدیک دو حالتوں پر ہے۔ کہ اگر وہ صرف گالی دینے تک رہے بنا تکفیر کیے تو اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی لیکن اگر وہ تکفیر کرے تو اس کی تکفیر کی جائے گی کہ وہ رافضی ہے (۳۱)۔ اللہ کی اس پر لعنت ہو کہ اس نے تکفیر میں زیادتی کی تو ایسا شخص امام مالکؒ، امام ابو حنیفہؒ اور ایک جہت میں شافعیہ کے نزدیک کافر ہے اور امام احمد کے نزدیک زندیق ہے (۳۳)۔

(۳) جلال الدین السیوطی کہتے ہیں کہ یہ بات جان لو کہ شیخینؓ کو گالی دینے والے کا حکم ہمارے اصحاب (۳۴) کے نزدیک دو جہتوں پر ہے۔ اسے قاضی الحسین (۳۵) وغیرہ نے بیان کیا ہے۔ ایک یہ ہے کہ ایسا شخص کافر ہے اور اس پر جزم کیا ہے المحاملی نے ''اللباب'' میں کہ وہ فاسق ہے اور اسی پر اصحاب کا فتویٰ ہے اور جو کوئی اپنی بدعت کے سبب کافر نہیں ٹھہرتا تو اس کی حالت دو احوال سے خارج نہیں یا کفر یا فسق (۳۶)۔

(۴) ابو المعالی الآلوسی (۳۷) کہتے ہیں ان سے (۳۸) اور سارے ائمۃ اہل السنۃ سے ثابت بات یہ ہے کہ اہلِ قبلہ کی تکفیر نہیں کی جائے گی جب تک ان سے کسی ایسی بات کا صدور ثابت نہ ہو جس کی معرفت دین میں ضرورت کے ساتھ ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو اس پر کفر کا حکم لگایا جائے گا جیسے کہ غالی شیعہ... قرامطہ رافضی فرقہ اور اثنا عشریہ وغیرہ۔ پس ماوراء النہر کے اکثر علماء نے انہیں کافر قرار دیا ہے (۳۹) اور انہوں نے ان کے اموال، خون اور ان کی عورتوں کو مباح قرار دیا ہے اس سبب کہ وہ صحابہ کو گالی دیتے ہیں خاص طور پر شیخینؓ کو جبکہ وہ دونوں نبی علیہ السلام کی آنکھوں کے تارے اور آپ کے کان تھے۔ پھر وہ صدیقؓ کی خلافت کی صحت سے انکار کرتے ہیں اور اس کے ساتھ وہ علی رضی اللہ عنہ کو تمام فرشتوں اور تمام اولی العزم پیغمبروں پر فضیلت دیتے ہیں اور ان میں سے وہ بھی جو

انہیں نبی علیہ السلام کے علاوہ ہر ایک پر فضیلت دیتے ہیں اور قرآن کے کامل ہونے کا انکار کرتے ہیں اور اس کے علاوہ ان کی کئی ذلالتیں ہیں(۴۰)۔

(۵)ابو الثناء الآلوسی کہتے ہیں کہ قاضی حسین اس طرف گئے ہیں کہ شیخین کو گالی دینا کفر ہے چاہے اس میں تکفیر نہ ہو۔ یہی مذہب اختیار کیا ہے اکثر حنفیہ نے اور شافعیہ کا صحیح مذہب بھی یہی ہے کہ گالی ایسی جس میں صحابہ کی تکفیر ہو وہ کفر ہے۔ پس یہ ایسی گالی ہے جسے ہمارے زمانے کے شیعوں نے اختیار کر رکھا ہے۔ اس پر کسی کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ ان کے کفر میں شک کرے اس بنا پر صحابہ کو گالی دینے میں کفر ہے یا نہیں۔ ان سے بغض رکھنا وہ بھی کفر ہے جیسے کہ امام طحاوی نے اسکی تصریح کی ہے اور ''الانوار''میں ہے۔ کہ اگر کوئی کسی ایک صحابی کو ایذا دینے کو حلال جانتا ہے وہ بھی کفر ہے اور ''الاعلام''میں ہے کہ غیر صحابہؓ یعنی عام مسلمانوں کو ایذا دینا جائز قرار دینا ہی کفر ہے تو صحابہؓ کے بارے میں کسی کا کیا خیال ہے؟۔ ''البزازیۃ''میں ہے کہ جس نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا انکار کیا تو وہ صحیح مذہب کے مطابق کافر ہے اور جو عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا انکار کرے تو فی الاصح کافر ہے۔

فتاویٰ تاتارخانیہ میں بھی ایسے ہی ہے۔ اسی طرح کتاب ''الغُنیۃ''جو شیخ عبد القادر جیلانی کی طرف منسوب ہے اس میں شیخ نے رافضیوں کے مشابہ مسئلہ بیان کیا ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ان کیساتھ یہودیوں اور عیسائیوں کا معاملہ کرے۔ پس وہ بھی ان کے کفر میں ظاہر نظر آتے ہیں(۴۱)۔

اور انہوں نے کہا کیونکہ یہ مخلوق کے سب سے بد عقیدہ لوگ ہیں اور سب سے زیادہ گستاخ اور سب سے زیادہ گمراہ ہیں... انہوں نے ''تبصرۃ الحقائق''میں لکھا کہ ان کے کفر میں شک کرنے والا... یعنی اگر اسے یہ شک ہو کہ کیا یہ قول فاسد ہے یا نہیں ایسا شخص بھی کافر ہے لیکن اگر یہ معلوم ہو جائے کہ ایسا قول گمراہی اور بدعت ہے اور اس کا کفر ہونا مشکوک ہو تو اس میں اختلاف ہے۔ ان میں بعض نے شیعہ کے کفر کا حکم لگایا ہے اور ان کے علاقوں کو ''دارالحرب''قرار دیا ہے۔ ان میں متأخرین کی ایک جماعت جیسے کہ علامہ ابن کمال، شیخ الاسلام ابو السعود وغیرہ شامل ہیں(۴۲)۔

(٦)زین العابدین بن یوسف الکردی(٤٣) کہتے ہیں علماء کے ان تکفیری فتاویٰ کے ذکر میں کہ تحقیق امام مالک اور امام الشافعی نے اس کا فتویٰ دیا اور بہت سے ائمہ مسلمین نے ان کی موافقت کی۔ قاضی عیاض نے امام مالک سے ان کی سزا کی کیفیت کے بارے میں نقل کیا... شیخ طاہر بخاری امام ابو حنیفہ کے کبار اصحاب میں سے ہیں، انہوں نے ''الخلاصہ ''میں کہا کہ رافضی اگر شیخین کو گالی دے اور ان پر لعن طعن کرے تووہ کافر ہے۔ اسی طرح النوع الثالث من الفصل الثالث ''کتاب الاسلام والکفر'' میں ہے کہ جب وہ نبی علیہ السلام کی کسی حدیث کے ساتھ مذاق کرے تووہ بھی کافر ہے... انتہیٰ۔

ان گمراہ لوگوں نے کتنے ہی احادیث کے دیوان جلادیئے ان کی توہین اور ان کا مذاق اڑاتے ہوئے جیسے کہ بہت سے لوگوں نے خود اس کا مشاہدہ کیا۔ امام فخر الاسلام البزدوی اپنے اصول میں لکھتے ہیں کہ قاضی ابو یوسف سے یہ ثابت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ سے مسئلہ خلق قرآن میں چھ ماہ مناظرہ کیا اور میری اور انکی رائے متفق تھی کہ جو کوئی کہے کہ قرآن مخلوق ہے وہ کافر ہے اور یہی بات امام محمد سے بھی ثابت ہے۔ پس یہ بھی (خلقِ قرآن) ان گمراہ لوگوں میں واضح ہے کیونکہ یہ معتزلہ کے ساتھ قرآن کے مخلوق ہونے پر اتفاق کرتے ہیں بسبب اس ثبوت کے جو ہماری اور ان کی کتابوں میں مذکور ہے۔ امام الرازی نے اپنی تفسیر میں ان کے کفر کا قول نقل کیا ہے۔

انہوں نے کہا کہ جن علماء نے ان کی صریح تکفیر کی ہے ان میں العالم الزاہد المحقق المدقق مفتی الثقلین استاذ الفریقین ابو السعود قدس اللہ سرہ بھی ہیں اور ان میں العالم الفاضل المدقق الحافل المولیٰ جلال الدین الدوانی اپنے کمال علم کے ساتھ ان گمراہوں کی معرفت رکھتے تھے۔ اسی طرح الفاضل الکامل المولیٰ عصام الدین الاسفر ایینی جو ان کے ساتھ اکثر مناظرے کرتے تھے اور انہیں میں العالم الزاہد المولیٰ الصالح الہکاری بھی تھے۔ اسی طرح محققِ کامل مولیٰ محمد البرقلعی، فقیہ کامل یوسف البرسغی صاحبِ کتاب ''الدلائل والمسائل ''اور انہیں میں ماہر مولیٰ حسین الشفیکی صاحب الفضائل الجلیۃ والمقامات السنیۃ اور ان کے بعد کے بہت بڑے بڑے علماء شامل ہیں۔ ان میں بعض ایسے ہیں جو اجتہاد

کے درجہ وسطیٰ کو پہنچے ہوئے ہیں اور ان میں سے ایسے بھی ہیں جنہوں نے یہ فتویٰ دیا کہ ان کے علاقے دار الحرب ہیں یعنی ایسے علاقے جہاں جھگڑا یا لڑائی جاری ہو۔

(۷) فخر الدین رازی کہتے ہیں (۴۵) کہ اشعری تین وجوہ کی بنا پر رافضیوں کو کافر قرار دیتے ہیں...

(ا) پہلی یہ کہ انہوں نے مسلمانوں کے سرداروں کو کافر قرار دیا۔ پس جو کوئی کسی مسلمان کو کافر قرار دے وہ کافر ہے کیونکہ آپ علیہ السلام کی حدیث ہے کہ جس کسی نے اپنے مسلمان بھائی سے کہا اے کافر تو دونوں میں ایک اس کا حق دار ہو جاتا ہے۔ پس ان کی تکفیر واجب ہے۔

(ب) پھر انہوں نے ایک ایسی قوم کی تکفیر کی ہے کہ جس کے بارے میں جناب رسالت مآب ﷺ سے تعریف و تعظیم کی نصوص وارد ہیں۔ پس ان کا صحابہ کو کافر قرار دینا نبی ﷺ کی تکذیب ہے۔

(ج) تیسری بات، امت کا اجماع ہے کہ جس نے صحابہ کو کافر کہا وہ کافر ہے (۴۶)۔

ابن عابدین (۴۷) کہتے ہیں خلافتِ عثمانیہ کے اکثر علماء اسلام شیعہ مذکورین کے بارے میں فتویٰ دیتے ہوئے کہتے ہیں اور انہوں نے اس میں بہت بحث کی اور بہت سی تصانیف اور رسالے لکھے (۴۸)۔ اس قسم کے فتویٰ دینے والوں میں المحقق المفسر ابو السعود آفندی العمادی شامل ہیں۔ ان کی عبارتوں کو علامہ الکواکبی الحلبی نے شرح منظومہ الفقہیۃ المسماۃ ''الفرائد السنیۃ'' میں ذکر کیا ہے (۴۹)۔

تراجم وحوالہ جات

ابوزرعہ...

☆ امام الذہبی کہتے ہیں الامام سید الحفاظ عبد اللہ بن عبد الکریم بن یزید بن فروخ محدث الری۔ یہ 200 ہجری میں پیدا ہوئے امام احمد ان کے بارے میں کہتے ہیں کہ اس نوجوان نے چھ ہزار احادیث حفظ کی ہیں۔ آپ 264 ہجری میں فوت ہوئے۔

ابوحاتم...

☆ امام الذہبی کہتے ہیں محمد بن ادریس بن المنذر، الامام، الحافظ، الناقد، شیخ المحدثین، الحنظلی، الغطفانی...وہ علم کا سمندر تھے انہوں نے علم کی تلاش میں ملکوں کا طواف کیا اور متن واسناد، جمع وتصنیف ،جرح وتعدیل اور صحیح وعلل میں بہت مہارت حاصل کی۔ 195 ہجری میں پیدا ہوئے۔ خطیب ان کے بارے میں کہتے ہیں ابوحاتم ثابت ائمہ حفاظ میں سے ایک تھے۔ آپ کی وفات 277 ہجری میں ہوئی۔

☆ الرازی کہتے ہیں کہ ہم نے تمام شہروں میں علماء کو... حجاز، عراق، شام اور یمن میں اس حال پر پایا کہ ان کا مذہب یہ تھا کہ رافضیوں نے اسلام کا رفض یعنی انکار کر دیا ہے۔

☆ اسے اللالکائی نے "شرح اصول الاعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ" میں نقل کیا امامین ابوزرعہ اور ابوحاتم کے عقیدہ کے تذکرہ میں۔

ابن حزم الظاہری...

(۱۴)امام الذہبی کہتے ہیں امام الاوحد، البحر، ذوالفنون والمعارف، ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم الفارسی الاصل ثم الاندلسی، القرطبی... فقیہ، حافظ، المتکلم، الادیب، الوزیر، الظاہری، صاحبِ تصانیف، ان کو بہت زیادہ ذکاوت وفہم عطاء کی گئی اور آپ کی نفیس کتب بہت زیادہ ہیں۔ 384 ہجری میں

پیدا ہوئے۔ العز بن عبد السلام کہتے ہیں میں نے اسلامی کتب میں ابنِ حزم کی المحلیٰ جیسی کتاب نہیں دیکھی۔ آپ 456 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۱۴) کہتے ہیں کہ "مسلمانوں کی طرف نسبت رکھنے والے کسی دو فرقوں میں اختلاف نہیں کہ ہم تلاوت کیے جانے والے قرآن سے اخذ کریں لیکن اس میں اختلاف کرنے والے غالی شیعہ کی قوم ہے اور وہ اس کے ساتھ کافر ہیں اور تمام اہلِ اسلام کے نزدیک مشرک ہیں۔

(۱۵) الاحکام فی فصول الاحکام۔ الباب العاشر فی الاخذ بموجب القرآن۔

ابو سعد السمعانی...

(۱۶) الذہبی کہتے ہیں الامام الحافظ الکبیر، الاوحد، ثقہ، محدث خراسان، ابو سعد عبد الکریم... التمیمی السمعانی الخراسانی المروزی صاحب مصنفاتِ کثیرہ۔ 506 ہجری میں پیدا ہوئے۔ ابن النجار کہتے ہیں کہ میں نے ایک مشہور عالم سے سنا کہ ابو سعد کے اساتذہ کی تعداد سات ہزار شیوخ تھی۔ آپ 562 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۱۷) کہتے ہیں کہ امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ امامیہ کافر ہیں کیونکہ وہ صحابہ کے گمراہ ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں اور ان کے اجماع کا انکار کرتے ہیں اور ان کی طرف ایسی باتوں کی نسبت کرتے ہیں جو کسی صورت ان کے لائق نہیں۔

(۱۸) الانساب؛ باب الزای والیاء۔ الزیدی۔

ابن کثیر کہتے ہیں...

(۱۹) ابن قاضی شہبۃ کہتے ہیں (اسماعیل بن کثیر بن ضوء القرشی البصروی الدمشقی، حافظ ابو الحجاج المزی کے ساتھ ان کی نسبت تھی۔ ان کا لزوم اختیار کیا اور ان سے اخذ کیا اور علم حدیث سیکھا اور بہت کچھ ابنِ تیمیہ سے حاصل کیا اور بہت سے مشایخ کو سنا۔ امام الذہبی کی وفات کے بعد "ام الصالح" کے شیخ بنے سبکی کی موت کے بعد "دارالحدیث الاشرفیہ" کے شیخ بنے تھوڑی مدت کے لیے...وہ ابن تیمیہ کی

آراء کی بہت پیروی کرتے اور ان سے خاص تعلق رکھتے تھے اور اس کے باعث انہیں بہت اذیت سے بھی دوچار ہونا پڑا۔ 701 ہجری میں پیدا ہوئے۔ ان کے بارے میں ان کے شیخ الذہبی کہتے ہیں فقیہ، متفنن، محدث متقن ومفسر نقال اور ان کی کئی تصانیف ہیں۔774 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۲۰) یہاں المدام کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کا معنی ہے شراب۔

(۲۱) بحوالہ البدایۃ والنہایۃ قصۃ سقیفہ بنی ساعدۃ۔

ملا علی القاری...

(۲۲) الشوکانی کہتے ہیں الشیخ ملا علی قاری بن سلطان بن محمد الہروی الحنفی۔ ہرات میں پیدا ہوئے اور مکہ کا سفر کیا اور وہی پہ سکونت اختیار کرلی اور وہاں محققین کی ایک جماعت سے اخذ کیا جیسے کہ ابن الحجر الہیتمی۔ العصامی کہتے ہیں کہ وہ نقلی وعقلی علوم کے جامع تھے اور نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کی سنت کی بہت پیروی کرنے والے تھے۔ مشہور جماہیر میں سے ہیں اولی الحفظ والافہام ہیں۔1014 میں فوت ہوئے۔

کہتے ہیں...ہمارے زمانے میں رافضی خارجی ہیں کیونکہ وہ اکثر صحابہ کے کافر ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں تمام اہل السنۃ کے علاوہ، پس وہ بالاجماع کافر ہیں اور اس میں کوئی نزاع نہیں۔

(۲۳) مرقاۃ المفاتیح میں حدیث ہے {ایما رجل قال لاخیہ کافر فقد باء بھا احدھما} جو کئی بھی اپنے کسی بھائی کو کافر کہتا تو وہ ایک کو اس کا حق دار بنا دیتی ہے۔

ابو السعود العمادی...

(۲۳) ابو السعود محمد بن محمد بن مصطفیٰ العمادی ترک عالم ہیں جنہوں نے عربیت اختیار کر لی۔ قسطنطنیہ کے قریب898ہجری میں پیدا ہوئے درس وتدریس کا سلسلہ مختلف ممالک میں طے کیا بروسہ شہر میں اور اس کے بعد قسطنطنیہ میں قضاء کے عہدہ پر فائز رہے اور انہیں افتاء کا عہدہ بھی دیا گیا۔ بنی عثمان کے سلاطین کے ہاں ان کی بہت ہیبت تھی982ہجری میں فوت ہوئے۔

کہتے ہیں کئی زمانوں کے علماء ان کے قتل کے مباح ہونے پر مجتمع ہیں اور جو کوئی ان کے کافر ہونے میں شک کرے وہ کافر ہے۔

(۲۴) یعنی امام ابو حنیفہ نعمانؒ بن ثابت۔

(۲۵) اور سفیان الثوری اور الاوزاعی کے نزدیک اگر وہ توبہ کر لیں اور اپنے کفر سے رجوع کر لیں تو وہ قتل ہونے سے بچ جائیں گے اور ان کے لیے معافی کی امید ہے جیسے کہ سارے کافروں کے لیے ہے۔ جب کہ امام مالک، امام الشافعی، امام احمد بن حنبل، لیث بن سعد اور تمام علماء عظام کے نزدیک ان کی توبہ قبول نہیں بلکہ وہ بطور حد قتل کر دیئے جائیں گے۔

(۲۵) العقود الدریہ فی الفتاویٰ الحمدانیہ لابن عابدین باب؛ الردۃ والتعزیر۔

ابو الثناء الاٰلوسی...

(۲۶) ابو الثناء شہاب الدین محمود الاٰلوسی۔ الانبار کی ایک بستی کی طرف یہ نسبت ہے۔ البغدادی الحسنی۔ صاحبِ تفسیرِ روح المعانی۔ شافعی المذہب لیکن وہ بہت سے مسائل میں امام ابو حنیفہ کی تقلید کرتے تھے۔ انہیں خلافتِ عثمانیہ کی طرف سے حنفی مفتی مقرر کیا گیا۔ وہ 1217 ہجری میں پیدا ہوئے اور 1270 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۲۷) کہتے ہیں: آج کے شیعہ کے بارے میں جو ہم جانتے ہیں کہ وہ صحابہ کی صریحاً تکفیر کرتے ہیں اس زعم میں کہ انہوں نے نص کو چھپایا اور نبی ﷺ کی وفات کے بعد علی کرم اللہ وجہ کی بیعت نہ کی جیسے کہ انہوں نے ابو بکرؓ کی بیعت کی۔ اسی طرح وہ صحابہ کے ساتھ بغض رکھنے اور ان کی ایذا رسانی میں بھی تصریح کرتے ہیں اور ان میں خلفاء راشدین کا بھی انکار کرتے ہیں اور ان کو گالیاں دیتے اور ان پر لعنت کرتے ہیں۔ تحقیق کہ مذاہبِ اربعہ حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ اور حنابلہ اس بات پر متفق ہیں کہ ایسی صفتوں سے متصف شخص کافر ہے۔

الاجوبۃ العراقیہ علی الاسئلۃ اللاہوریہ؛ الفصل الثالث۔

(۲۸) الذہبی کہتے ہیں الامام، العلامہ، شیخ الحنابلہ، القاضی ابو یعلیٰ محمد بن الحسین... البغدادی الحنبلی ابن القراء۔ فتویٰ اور تدریس میں مشغول ہوئے اور آپ کے پاس بہت سے اصحاب پڑھ کر نکلے اور فقہ میں امامت آپ پر ختم ہوئی اور اپنے زمانے میں وہ عراق کے عالم تھے۔ اس کے ساتھ وہ علومِ قرآن و تفسیر اور نظر و اصول کے بھی ماہر تھے۔ بہت درگذر کرنے والے نفیس النفس، بڑے قدردان اور بہت تقویٰ والے تھے۔ 380 ہجری میں پیدا ہوئے اور 458 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۲۹) فتاویٰ السبکی باب جامع فصل؛ سب النبی ﷺ

(۳۰) ابن قاضی شہبہ کہتے ہیں علی بن عبد الکافی بن علی، الانصاری الخزرجی، شیخ، الامام، الفقیہ، المحدث، الحافظ، المفسر، المقرئ، الاصولی، المتکلم، النحوی، اللغوی، الادیب، الحکیم، المنطقی، الجدلی، الخلافی، النظار، شیخ الاسلام، قاضی القضاۃ تقی الدین ابو الحسن بن قاضی زین الدین ابو محمد السبکی۔ 683 ہجری میں پیدا ہوئے۔ السیوطیؒ کہتے ہیں تصنیف و فتویٰ کے میدان میں اترے اور انہوں نے 150 کے قریب تصانیف چھوڑی اور آپ کی تصانیف علومِ حدیث میں آپ کی مہارت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ آپ سے بہت سے علماء نے اکتسابِ فیض کیا۔ آپ 756 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۳۱) اس کا بیان اگلی فصل میں آئے گا۔

(۳۲) فتاویٰ السبکی باب جامع؛ فصل سب النبیا

(۳۳) ابو الفضل عبد الرحمن بن ابی بکر بن محمد السیوطی۔ قاہرہ میں پیدا ہوئے 849 ہجری میں اور ان کے اساتذہ کی تعداد 150 کے قریب ہے۔ ان میں مشہور البلقینی، اجلال المحلی، المناوی، ابن، قطلوبغا، اور آپ کی مصنفات کی تعداد 500 تک ہے۔ آپ 911 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۳۴) یعنی الشافعیہ۔

(۳۵) ابنِ قاضی شہبۃ کہتے ہیں الحسین بن محمد بن احمد، القاضی، ابو علی المرودی صاحبِ تلعیقہ مشہورہ فی المذہب، ان سے القفال نے اخذ کیا وہ اور ابو علی قفال کے بہتر تلامذہ میں سے ہیں۔ وہ فقہ میں

بہت وسعت رکھتے ہیں اور ان کا نام بہت مشہور ہے اور وہ بہت بڑے محقق ہیں، پس جب بھی کتبِ مراوزۃ میں القاضی استعمال کیا جائے تو اس سے مراد وہی ہوتے ہیں۔ الرافعی کہتے ہیں کہ وہ بہت باریک بین اور غور وخوض کرنے والے تھے اور انہیں حبر الامہ کا لقب دیا جاتا تھا۔ 462 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۳۶) القام الحجر لمن زکیٰ ساب ابی بکر وعمر، فصل الثالث

(۳۷) محمود شکری بن عبداللہ بن شہاب الدین محمود الآلوسی الحسنی۔ وہ علامہ ابو الثناء آلوسی صاحبِ تفسیر کے بھتیجے ہیں۔ آپ الرصافہ 1273 ہجری میں پیدا ہوئے۔ حنفی المذہب تھے اور آپ بدعتیوں کے بہت سخت مخالف تھے یہاں تک کہ خلافتِ عثمانیہ میں ایک دفعہ آپ کے اعدام کا حکم جاری ہوا لیکن آپ کے بعض محبین کی وساطت سے وہ حکم واپس لے لیا گیا۔ پہلی عالمی جنگ چھڑنے کے بعد خلافتِ عثمانیہ نے 1333 ہجری میں آپ کو صلیبیوں کے ایجنٹ طاغوت آل السعود کے پاس بھیجا تاکہ اس کے صلیبی آقاؤں کے خلاف اسے مسلمانوں کی مناصرت پر ابھارا جائے۔ لیکن ایک کتا اپنے مالک کے خلاف کیسے بھونک سکتا ہے۔ تو آلوسی کی کوششیں رائیگاں گئی اور وہ غمگین ہو کر واپس لوٹ آئے۔ پھر 1335 میں صلیبیوں کے بغداد پر قبضہ کے بعد انہوں نے شیخ آلوسی کو قاضی کا عہدہ پیش کیا تو انہوں نے شدت کیساتھ انکار کر دیا جبکہ وہ ان دنوں بہت تنگ دست تھے اور وہ اپنی مسندِ تالیف پر براجمان رہے اور اپنی مسجد میں معتکف رہے۔ ان کی تصانیف کی تعداد پچاس کے قریب ہے جن میں کتابیں اور رسالے بھی ہیں۔ آپ 1343 میں فوت ہوئے۔

(۳۸) یعنی امام ابو حنیفہؒ

(۳۹) یعنی دریائے جیحون۔

(۴۰) صب العذاب علی من سب الاصحابؓ

(۴۱) الاجوبۃ العراقیہ علی الاسئلۃ اللاہوریہ، الفصل الثالث

(۴۲) الاجوبۃ العراقیہ علی الاسئلۃ اللاہوریۃ الفصل الثالث

(۴۳)زین العابدین بن یوسف بن محمد الطورانی الاردلانی، انہوں نے 1070 میں بغداد میں مسندِ افتاء سنبھالی۔

(۴۴)الیمانیات المسلولۃ علی الرافضہ المخزولۃ۔ المقالۃ الرابعۃ

(۴۵)امام الذہبی کہتے ہیں العلامۃ الکبیر ذوالفنون فخر الدین محمد بن عمر بن الحسین القرشی البکری الطبرستانی۔ الاصولی، المفسر، کبیر الاذکیا والحکماء والمصنفین۔ ان کی تصانیف شہروں میں پھیل گئیں۔ اور آپ بہت ذکی تھے۔544 ہجری میں پیدا ہوئے اور آپ الاشعریہ کے امام تھے اور آخر عمر میں آپ تائب ہوگئے اور کہا کہ میں نے فلسفہ اور علم کلام کے مناہج میں بہت غور کیا تو میں نے دیکھا کہ وہ بیمار کو علاج نہیں دیتی اور نہ بیماری کو ختم کرتی ہیں۔ آپ 606 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۴۶) نہایۃ العقول للرازی، نقلاً عن اصول مذہب الشیعہ الامامیۃ لناصر القفاری۔

(۴۷)محمد امین بن عمر بن عبد العزیز، الحنفی جن کا لقب ابنِ عابدین کے نام سے مشہور ہے کیونکہ ان کا نسب زین العابدین بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب سے جاملتا ہے۔1198 میں دمشق میں پیدا ہوئے۔ اپنے زمانے میں احناف کے امام تھے اور دیارِ شامیہ کے فقیہ تھے۔ المفسر، الاصولی، انہوں نے قرآن حفظ کیا اور اس کی قرأتوں میں مہارت حاصل کی اور لغت، حدیث، تفسیر، تصوف اور میراث کے علوم کے ساتھ مشغول رہے۔1252 میں آپ کی وفات ہوئی۔

(۴۸) یعنی ان کے کفر میں۔

(۴۹)العقود الدریۃ فی الفتاویٰ الحمدانیۃ

الفصل (۳)

تاریخی حوادث جو رافضیوں کے بارے میں فقہاء کا حکم واضح کرتے ہیں

حافظ ابن کثیر 241ہجری کے وقائع بیان کرتے ہیں اوراس میں ہے کہ خلیفہ متوکل علی اللہ نے(۵۰)بغداد کے ایک آدمی کو مارنے کا حکم دیا تو اسے بہت شدید مارا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ اسے ایک ہزار کوڑے مارے گئے یہاں تک کہ وہ مر گیا اور یہ اس سبب تھا کہ اس کے خلاف 17 آدمیوں نے قاضی الشرقیہ ابی حسان الزیادی کے پاس گواہی دی کہ وہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، ام المومنین سیدۃ طاہرۃ عائشہ وحفصہ رضی اللہ عنہما کو گالیاں بکتا تھا۔ تو اس کی شکایت خلیفہ کے پاس پہنچی تو خلیفہ نے اپنے نائب محمد بن عبد اللہ بن طاہر بن الحسین کو لکھا کہ معاملہ کی خبر لے اور اسے حکم دیا کہ اسے لوگوں کے سامنے گالی دینے کی حد لگائی جائے پھر اسے کوڑوں سے مارا جائے یہاں تک کہ مر جائے اور اس کی نعش دریائے دجلہ میں پھینک دی جائے اور نمازِ جنازہ پڑھنے کی بھی اجازت نہ دی جائے تاکہ اہلِ الحاد اور معاندین اس سے عبرت پکڑیں۔ پس اس قبیح ملعون کے ساتھ ایسا ہی کیا گیا۔

پھر حافظ ابنِ کثیر کہتے ہیں کہ ایسا آدمی بالاجماع کافر ہے اگر وہ ام المومنین سیدہ عائشہ طاہرہ رضی اللہ عنہا پر بہتان باندھے اور ان کے علاوہ امہات المومنین پر اگر بہتان باندھے تو اس میں دو اقوال ہیں اور صحیح یہ ہے کہ وہ کافر ہے کیونکہ وہ سب کی سب نبی ﷺ کی ازواجِ مطہرات ہیں۔

ابن ابی الدنیا بیان کرتے ہیں اور وہ اس واقعہ کے خود شاہد ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں پل پر کھڑا تھا تو وہاں قاضی ابو حسان الزیادی آئے۔ متوکل نے ان کی طرف ایک خفیہ چیز بھیجی اور وہ رومال میں بندھا مہر بند ایک دیبقی(۵۱) کوڑا تھا اور انہیں حکم دیا گیا کہ ایک شخص "خان عاصم" نامی کو ہزار کوڑے مارے جائیں کیونکہ اس کے خلاف ثقہ گواہیاں موصول ہوئیں تھیں کہ اس نے ابو بکر صدیق و عمر فاروق اور

عائشہ رضی اللہ عنہم پر بہتان باندھا اور گالی دی۔ تو اس شخص نے اس کا انکار بھی نہ کیا اور نہ ہی توبہ کی تو پھر اسے قاضی کی موجودگی میں مارا جانے لگا اور لوگ وہاں کھڑے تھے تو وہ شخص کہنے لگا اے قاضی تو نے مجھے قتل کر دیا تو ابو حسان قاضی نے کہا کہ تیرا قتل حق ہے بسبب نبی کی بیوی پر بہتان باندھنے کے اور خلفاراشدین المہدیین کو گالی دینے کے (۵۲)۔

مقریزی مصر میں رمضان 353 ہجری کے واقعات بیان کرتے ہیں (۵۳) کہ ایک آدمی کو گرفتار کیا گیا جو ابن ابی اللیث الملطی کے نام سے مشہور تھا اور وہ شیعہ تھا۔ پس اسے دو سو کوڑے اور ایک درہ مارا گیا۔ پھر اسے شوال میں پانچ سو کوڑے اور ایک درہ مارا گیا اور اسکی گردن میں طوق ڈال دیا گیا اور ہر روز اسے بلایا جاتا تا کہ اس پر کسی قسم کی کوئی تخفیف نہ ہو اور اس کے منہ پر تھوکا جاتا۔ وہ اپنی قید کے دوران ہی مر گیا۔ چنانچہ رات کو اس کا جنازہ اٹھایا گیا اور اسکی قبر کو اکھاڑنے کے لیے مسلمانوں کی ایک جماعت گئی لیکن ایک دوسری جماعت نے انہیں منع کر دیا (۵۴)۔

(۳) ابن الجوزی (۵۵) 460 ہجری کے واقعات بیان کرتے ہیں "460 ہجری، نصف جمادی الاول ہفتہ کے دن اصحاب (۵۶) اور فقہاء کی ایک جماعت اور اہلِ حدیث کے اعیان دیوان العزیز میں اکٹھے ہوئے تو انہوں نے وہاں "الاعتقاد القادری" کی بابت سوال کیا اور وہ کتاب وہاں ان کی موجودگی میں پڑھی گئی۔ وہاں لوگوں کی ایک تعداد بھی موجود تھی اور یہ اجتماع الاعتقاد القادری والقائمی پڑھنے کے لیے منعقد ہوا تھا اور اس میں سلطان کہنے لگے "اور رافضیوں پر اللہ کی لعنت ہو وہ سب کے سب کافر ہیں اور جو انہیں کافر نہیں سمجھتا وہ بھی کافر ہے۔ ابن فورک (۵۸) فوراً کھڑے ہوئے تو انہوں نے بدعتیوں پر لعنت کی اور کہا اس میں موجود اعتقاد کے علاوہ ہمارا کوئی عقیدہ نہیں اس پر وہاں موجود جماعت نے ان کا شکریہ ادا کیا۔

(۴) ابن الجوزی 571 ہجری کے حوادث بیان کرتے ہیں کہ ان ایام میں رافضیت بہت زیادہ پھیل گئی تھی تو صاحبِ مخزن نے امیر المومنین کی طرف لکھا کہ ان کے ہاتھ مضبوط کیے جائیں۔ پھر میں نے منبر پر لوگوں کو خبر دی کہ امیر المومنین صلوات اللہ علیہ، کو خبر پہنچی ہے کہ رافضیت پھیلنے لگی ہے اور

انہوں نے حکم جاری کیا ہے بدعتوں کا ازالہ کیا جائے پس جس کسی کو تم سنو کہ وہ صحابہ کی شان میں گستاخی کرتا ہے تو اس کی مجھے خبر دو تاکہ میں اسے ہمیشہ کے لیے قید کردوں چاہے ایسا آدمی کوئی واعظ ہی کیوں نہ ہو۔ تو اس کے بعد لوگ رافضیت سے رک گئے۔

(۵) ابن کثیر 755 ہجری کے حوادث کے بارے میں لکھتے ہیں اہل حلہ جامعہ دمشق کے قریب ایک رافضی شور مچانے لگا اور وہ سب سے پہلے آلِ محمد پر ظلم کرنے والے کو گالیاں دینے لگا اور وہ باز ہی نہ آتا تھا اور نہ ہی وہ لوگوں کے ساتھ نماز پڑھتا تھا اور نہ اس نے وہاں موجود نمازِ جنازہ میں شرکت کی جبکہ لوگ نماز میں مشغول تھے اور وہ بار بار دہراتا اور اپنی آواز بلند کرتا۔ پھر جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو لوگ اس کی طرف لپکے اور اسے پکڑ لیا اور اچانک وہاں جنازے میں موجود شافعی قاضی نمودار ہوئے تو میں اس کے پاس آیا اور اس شخص سے پوچھنے لگا کہ کس نے آلِ محمد پر ظلم کیا تو وہ کہنے لگا ابو بکر الصدیق نے پھر وہ اونچی آواز سے بکنے لگا جبکہ لوگ سن رہے تھے " اللہ کی (نعوذ باللہ) لعنت ہو ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، معاویہؓ اور یزیدؒ پر۔ اس نے یہ بکواس تین مرتبہ دہرائی تو حاکم نے اسے جیل بھجوا دیا۔ پھر اسے مالکی نے بلایا اور اسے کوڑے مارے گئے اور وہ چیخ کر لعن طعن کرنے لگا اور ایسا کلام کرنے لگا جو ایک شقی انسان ہی کر سکتا ہے۔ پھر جمعرات کے دن دارالسعادۃ میں ایک عدالت لگائی گئی اور وہاں چاروں قاضی آئے اور اللہ نے چاہا تو اس کے قتل کا حکم دیا گیا۔ پھر اسے تیزی سے لے جا کر قلعہ کے نیچے اس کی گردن اڑا دی گئی۔ پھر عامۃ الناس نے اس کی نعش کو جلایا اور اس کا سر لے کر شہر میں گھومنے لگے اور یہ آواز لگانے لگے... یہ ہے سزا اس شخص کی جو اصحاب رسول اللہ کو گالی دیتا ہے۔ میں نے خود اس جاہل کو مالکی قاضی کے دفتر میں دیکھا تھا جبکہ وہ غالی رافضیوں کے جیسی بکواسات کر رہا تھا۔ اس نے ابن مطہر کے ساتھیوں سے کفر وزندقہ سیکھ رکھا تھا، اللہ کی ان پر لعنت ہو۔

السبکی اسی واقعہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں اور انہوں نے اس میں ایک رسالہ بھی تحریر کیا اور کہا کہ اس رسالہ کی تحریر کا سبب یہ ہے کہ میں جامع اموی میں سوموار 16 جمادی الاولیٰ 755 ہجری کو ظہر کی نماز ادا کر رہا تھا تو میرے پاس ایک شخص کو لایا گیا جس نے نماز کے دوران مسلمانوں کی

صفیں توڑتے ہوئے بھونکنا شروع کیا کہ اللہ کی لعنت ہو اس پر جس نے آلِ محمد پر ظلم کیا تو وہ اس بات کو بار بار دہرانے لگا۔ تو میں نے اس سے سوال کیا وہ کون ہے؟ کہنے لگا ابو بکرؓ، میں نے کہا ابو بکر الصدیقؓ! کہنے لگا ابو بکر عمر، عثمان یزید اور معاویہ رضی اللہ عنہم۔ تو میں نے اسے جیل میں ڈالنے کا حکم دیا اور اسکی گردن میں طوق ڈال دیا۔ پھر اسے مالکی قاضی نے مارا اور وہ اس بات پر مصر تھا اور اس پر یہ زیادہ کرنے لگا کہ ''فلاں بھی اللہ کا دشمن ہے'' اور اس پر میرے کچھ گواہوں نے گواہی دی اور کہا کہ وہ کہتا تھا'' کہ وہ غیر حق کی موت مرا اور اس نے فاطمہؓ کے ساتھ میراث میں ظلم کیا'' یعنی ابو بکر صدیقؓ نے اور اس نے نبی ﷺ کی نعوذ باللہ تکذیب کی اسکو میراث سے محروم کرتے ہوئے۔ تو مالکی نے اسے دوبارہ مارا اور وہ اس بات پر مصر رہا۔ پھر اسے جمعرات 19 جمادی الاولیٰ کو لایا گیا اور اس کے سامنے گواہیاں پیش کی گئی تو اس نے انکار بھی نہ کیا اور کچھ نہ بولا اور پھر کہنے لگا کہ ''اگر میں نے ایسا کہا ہے تو اللہ ہی اسے جانتا ہے''۔ اس پر بار بار سوال دہرائے گئے تو وہ یہی جواب دیتا رہا اور اسے کہا گیا کہ اپنے گناہ سے توبہ کر تو وہ کہنے لگا ''میں نے اپنے گناہوں سے توبہ کرلی''۔ توبہ کرنے کا سوال بار بار دہرائے جانے پر اس نے اس سے زیادہ جواب نہ دیا۔ اس کے بعد مجلسِ عدالت میں بحث ہوئی اور اس کے کفر و توبہ پر غور کیا گیا جس کے بعد مالکی قاضی نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ پھر اسے قتل کر دیا گیا(۵۹)۔

(۶) ابن کثیر 765 ہجری جمادی الثانی کے احوال بیان کرتے ہیں کہ جمعرات کے دن، دن کے آغاز میں ایک شخص جامع اموی میں پایا گیا جس کا نام محمود بن ابراہیم الشیرازی تھا۔ وہ شیخین کو گالیاں دے رہا تھا اور بہت بلند آواز تھا۔ تو معاملہ مالکی قاضی، قاضی القضاۃ جمال الدین المسلاتی کے پاس لے جایا گیا۔ اسے توبہ کرنے کو کہا گیا اور ساتھ کوڑے مارنے والے کو بلایا گیا۔ پہلی ضرب پے وہ کہنے لگا لا الٰہ الا اللہ، علی ولی اللہ۔ پھر جب اسے دوسری ضرب لگائی گی تو اس نے ابو بکر و عمر پر لعنت کی تو لوگوں نے اسے پکڑ لیا اور اسے خوب مارا یہاں تک کہ قریب تھا وہ ہلاک ہو جائے تو قاضی انہیں روکنے لگے لیکن نہ روک سکے۔ تو وہ رافضی صحابہ کو گالیاں بکنے لگا۔ اور بکنے لگا کہ وہ سب کے سب گمراہ تھے تو اس وقت اسے پکڑ کر نائب سلطنت کے پاس لے جایا گیا اور اس پر گواہیاں دی گئیں تو پھر قاضی نے اس کا خون بہانے کا حکم دیا۔ اسے شہر کے مرکزی حصہ میں لے جایا گیا اور وہاں اس کی گردن اڑا دی گئی اور پھر عام

لوگوں نے اسے جلا دیا۔ اللہ اسے رسوا کرے اور یہ مدرسہ ابی عمرو کا طالب علم تھا پھر اس پر رفض غالب آگیا؛ تو حنبلی نے اسے چالیس دن کے لیے جیل بھیج دیا لیکن اس قید نے اسے نفع نہ دیا اور وہ ہر جگہ پر یہی بکواسات کرنے لگا یہاں تک کہ اسی دن وہ اپنے انجام کو پہنچ گیا۔ اس نے اپنے مذہب کا اظہار جامع اموی میں جا کر کیا اور یہی اس کے قتل کا سبب بن گیا۔ اللہ اسے رسوا کرے جیسے اس سے قبل اس جیسے ملعونوں کو اس نے رسوا کیا۔

(۷) ابن کثیر 574 ہجری کے حوادث کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ بغداد میں ایک شاعر رافضیوں کے لیے شاعری کیا کرتا تھا اور صحابہ کرام کو شعروں میں گالیاں دیتا۔ تو اس کے لیے خلیفہ کے حکم پر ایک عدالت لگائی گئی پھر اسے بات کرنے کا موقع دیا گیا تو وہ ایک خبیث رافضی نکلا اور وہ رافضیت کا داعی تھا۔ پھر فقہاء نے اس کی زبان اور ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تو اس کے ساتھ ایسا ہی کیا گیا۔ پھر اس کے بعد اسے عام لوگوں نے اچک لیا اور وہ سب اسے مارنے لگے یہاں تک کہ اس نے دریائے دجلہ میں چھلانگ لگا دی۔ تو لوگوں نے اسے دریا سے نکالا اور اسے قتل کر دیا۔ پھر لوگوں نے اس کے پاؤں میں رسی باندھی اور لے کر سارے شہر اور اس کے بازاروں کا طواف کیا۔ اس کے بعد اسکی نعش کو گندگی کے ایک جوہڑ میں پھینک دی جہاں سے اسے نکالنا ممکن نہ تھا۔

ابن الجوزی نے ذکر کیا ہے کہ اس شاعر کا نام ''ابو السعادت ابن قرایا'' تھا۔ پھر وہ لکھتے ہیں کہ وہ تسبیح کرنے لگا اور لوگ اسے مارنے لگے یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ پھر انہوں نے اسے نکالا اور اسے جلا دیا پھر اسے ایک گندے جوہڑ میں پھینک دیا گیا۔ حتیٰ کہ کچھ دنوں بعد جب اسے نکالا گیا تو لوگ کہنے لگے کہ مچھلیوں نے بھی اسے کھانا گوارا نہیں کیا۔ لوگوں نے اس کے بارے میں بہت شعر کہے۔ اس کے بعد رافضیوں کی جماعت کا پیچھا کیا جانے لگا اور لوگ ان کی کتابوں کو بنا پڑھے کہ کیا لکھا ہے، جلانے لگے۔ وہ اس خوف سے نہ پڑھتے تھے کہ کہیں ان پر اثر نہ کر جائیں۔ پس یک بارگی رافضیوں کا بیج ختم ہو گیا اور وہ یہودیوں سے بھی زیادہ ذلیل ہو گئے۔

(۸)ابن کثیرؒ 744 ہجری کے واقعات میں لکھتے ہیں کہ 21 جمادی الاولیٰ کو الخیل کے بازار میں حسن بن الشیخ السکا کینی کو قتل کر دیا گیابسبب اس رافضی عقیدے کے جس کا اس نے اظہار کیا۔ قاضی شرف الدین المالکی کے ہاں اسکی گواہی دی گئی اور بہت ساری گواہیاں آئیں جو اس کے کفر پر دلالت کرتی تھیں کہ وہ رافضی عقیدہ کا مالک ہے۔ پس اس میں وہ شیخین رضی اللہ عنہما کی تکفیر کرتا، مومنوں کی ماؤں عائشہ و حفصہ رضی اللہ عنہما پر بہتان باندھتا اور اس کو یہ زعم تھا کہ جبریل نے غلطی سے وحی محمد ﷺ کی طرف کر دی جبکہ انہیں دراصل علی کرم اللہ وجہ کی طرف بھیجا گیا تھا۔ اس طرح کے بہت سے قبیح اقوال کا وہ حامل تھا۔

تراجم وحوالہ جات

(۵۰)الذہبی کہتے ہیں المتوکل علی اللہ، خلیفہ، ابو الفضل جعفر بن معتصم باللہ محمد بن الرشید ہارون بن المہدی بن منصور، القرشی، العباسی، البغدادی۔205 ہجری میں پیدا ہوئے اور خلافت کے لیے ان کی بیعت232 ہجری میں کی گئی۔ خلیفہ بن خیاط کہتے ہیں جب متوکل خلافت پر متمکن ہوا تو اس نے سنت کو عام کیا اور اپنی مجلسوں میں اس کی بات کرتا اور اس نے تمام اطراف میں لکھ بھیجا کہ سنت کو عام کیا جائے اور اس کے اہل کی نصرت کی جائے۔ انہیں 247 ہجری میں قتل کر دیا گیا۔

(۵۱)المقریزی کہتے ہیں دیبق دمیاط کی ایک بستی ہے جہاں بھاری کپڑے، عمامے اور رنگ برنگے شربت بہت بنائے جاتے تھے۔ اور الدیبقی سونے کا رنگ چڑھے جھنڈے کو بھی کہتے ہیں[المواعظ والاعتبار]

(۵۲) تاریخ دمشق لابن عساکر تذکرہ القاضی ابی الحسن الزیادی۔

(۵۳) الشوکانی کہتے ہیں؛ احمد بن علی بن عبد القادر...التقی ابو العباس، الحسینی العبیدی البعلی الاصل،القاہری، المعروف بابن المقریزی۔ یہ بعلبک کے علاقے کی طرف نسبت ہے جسے المقارزہ کہا جاتا ہے۔انہوں نے متعدد فنون میں مہارت حاصل کی فضائل میں مشارکت کی نظم ونثر بھی کہی اور حکومت میں بھی رہے اور انہیں ایک سے زیادہ دفعہ الحسبہ کا محکمہ قاہرہ میں دیا گیا۔۔ابن حجر کہتے ہیں کہ انکی نظم بہت فائق اور نثر بہت اعلیٰ پائے کی تھی۔اور ان کی تصانیف بہت اعلیٰ تھی خاص طور پر تاریخ القاہرہ میں جس میں انہوں نے نقد وجرح کرکے صحیح تاریخ کو نکھارا۔845 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۵۴) المواعظ والاعتبار بذکر الخطط والآثار۔اہلِ مصر کے مذاہب اور جب سے جناب، عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اسے فتح کیا ائمہ کا اعتقاد یہاں پھیل گیا اور وہاں جو احداث ہوتے رہے اس کا تذکرہ۔

(۵۵) الذہبی کہتے ہیں الشیخ العلامہ، الحافظ المفسر،، شیخ الاسلام مفخر العراق، جمال الدین ابو الفرج، عبد الرحمن علی بن محمد... ابن الفقیہ القاسم بن محمد۔ ابن خلیفۃ رسول اللہ ابو بکر الصدیق۔ القرشی البغدادی الحنبلی، الواعظ۔ صاحبِ تصانیف۔509 ہجری میں پیدا ہوئے وہ خود کہتے ہیں کہ میں نے اپنی ان انگلیوں سے دو ہزار جلدیں لکھیں اور ان کے ہاتھ پر ایک لاکھ لوگوں نے توبہ کی اور ان کے ہاتھ دس ہزار لوگوں نے اسلام قبول کیا۔597 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۵٦) یعنی حنابلہ۔

(۵۷)اسے عباسی خلیفہ القادر نے تالیف کیا اور اس کی نص کا تذکرہ ابن الجوزی نے ''المنتظم'' میں کیا ہے 433 ہجری کے واقعات کے تذکرہ میں۔

(۵۸)الذہبی ''السیر'' میں کہتے ہیں الامام العلامہ الصالح، شیخ المتکلمین، ابو بکر محمد بن الحسن بن فورک الاصبہانی۔ وہ اشعریۃ سے تعلق رکھتے تھے اور علم الکلام میں ماہر تھے اور ان سے ابو الحسن الباہلی نے اخذ کیا۔ جبکہ فقہ میں وہ امام شافعی کے پیروکار تھے۔ ابن خلکان کہتے ہیں ان کی تصنیفات کی تعداد سو کے قریب ہے۔406 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۵۹)فتاوی السبکی باب جامع؛ قولہ تعالیٰ (وَ وَرِثَ سُلَیۡمٰنُ دَاوٗدَ) النمل 16۔

الفصل (۴)

اس دعویٰ کا رد کہ فقہاء رافضہ کے حکم میں مختلف ہیں!

اوپر کے صفحات میں ہم نے متعدد فقہاء کے اقوال نقل کیے ہیں جن میں رافضیوں کے گروہ کی تکفیر پر اجماع کی حکایت بیان کی گئی ہے۔ پھر اس کے بعد ہم نے دوسرے چند اقوال نقل کیے جس سے یہ وہم ہوتا ہے کہ رافضیوں پر حکم میں اختلاف موجود ہے! پھر بعض لوگ سوال اٹھاتے ہیں کہ کیا یہ تناقض نہیں ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ یہ تناقض موجود ہے... لیکن فقط ذہن میں جس کسی نے اس مسئلہ میں فقہاء کے اقوال کا احاطہ نہیں کیا یا اس نے بعض سے صرفِ نظر کرتے ہوئے یا پھر رافضہ پر حکم لگایا تو صرف ان کے صحابہ کے بارے میں موقف کی جہت میں اور ان اسباب کو کلی طور پر ترک کر دیا جن کے سبب فقہاء نے ان پر کفر کا حکم لگایا۔ جبکہ ایسے احکام کس قدر کثرت کے ساتھ وارد ہیں۔ رافضہ کے کفر کے اسباب کس قدر ہیں... جیسے ان کا طاغوت کی عبادت کرنا، ان کے لیے دعا نذر اور حج کرنا۔ اپنے بعض ائمہ میں رب کی صفات کا اعتقاد رکھنا۔ جیسے علمِ غیب وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ کی صفات میں نقص بیان کرنا جیسے کہ بدئ، تعطیل صفات۔ اس مسئلہ میں وہ معتزلہ کے بھائی ہیں۔ ان کا تحریفِ قرآن کا عقیدہ رکھنا، سنتِ نبویہ کی نصوص کا انکار کرنا کیونکہ وہ صحابہ سے مروی ہیں اور صحابہ ان کے نزدیک کافر ہیں۔ اسلام کے دشمنوں کی مسلمانوں کے خلاف مدد کرنا... ایسے امور کس قدر مشہور ہیں...!

ابن حجر الہیتمی (۶۰) کہتے ہیں کہ اہل السنۃ علیؓ کو ابو بکرؓ پر فضیلت دینے والے کی تکفیر نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ امت کے جن لوگوں نے رافضیوں کو کافر قرار دیا ہے تو اس کے اور اسباب ہیں جو ان کی قباحتوں میں سے ہیں (۶۱)۔

رافضیت کا دین دوسرے باطل ادیان کی طرح ایک بشر کا بنایا ہوا غیر ثابت دین ہے... جو زمانے کے تغیرات کے ساتھ اپنے رنگ بدلتا ہے۔ اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ کسی دور میں ایک شیعہ فقیہ ایک مسئلہ میں کوئی فتویٰ جاری کرتا ہے تو دوسرے کسی دور میں وہ اس سے بالکل مختلف حکم لگا دیتا ہے۔

امام الذہبی اسی تغییر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ غالی شیعہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اور سلف کے زمانہ میں ایسے تھے جو عثمان، طلحہ، زبیر، معاویہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں باتیں کرتے تھے اور ایک جماعت علی رضی اللہ عنہ سے لڑتی تھی اور آج ہمارے زمانے کے شیعہ وہ تمام سرداروں پر تبرا کرتے ہیں اور ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما بھی کو گالیاں دیتے ہیں (٦٣)۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ (٦٤) کہتے ہیں کہ پہلے شیعہ اصحابِ علی تھے اور اس وقت وہ ابو بکر وعمر کی علی پر فضیلت کے بارے میں ذرہ برابر شک نہ کرتے تھے لیکن شیعانِ علی کا ایک گروہ انہیں جنابِ عثمان رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیتا تھا۔ (٦٥)۔

پس شیعیت نے اپنا آغاز ایسے کیا کہ وہ علی ص کو جنابِ عثمان رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیتے تھے۔ لیکن بعد میں یہ ترقی کرتے گئے اور انہوں نے ایک مکمل طور پر اسلام سے مختلف نیا دین بنالیا۔

یہاں تک کہ عبد اللہ بن عبد الرحمن ابی بطین (٦٦) نے کہا کہ رافضیوں کے متاخرین نے رافضیت کے ساتھ شرک کو بھی جمع کر لیا جب وہ اپنی زیارتوں پر جاکے شرکیہ کاموں کا ارتکاب کرتے ہیں اور ایسا شرک کہ جس حد تک جنابِ رسالتمآب ﷺ کی بعثت کے وقت عربوں کا شرک بھی نہ پہنچا تھا۔

زین العابدین بن یوسف الکردی اس دعویٰ کو رد کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ائمہء متقدمین بالجملہ رافضیوں کے دشمن تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ آئمہ اور علماء جنہوں نے رافضیوں کے کفر کا فتویٰ دیا وہ ان کے احوال سے زیادہ واقف تھے لیکن ان متاخرین رافضہ کا کیا کریں جو کسی بھی چیز پر باقی نہیں بلکہ وہ گمراہ ہیں اور اس قدر غالی ہیں کہ اپنے متقدمین کو پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ آئمہ کو ان کے حال کیا علم؟

یہ ایک جہت سے ہے۔ جبکہ دوسری جہت یہ ہے کہ فقہاء سے منسوب جو اختلاف ذکر کیا گیا ہے وہ محض گالی کی قسم کے اوپر حکم ہے نہ کہ رافضیوں کے عقائد کے اجتماعی حکم بارے میں۔

یہ اس سبب ہے کہ صحابہ کو گالی دینے کا حکم متعدد اعتبارات سے مختلف ہوتا ہے اور اس میں گالی دینے والی کی حیثیت و کیفیت کا بھی عمل دخل ہے۔ کہ کیا وہ محض گالی دینے تک محدود ہے یا پھر وہ گالی اسے تکفیر کی طرف لے جاتی ہے؟ کیا وہ گالی لعنت کرنے کے باب میں ہے یا پھر کسی اور قسم کی؟... کیا اسکی گالی اسے مجرم بناتی ہے یا نہیں؟...الخ جیسے کہ فقہاء کے کلام میں مذکور ہے۔

اسی لیے ابو الثناء الآلوسی رافضیوں کی تکفیر پر اجماع نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں " کہ یہ جو روایت کیا گیا کہ گالی دینے والے کو مارا جائے اور شدید ضرب ماری جائے۔ یہ اس بات پر محمول ہے جب اسکی گالی صحابہ کی تکفیر کو لازم نہ کرتی ہو اور اس کے ساتھ کوئی ایسا دعویٰ ان کی نسبت بغض، ارتداد یا استحلال ایذا کا نہ کیا گیا ہو۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ مطلقاً صرف گالی دینے والے کا حکم یہ ہے جیسے کہ اس کا تتابع کرنے والے سے یہ بات مخفی نہیں ہے(۶۹)۔

السبکی کہتے ہیں جو بندہ یہ کہے کہ صحابہ کو گالی دینے والا کافر نہیں ہے تو ایسے شخص سے یہ بھی بعید نہیں کہ وہ اعلام صحابہ کو گالی دینے والے کی بھی تکفیر نہ کرے۔ پس ہمارے نزدیک دو وجوہ ہیں (۷۰) کہ ہم نے اس کو فسق پر محمول کیا جبکہ گالی دینے والا مجرد گالی دے اور یہ موقف امام احمد کا ہے کہ ہم اس کے قتل کے حکم سے اجتناب کریں گے جو مجرد گالی دینے کا ارتکاب کرے(۷۲،۷۱)۔

ذیل میں یہاں ہم ایسے اقوال پیش کر رہے ہیں جن میں فقہاء نے گالیوں کی اقسام میں تفریق کی ہے اور یہ کہ صحابہ کو گالی دینا کفریہ فعل ہے۔ یہ اقوال ان اقوال کی توجیہ ہیں جن میں آئمہ کے رافضیوں کے بارے میں حکم کا اختلاف ذکر کیا جاتا ہے۔

امام مالک (۷۳) کہتے ہیں جس نے کسی ایک صحابی کو گالی دی جیسے کہ ابو بکر صدیق، عمرِ فاروق، عثمانِ غنی یا علی یا معاویہ یا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم کو، پس اگر وہ گالی دینے والا یہ کہے کہ وہ سب

گمراہ تھے اور کافر تھے تو اسے قتل کیا جائے گا اور اگر اس کے علاوہ وہ محض گالی دے جیسے عام لوگ گالی دیتے ہیں تو پھر اسے شدید ضرب لگائی جائے گی(۷۴)۔

(۲) محمد بن عبد الوہاب (۷۵) کہتے ہیں جس نے کسی صحابی کو گالی دینے میں خاص کیا اور ایسا صحابی اس پائے کا ہو کہ اس کے فضل و کمال میں تواتر کے ساتھ ثبوت وارد ہوں جیسے کہ خلفاء راشدین۔ پس اگر ایسا گالی دینے والا حقیقتاً اس کا اعتقاد بھی رکھتا ہے تو وہ کافر ہے کیونکہ وہ اس بات کی تکذیب کر رہا ہے جو نبی اسے قطعیاً ثابت ہے اور اس کی تکذیب کرنے والا کافر ہے اور اگر اس نے گالی بغیر اعتقاد رکھے دی ہے تو وہ فاسق ہے کیونکہ مسلمان کو گالی دینا فسق ہے جبکہ بعض فقہاء نے شیخین رضی اللہ عنہما کو مجرد گالی دینے والے کو کافر قرار دیا ہے (واللہ اعلم)۔ پس اگر کوئی ایسا صحابی جس کے فضل و کمال کے بارے میں تواتر کے ساتھ اخبار وارد نہ ہوں تو ظاہر بات یہ ہے کہ گالی دینے والا فاسق ہے لیکن اگر وہ اسے محض اللہ کے رسول ا کی صحبت اختیار کرنے کی بنا پر گالی دیتا ہے تو وہ کافر ہے اور ان رافضیوں کی غالب اکثریت صحابہ کو خلفاء سمیت گالی دیتی ہے اور حقیقتاً اس کا عقیدہ بھی رکھتی ہے بلکہ وہ اسے واجب سمجھتے ہیں اور اس کے ذریعے اللہ کا تقرب حاصل کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں اور اسے وہ اپنے دین کے امور خیال کرتے ہیں۔ جیسے کہ یہ ان سے منقول ہے(۷۶)۔

(۳) ملا علی قاری کہتے ہیں کہ جو صحابہ میں سے کسی ایک کو گالی دے تو وہ بالاجماع فاسق و بدعتی ہے سوائے اس کے کہ جب وہ اس بات کے مباح ہونے کا اعتقاد رکھے یا اس پر ثواب کی امید رکھے جیسے کہ بعض شیعہ کا حال ہے یا وہ صحابہ کے کفر کا اعتقاد رکھے تو وہ بالاجماع کافر ہے۔ پس دیکھا جائے گا کہ اگر اس کے ساتھ ایسے قرائن پائے جائیں جو تکفیری ہوں وگرنہ دوسری صورت میں وہ فاسق ہے۔ لیکن وہ ہمارے علماء کے نزدیک سیاسی طور پر بھی قتل کیا جائے گا تاکہ ان لوگوں کے شر و فساد کو ختم کیا جائے(۷۷)۔

(۴) ابنِ تیمیہ کہتے ہیں پس جو کوئی صحابہ کو گالی دے تو اس کا یہ گالی دینا کسی طور بھی ان کی عدالت اور دین میں قدغن عائد نہیں کرتا۔ مثلاً کوئی انہیں بخیل، بزدل، کم علم، یا عدم زہد وغیرہ کے الزام

لگائے۔ پس یہ ایسا شخص ہے جو تادیب وتعزیر کا مستحق ہے اور ایسا آدمی محض اس بنا پر کافر نہیں کہا جائے گا۔ پس اسی پر ان علماء کا کلام محمول کیا جائے گا جو ان کی تکفیر نہیں کرتا۔ لیکن جو لعن طعن اور مطلقاً تقبیح کرے تو اس میں ان کے درمیان اختلاف ہے اور وہ بھی اس سبب ہے کہ لعن طعن کے اندر کس قدر شدت اختیار کی گئی ہے اور اس میں اعتقاد کا کتنا عمل دخل ہے۔ لیکن اسکے برعکس اگر کوئی حد سے بڑھتا ہے اور یہ بھونکتا ہے کہ تمام صحابہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد کافر ہو گئے تھے سوائے چند ایک کے جن کی تعداد دس سے کچھ اوپر ہے یا یہ کہے کہ ان کے عام لوگ فاسق ہو گئے تھے تو ایسے شخص کے کفر میں کوئی شک نہیں کیونکہ وہ ایسی بات کی تکذیب کر رہا ہے جسے قرآن نے کئی ایک مقامات پر بیان کیا ہے {رَّضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ} بلکہ کوئی شخص جو ایسے آدمی کے کفر میں شک کرتا ہے تو اس کا کفر متعین ہے کیونکہ اس بات کا مضمون یہ ہے کہ کتاب وسنت کے حاملین کافر اور فاسق تھے جبکہ یہ امت وہ ہے جس کے بارے میں اللہ فرماتے ہیں {كُنۡتُمۡ خَيۡرَ اُمَّةٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ} تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے نکالی گئی ہے {آل عمران 110} اور اس کا سب سے بہتر دور قرنِ اول ہے۔ یہ کہنا کہ اس امت کے سابقہ لوگ شریر تھے تو ایسے شخص کا کفر دین میں معلوم ہے اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ جس کسی سے اس قسم کے اقوال ظاہر ہوئے تو واضح ہوتا ہے کہ وہ زندیق ہے جبکہ عام زنادقہ اپنے مذہب کے پردے میں رہتے ہیں۔ بالجملہ اس قسم کی گالی دینے والے کے کفر میں کوئی شک نہیں اور ان میں سے بعض ایسے ہیں جن کے کفر کا حکم نہیں لگایا جائے گا اور بعض کا حکم متردد ہے(۷۸)

(۵)ابو عبد اللہ الخرشی(۷۹) کہتے ہیں کہ قسطربی نے مسلم کی شرح میں کہا صحابہ رضی اللہ عنہم کے احترام کے واجب ہونے اور ان کو گالی دینے کی تحریم میں کوئی اختلاف نہیں اور ایسے شخص کے کفر میں اور اس کے قتل کیے جانے میں بھی کوئی اختلاف نہیں جو یہ کہے کہ وہ کفر و گمراہی پر تھے۔ کیونکہ اس نے ایسی چیز کا انکار کیا ہے جو شریعت سے معلوم ہے، پس اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تکذیب کی ہے۔ اسی طرح وہ شخص جو خلفاء راشدین میں کسی ایک کو کافر قرار دیتا ہے یا انہیں گمراہ کہتا ہے تو کیا اس کا حکم مرتد کا حکم ہے کہ اس سے توبہ کروائی جائے یا وہ زندیق ہے کہ اس سے توبہ نہ کروائی جائے اور ہر حال میں قتل کیا جائے؟ ان امور میں قدرے اختلاف ہے۔ پس اگر کوئی انہیں گالی دے

اور اسکی گالی ایسی ہو جو حد واجب کرتی ہو جیسے کہ قذف کی تو اسے قذف کی حد لگائی جائے گی۔ پھر اس کے بعد اسے شدید مار ماری جائے گی اور ہمیشہ کے لیے اہانت کے ساتھ جیل میں پھینک دیا جائے گا سوائے اماں عائشہ سیدہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کے، کیونکہ ان پر الزام لگانے والے کو قتل کر دیا جائے گا کیونکہ وہ کتاب و سنت کے ذریعے مبرّا پر الزام لگا رہا ہے۔ لیکن ان کے علاوہ دوسری ازواجِ مطہرات کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے۔ کہا گیا ہے کہ اسے بھی قتل ہی کیا جائے گا کیونکہ اس نے نبی ﷺ کو اذیت دی۔ یہ بھی کہا گیا کہ اس پر حد لگائی جائی گی اور شدید ضرب لگائی جائے گی۔ لیکن جو کوئی اس کے علاوہ گالی دے جس میں قذف نہ ہو تو اسے شدید قسم کے کوڑے مارے جائیں گے۔

ابن حبیب کہتے ہیں اور اسے ہمیشہ کے لیے جیل میں ڈال دیا جائے گا یہاں تک کہ وہ مر جائے۔ امام مالک سے مروی ہے کہ جو اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو گالی دے اسے مطلقاً قتل کر دیا جائے گا اور اس کی گالی کو قذف پر محمول کیا جانا ممکن ہے۔ انہوں نے "الاِکمال" میں کہا اور ان کا مشہور مذہب یہ ہے کہ اس میں اجتہاد ہے کہ اس میں گالی کی بکواس کی کیفیت وکیمیت کو دیکھا جائے گا اور ایسے آدمی کا فئے میں بھی کوئی حق نہیں اور اگر کسی نے کہا کہ وہ کفر وگمراہی پر تھے تو اسے قتل کیا جائے گا۔

امام سحنون سے ائمہ اربعہ کی توہین کرنے والے کے بارے میں بھی ایسے ہی مروی ہے کہ اس کے علاوہ میں اسے شدید ضرب لگائی جائے گی۔ ان سے یہ بھی مروی ہے کہ جمیع صحابہ رضی اللہ عنہم کے معاملے میں وہ قتل کیا جائے گا۔ پس ان کے قول سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ امام مالک نے یہ کہا کہ جس کسی نے کسی ایک صحابی کو گالی دی چاہے وہ خلفائے اربعہ کے علاوہ ہوں اسے قتل کیا جائے گا(۸۰)۔

(۶) قاضی ابو یعلیٰ کہتے ہیں کہ فقہاء کا صحابہ کو گالی دینے والے کے بارے میں یہ حکم ہے کہ اگر گالی دینے والا اسے جائز و حلال جانتا ہے تو وہ کافر ہے اور اگر اسے حلال نہیں جانتا تو وہ فسق ہے اور اسکی تکفیر نہیں ہو گی(۸۱)۔

اور وہ کہتے ہیں کہ امام احمد سے سبُّ الصَّحابۃ میں اختلاف روایات کی توجیہ یہ ہے کہ انہوں نے مطلقاً اس بات کو لیا کہ گالی دینے والا کسی صحابی کو گالی دینے سے کافر ہو گا۔ لیکن عبد اللہ اور ابی طالب کی روایت میں انہوں نے قتل سے توقف کیا۔ کمالِ حد اور تعزیر کو جاری کرنے کا مطلب ہے کہ انہوں نے اس میں کفر کا حکم نہیں لگایا۔ اس کا احتمال ہے کہ ان کا قول اس بات پر محمول کیا جائے جو میری رائے میں اسلام کے مطابق ہے کہ اگر وہ گالی دینے کو حلال جانے تو وہ بلا شبہ کافر ہے لیکن اس بندے پر سے قتل ساقط کرنے کا احتمال ہے جو اسے حلال نہ جانتا ہو بلکہ اس نے اپنے اعتقاد کے مطابق اس عمل کو حرام جانتے ہوئے اس کا ارتکاب کیا جیسے کوئی معصیت کا ارتکاب کرتا ہے۔ یہ بھی احتمال ہے میری رائے میں کہاں کا گالی دینا انکی عدالت میں قدغن عائد کر دیتا ہے مثلاً جب وہ کہے کہ انہوں نے نبی ا کے بعد ظلم وفسق کے سبب امارت کو بغیر حق کے چھینا۔ اسی طرح اس سے قتل اس قسم کے قول سے ساقط ہو سکتا ہے ایسی گالی سے جو صحابہ کے دین میں طعن نہ کرتی ہو۔ مثلاً کوئی کہے کہ وہ کم علم تھے، سیاست نہ جانتے تھے ان میں دنیا کی محبت اور لالچ تھی وغیرہ۔ یہ بھی احتمال ہے کہ ان کا کلام ظاہر پر محمول کیا جائے۔ تو ان کی گالی دینے والوں پر دو روایتیں بن گئی ایک میں تکفیر اور دوسری میں فسق (۸۲)۔

اس کی مزید تفاصیل اس تفریق کے ضمن میں وارد ہوں گی۔

تراجم وحوالہ جات

(٦٠) الشوکانی کہتے ہیں احمد بن محمد بن حجر الوائلی السعدی الہیتمی المصری ثم المکی...انہوں نے تمام علوم میں مہارت حاصل کی خاص طور پہ شافعی فقہ میں اور بہت اچھی تصانیف چھوڑیں۔ وہ بہت زاہد و صالح انسان تھے اور سلف صالحین کے طریق پر تھے۔ معروف کا حکم دینے والے اور برائیوں سے روکنے والے۔ 909ہجری میں پیدا ہوئے اور 973ہجری میں فوت ہوئے۔

(٦١) الصواعق المحرقہ، الباب الثالث، الفصل الاول۔

(٦٢) ابن قاضی شہبہ کہتے ہیں محمد بن احمد بن عثمان بن قائماز، الامام العلامہ، الحافظ المقری مئورخ الاسلام ابو عبد اللہ الترکمانی الفاروقی الدمشقی۔ انہوں نے خلقتِ کثیر سے سماع کیا جن کی تعداد بارہ سو کے قریب ہے۔ انہوں نے قراتیں پڑھیں اور ان میں مہارت حاصل کی اور باقی علوم کو بھی پڑھا۔ پھر وہ حدیث کی طرف متوجہ ہوئے اور اس میں مہارت حاصل کی اور آپ کے پاس پڑھ کر بہت سے حفاظ نکلے۔ آپ نے بہت مشہور تصانیف چھوڑیں۔ آپ انتہائی متقی و پرہیز گار تھے۔ 673ہجری میں پیدا ہوئے۔ السبکی کہتے ہیں محدث العصر، خاتم الحفاظ، حاملِ علمِ اہل السنۃ والجماعۃ، حفظ میں اپنے دور کے لوگوں کے امام اور مہارت میں ایسے مایہ ناز کہ ان کے عصر کے لوگ حیران رہ جاتے اور کہتے کہ ہم اس بات کا انکار نہیں کرتے کہ تم ہم سے زیادہ حافظ ہو ہمارے شیخ و استاد ہو اور ہماری تخریج کرنے والے ہو۔ 748ہجری میں فوت ہوئے۔

(٦٣) میزان الاعتدال فی ترجمۃ اَبان بن تغلب۔

(٦٤) ابن رجب کہتے ہیں احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام... ابن تیمیہ الحرانی، ثم الدمشقی، الامام، الفقیہ، المجتہد، المحدث، الحافظ المفسر، الاصولی، الزاہد، تقی الدین، ابو العباس، شیخ الاسلام و علم الاعلام آپ کی شہرت اس قدر ہے کہ اسکو بیان کرنا گویا عیب لگانا ہے۔ 661ہجری میں پیدا ہوئے۔ ابن دقیق

العید کہتے ہیں کہ میں گمان نہیں کرتا کہ اللہ اب تیرے جیسا کوئی پیدا کرے گا۔ آپ کی وفات جیل میں 768 ہجری میں ہوئی۔

(۶۵)منہاج السنۃ

(۶۶)عبد اللہ بن عبد الرحمن بن عبد العزیز... اَبا بُطین العائذی الحنبلی نجد میں 1194 ہجری میں پیدا ہوئے۔ انہیں طائف، شقرا اور اس کے بعد تمام قصیم کی قضاء سونپی گئی۔ 1282 ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔

(۶۷) الرسائل والمسائل النجدیہ؛ الجزء الاول، القسم الثالث۔

(۶۸)الیمانیات المسلولۃ علی الرافضہ المخذولۃ، الخاتمہ

(۶۹)الاجوبۃ العراقیہ علی الاسئلۃ اللاہوریۃ؛ الفصل الثالث۔

(۷۰) یعنی شافعیہ کے نزدیک

(۷۱)اشارہ کرتے ہیں جسے ابو طالب نے روایت کیا کہ میں نے امام احمد سے سوال کیا اس شخص کے بارے میں جو اصحاب رسول ﷺ کو گالی دیتا ہے تو انہوں نے کہا وہ قتل نہ کیا جائے گا لیکن اسے شدید ضرب لگائی جائے گی (بحوالہ الصارم المسلول)۔

(۷۲)فتاویٰ السبکی؛ باب جامع؛ فصل سب النبی ﷺ۔

(۷۳) الذہبی کہتے ہیں مالک، الامام، شیخ الاسلام، حجۃ الامۃ، امام دار الہجرۃ، ابو عبد اللہ مالک بن انس بن مالک... الحمیری ثم الاصبحی، المدنی...93 ہجری میں پیدا ہوئے نبی ﷺ سے مروی ہے {لیضربن الناس أکباد الابل فی طلب العلم، فلا یجدون عالماً أعلم من عالم المدینۃ} کہ لوگ علم کی طلب میں لمبے لمبے سفر کریں گے لیکن انہیں مدینہ کے ایک عالم کے علاوہ کوئی عالم نہ ملے گا (اسے امام احمد، ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے اسے حسن کہا اور حاکم نے اسے صحیح کہا اور ابنِ حبان نے اسے روایت کیا)

(۷۴) الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ فصل؛ نبی ﷺ کو، آپ کے اہلِ بیت اور صحابہ کو گالی دینے اور ان کی تنقیص کے حرام ہونے اور اس کے فاعل کے ملعون ہونے کے بارے میں۔

(۷۵) الامام محمد بن عبد الوہاب بن سلمان التمیمی۔1115 میں پیدا ہوئے اللہ نے ان کے ہاتھ پر توحید کی دعوت کی تجدید کی۔ آپ 1206 میں فوت ہوئے۔

(۷٦)رسالۃ فی الرد علی الرافضہ؛ مطلب السب۔

(۷۷)شم العوارض فی ذم الروافض، نقلاً عن اصول مذہب شیعہ الامامیہ لناصر القفاری۔

(۷۸)الصارم المسلول، فصل؛ فی تفاصیل القول فیہم

(۷۹)ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخرشی۔ ان کی نسبت ایک بستی کی طرف ہے جس کا نام ''ابو خراش'' ہے اور یہ البحیرہ مصر میں ہے۔ فقیہ، مجتہد۔ مصر میں ان پر امامت ختم ہوئی اور وہ سب سے پہلے تھے جنہیں الازہر کا شیخ مقرر کیا گیا1010 ہجری میں پیدا ہوئے اور 1101 ہجری میں قاہرہ میں فوت ہوئے۔

(۸۰)مواہب الجلیل فی شرح مختصر الشیخ خلیل، باب الردۃ، مسئلہ سب عائشہ رضی اللہ عنہا

(۸۱) فتاویٰ السبکی، باب جامع، فصل سب النبی ﷺ

(۸۲)الصارم المسلول، فصل فامامن سب أحداً من اصحاب رسول اللہ من اہلِ بیتہ وغیر ہم...

الفصل (۵)

سلف کے رافضہ کے بارے میں اقوال

(۱)**علقمہ**(۸۳) کہتے ہیں شیعہ نے علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں اس قدر مبالغہ آمیزی کی جیسے کہ عیسائیوں نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے بارے میں کی(۸۴)۔

(۲)**عامر الشعبی**(۸۵) کہتے ہیں میں تمہیں ان گمراہ خواہش پرستوں سے ڈراتا ہوں اور ان میں شریر ترین رافضہ ہیں۔ یہ لوگ اسلام میں کسی رغبت وخوف کی بناپر داخل نہیں ہوئے بلکہ یہ اسلام میں بغض وعداوت کے لیے داخل ہوئے۔ انہیں علی رضی اللہ عنہ نے آگ میں جلایا اور انہیں ملک بدر کیا۔ نکالے جانے والوں میں سے ایک عبد اللہ بن سبا یہودی تھا۔ یہ یمن کے شہر صنعاء کے یہودیوں میں سے تھا اسے ساباط کی طرف ملک بدر کیا گیا۔ یہودی کہتے تھے کہ حکومت صرف آلِ داؤد کے لیے ہے جبکہ رافضی کہتے ہیں کہ امامت صرف اولادِ علی رضی اللہ عنہ کے لیے ہے۔ یہودی کہتے ہیں کہ جہاد فی سبیل اللہ جائز نہیں جب تلک کہ دجال کا خروج نہ ہو جائے اور آسمان سے ایک تلوار نازل نہ ہو جائے اور رافضی کہتے ہیں جہاد اس وقت تک جائز نہیں جب تک کہ مہدی ظاہر نہ ہو اور ایک منادی آسمان سے ندا نہ دے۔ یہودی نماز کو ستاروں کے آپس میں گڈ مڈ ہو جانے تک مئوخر کر دیتے تھے اسی طرح رافضی بھی مغرب کو اسی وقت تک اٹھار کھتے ہیں۔ یہودی قبلہ سے ہٹ کے کھڑا ہوتے ہیں اور رافضہ بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ یہودی نماز کے دوران ندا دیتے ہیں اور رافضہ بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ یہودی نماز میں اپنے کپڑے لٹکا لیتے ہیں اور رافضی بھی ایسا ہی کرتے ہیں یہودی اپنی عورتوں کی عدت شمار نہیں کرتے اور رافضہ بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ یہودیوں نے تورات کی تحریف کی اسی طرح رافضیوں نے قرآن میں تحریف کی (لیکن وہ اللہ کے فضل سے محفوظ ہے)۔

یہودی کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے ہم پر پچاس نمازیں فرض کی اور رافضہ بھی یہی کہتے ہیں یہودی مومنوں پر سلام نہیں کہتے بلکہ کہتے ہیں السَّام علیکم اور سام کا معنیٰ موت ہے اور رافضہ کا بھی یہی وطیرہ

ہے۔ یہودی، الجری، مرماہی اور خرگوش نہیں کھاتے اور رافضی بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ یہودی موزوں پر مسح کے قائل نہیں اور رافضی بھی ایسا ہی موقف رکھتے ہیں۔ یہودی لوگوں کے تمام اموال کو کھانا جائز سمجھتے ہیں اور رافضی بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ اللہ نے ان کے بارے میں ہمیں قرآن میں یہ خبر دی کہ انہوں نے کہا (لَيۡسَ عَلَيۡنَا فِي ٱلۡأُمِّيِّـۧنَ سَبِيلٞ) ان پڑھوں پر ہمیں کوئی راہ نہیں (آل عمران 75) اسی طرح رافضہ کہتے ہیں۔ یہود نماز میں قرون پر سجدہ کرتے ہیں اسی طرح رافضہ بھی کرتے ہیں۔ یہودی نماز میں سجدہ نہیں کرتے یہاں تک کہ رکوع کی مانند متعدد بار جھک نہ لیں اسی طرح رافضہ بھی کرتے ہیں۔ یہودی جبرائیل علیہ السلام سے دشمنی رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فرشتوں میں وہ ہمارا دشمن ہے اسی طرح رافضہ بھی کہتے ہیں کہ جبریل غلطی سے محمد ﷺ کے پاس وحی لے گئے۔

اسی طرح رافضیوں نے عیسائیوں کے ساتھ بھی اتفاق کیا کہ عیسائی اپنی عورتوں کا مہر مقرر نہیں کرتے تھے اور کہتے کہ وہ محض ان کے ساتھ تمتع کرتے ہیں اسی طرح رافضی بھی متعہ کے ساتھ نکاح کرتے ہیں اور متعہ کو حلال جانتے ہیں۔ لیکن یہودیوں اور عیسائیوں پر رافضیوں کو دو ہاتھ زیادہ قباحت ملی دو خصلتوں کی بنا پر۔ یہود سے سوال کیا گیا کہ تمہاری ملت کے اہلِ خیر کون لوگ ہیں؟ کہنے لگے اصحابِ موسیٰ علیہ السلام اور عیسائیوں سے سوال کیا کہ تمہاری ملت کے اہلِ خیر کون لوگ ہیں؟ تو انہوں نے کہا عیسیٰ کے حواری اور رافضیوں سے سوال کیا گیا کہ تمہاری ملت کے شریر ترین لوگ کون ہیں تو وہ کہنے لگے اصحابِ محمد ﷺ انہیں صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے استغفار کا حکم دیا گیا تو انہوں نے انہیں گالیاں دیں... پس ان کے لیے تلوار قیامت تک کام کرتی رہے... ان کا کوئی علم قائم نہ ہو... ان کے قدموں کو ثبات نہیں اور ان کا کلمہ مجتمع نہیں... اور ان کی دعا مستجاب نہیں... ان کی دعوت مسترد ہے... ان کی ہوا اکھڑی ہوئی ہے... ان کی جمعیت منتشر ہے... (كُلَّمَآ أَوۡقَدُواْ نَارٗا لِّلۡحَرۡبِ أَطۡفَأَهَا ٱللَّهُۚ) وہ جب بھی جنگ کے شعلے بھڑکاتے ہیں اللہ اسے بجھا دیتا ہے (٨٦)۔

(۳)طلحہ بن مصرف(۸۷) کہتے ہیں...الرافضہ؛انکی عورتوں سے نکاح جائز نہیں اور نہ ان کا ذبیحہ کھایاجائے گا کیونکہ وہ مرتد ہیں(۸۸) اور انہوں نے کہا کہ اگر میں نے وضونہ کیاہوا ہوتا تو میں تمہیں بتاتا کہ رافضہ کیا کہتے ہیں(۸۹)۔

(۴) قتادہ(۹۰) کہتے ہیں کہ سبائیت ایسی بدعت ہے جونہ کتاب میں ہے نہ نبی ﷺ کی سنت میں (۹۱)۔

(۵)ابنِ شہاب الزہری(۹۲)کہتے ہیں میں نے سبائیت سے بڑھ کر عیسائیوں کے مشابہہ کوئی جماعت نہیں دیکھی(۹۳)۔

(۶) سفیان الثوری(۹۴) ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما کو گالی دینے والے کے بارے میں کہتے ہیں اللہ العظیم کی قسم وہ کافر ہیں(۹۵)۔

رقبہ بن مصلقہ(۹۶) کہتے ہیں کہ رافضیوں نے توبہتان کو اپنی حجت بنالیاہے(۹۷)۔

(۸) عاصم الاحول(۹۸) کہتے ہیں کہ میرے پاس ایک آدمی لایا گیا جس نے عثمان کو گالی دی تھی تو میں نے اسے دس کوڑے مارے تو اس نے پھر گالی دی تو میں نے دس اور مارے تو وہ گالی دیتارہایہاں تک کہ میں نے اسے ستر کوڑے مارے(۹۹)۔

(۹)مسعر بن کدام(۱۰۰)رافضہ کے ایک آدمی کو کہتے ہیں مجھ سے دور ہو جا کیونکہ تو شیطان ہے (۱۰۱)۔

(۱۰)الاعمش(۱۰۲) کہتے ہیں میں نے ایسے لوگ دیکھے جنہیں صرف جھوٹا کہاجاتاتھا(۱۰۳)۔

(۱۱)الاوزاعی(۱۰۴) کہتے ہیں کہ جس نے ابو بکر الصدیق کو گالی دی تو وہ دین سے مرتد ہو گیااور اس کاخون مباح ہو گیا(۱۰۵)۔

(۱۲) شریک بن عبد اللہ القاضی (۱۰۶) کہتے ہیں تجھے اتنا ہی کافی ہے کہ رافضہ خبیث ہیں (۱۰۷) اور انہوں نے کہا ہر کسی سے علم حاصل کر سوائے رافضہ کے کیونکہ وہ حدیثیں گھڑتے ہیں اور اسے دین بنا لیتے ہیں (۱۰۸) اور انہوں نے کہا چار بندوں کی گواہی مسترد ہے اور ان میں ایک ہے ایسا رافضی جو یہ گمان کرتا ہے کہ اس کا کوئی امام ہے جسکی اطاعت اس پر فرض ہے (۱۰۹)۔

عبد اللہ بن ادریس کہتے ہیں (۱۱۰) کہ کسی رافضی کو حق شفعہ دینا جائز نہیں سوائے مسلمان کے لیے (۱۱۱)۔

(۱۴) ابو بکر عیاش (۱۱۲) کہتے ہیں کہ سوال کیا گیا کہ میرا ایک رافضی پڑوسی ہے جو بیمار ہو گیا ہے کیا اسکی عیادت کروں تو کہا اس کی عیادت ایسے کر جیسے تو کسی یہودی یا عیسائی کی عیادت کرتا ہے اور اس میں اجر کی امید نہ رکھ (۱۱۳)۔

(۱۵) عبد الرحمن بن مہدی (۱۱۴) کہتے ہیں کہ وہ دونوں ایک ہیں جہمی اور رافضی...اور ان سے سوال کیا گیا کسی ایسے شخص کے جنازے میں حاضر ہونے کا جس نے نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالی دی ہو تو انہوں نے جواب دیا کہ اگر ایسا آدمی میری نسل سے ہوتا میں اسے اپنا وارث نہ بناتا (۱۱۶)۔

سفیان بن عیینہ (۱۱۸) نے ایک آدمی سے کہا کہ ہم نے پانچ طبقے ایسے پائے ہیں جنہوں نے کفر کیا ہے اور وہ ایمان نہیں لائے اور ان میں انہوں نے رافضہ کا ذکر کیا۔ سفیان نے اپنے اصحاب سے کہا کہ اسے لکھ لو...اسے لکھ لو (۱۱۹) اور پھر کہا کبھی کسی رافضی کے پیچھے نماز نہ پڑھنا (۱۲۱،۱۲۰)۔

(۱۷) عبد الرزاق بن ہمام الصنعانی (۱۲۲) کہتے ہیں رافضی کافر ہیں (۱۲۳)۔

(۱۸) محمد بن یوسف الفریابی (۱۲۴) کہتے ہیں کہ ان سے سوال کیا گیا اس شخص سے متعلق جو ابو بکر کو گالی دے کہا کافر ہے۔ کہا اس کا جنازہ پڑھیں؟ کہا نہیں۔ کہا اس کے ساتھ کیا کیا جائے؟ کہنے

لگے لا الہ الا اللہ اسے اپنے ہاتھ سے چھوؤ بھی نہیں بلکہ ایک لکڑی لے کر اسے اٹھاؤ یہاں تک کہ اسے کسی گڑھے میں پھینک دو(۱۲۵) اور انہوں کہا میں رافضیوں اور جہمیوں کو زندیق دیکھتا ہوں(۱۲۶)۔

(۱۹) یحیٰ بن معین (۱۲۷) کہتے ہیں جس کسی نے عثمان رضی اللہ عنہ یا کسی ایک صحابی کو گالی دی وہ دجال ہے فاسق وملعون ہے اس کی حدیث قبول نہ کی جائے اور اس پر اللہ کی تمام فرشتوں کی اور تمام انسانیت کی لعنت ہے(۱۲۸)۔ انہوں نے کہا کہ میں کسی قدری کے پیچھے، جبکہ وہ داعی ہو اور کسی رافضی کے پیچھے جو ابو بکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم کو گالی دیتا ہو، نماز نہیں پڑھتا(۱۲۹)۔

ابو عبید القاسم بن سلام (۱۳۰) کہتے ہیں میں لوگوں میں رہا اور میں نے اہلِ کلام کے ساتھ گفتگو کی تو میں نے ان سب میں سب سے گندے اور غلیظ، سب سے کمزور دلیل کے مالک اور سب سے احمق رافضیوں سے بڑھ کر کسی کو بھی نہیں دیکھا۔ مجھے محاذ کے لوگوں کی قیادت سونپی گئی تو میں نے تین آدمیوں کو نکال باہر کیا جن میں دو رافضی اور ایک جہمی تھا اور میں نے انہیں کہا تمہارے جیسے لوگوں کا اہلِ ثغور (مجاہدین) میں کوئی کام نہیں اور میں نے انہیں نکال دیا(۱۳۲،۱۳۱)۔

احمد بن یونس(۱۳۳) کہتے ہیں کہ اگر ایک یہودی ایک بکری ذبح کرے اور ایک رافضی ایک بکری ذبح کرے تو میں یہودی کا ذبیحہ کھالوں گا اور رافضی کا ذبیحہ نہ کھاؤں گا کیونکہ وہ اسلام سے مرتد ہے(۱۳۴)۔

(۲۲) بشر الحافی (۱۳۵) کہتے ہیں جس نے اصحابِ رسول اللہ ﷺ کو گالی دی وہ کافر ہے چاہے وہ روزے رکھے اور نمازیں پڑھے اور گمان کرے کہ وہ مسلمان ہے(۱۳۶)۔

اسحاق بن راہویہ (۱۳۷) کہتے ہیں کہ جس نے اصحاب النبی ﷺ کو گالی دی اس کو سزا دی جائے اور اسے جیل میں ڈال دیا جائے۔

(۲۴)امام محمد بن اسماعیل البخاری (۱۳۹) کہتے ہیں میں اس میں فرق نہیں جانتا کہ کسی رافضی وجہمی کے پیچھے نماز پڑھوں یا کسی یہودی وعیسائی کے پیچھے۔ ان کو سلام بھی نہ کیا جائے نہ ان کی عیادت کی جائے، نہ ان کی عورتوں سے نکاح کیا جائے، نہ ان کی گواہی مقبول اور نہ ان کا ذبیحہ کھایا جائے(۱۴۰)۔

(۲۵)ابوزرعۃ الرازی کہتے ہیں کہ جب تو دیکھے کہ کوئی آدمی اصحابِ رسول اللہ ﷺ میں کسی کی تنقیص کرتا ہے تو جان لے کہ وہ زندیق ہے۔ اس لیے کہ ہمارے نزدیک رسول برحق ہیں، قرآن برحق ہے اور ہماری طرف یہ قرآن پہنچانے والے اور ان سنتوں کو پہنچانے والے اصحابِ رسول اللہ ﷺ ہی ہیں۔ یہ لوگ ہمارے ان پاکباز گواہوں پر جرح کرنا چاہتے ہیں تاکہ قرآن و سنت کو باطل ٹھہرادیں جبکہ جرح کے زیادہ لائق یہی زندیق ہیں(۱۴۱)۔

(۲۶)ابوسعید عثمان بن سعید الدارمی (۱۴۲) کہتے ہیں کہ ہم سے ابوالربیع الزاہرانی نے بیان کیا کہ ایک آدمی جو جہمیہ میں سے تھا اور اس کی آراء سے رافضیت کی بو آتی تھی تو ایک آدمی جو اس کا ساتھی تھا اور اس کے مذہب کو جانتا تھا کہنے لگا کہ میں جانتا ہوں کہ تم لوگ اسلام کو اپنا دین نہیں مانتے اور نہ اس کے عقیدہ کے حامل ہو تو پھر تم کس بات پر رافضی ہو اور حبِّ علی رضی اللہ عنہ کا دعویٰ کرتے ہو۔ تو وہ کہنے لگا کہ اگر میں تجھ سے سچ کہوں کہ اگر ہم اپنی رائے ظاہر کر دیں جس کا ہم عقیدہ رکھتے ہیں تو ہمیں کافر وزندیق کہا جائے گا جبکہ ہم نے ایسی اقوام کو دیکھا ہے جو حبِّ علی رضی اللہ عنہ کا دعویٰ کرتی ہیں اور اسے ظاہر بھی کرتی ہیں پھر وہ جس رستے کو چاہتی ہیں اختیار کر لیتی ہیں اور وہ جو چاہتی ہیں عقیدہ رکھتی ہیں اور وہی کہتی ہیں جو چاہتی ہیں پس ان کی نسبت رفض اور تشیع کی طرف کر دی گئی ہے۔ اس لیے ہم اپنے مذہب میں نرم ترین گوشہ یہی دیکھتے ہیں کہ اس شخص سے محبت کا دعویٰ کیا جائے اور پھر جو ہماری مرضی ہو عقیدہ رکھیں، جو مرضی ہو کہیں اور جس چیز میں مرضی ہو داخل ہو جائیں۔ پس ہمیں شیعہ رافضہ کہا جائے تو یہ بات ہمیں اس سے زیادہ پسند ہے کہ ہمیں زنادقہ یا کفار کہا جائے... اس شخص نے اپنے بارے میں بہت درست تشبیہ بیان کی ہے حتیٰ کہ ان کے بعض بڑے بڑے عقلاء نے اس بات کو

بیان کیا کہ وہ تشیع کے پردے میں پناہ لیتے ہیں اور اپنے کلام اور خطبوں میں اس کا سہار الیتے ہیں۔ پھر اس تشیع کو غافل لوگوں کا شکار کرنے کا ذریعہ بناتے ہیں۔ پھر اپنے خطبوں کے دوران اپنے کفر وزندقہ کو بیان کرتے ہیں تا کہ جاہلوں کے دلوں میں یہ کفر گھر کر جائے۔ پس اگر اہلِ جہالت خود اس کے بارے میں مشکوک ہیں تو اہلِ علم کو یقین ہے...ولا حول ولا قوۃ الا باللہ (۱۴۳)۔

(۲۷) محمد بن حسین الآجری (۱۴۴) کہتے ہیں رافضہ لوگوں میں سب سے برے حال کے لوگ ہیں وہ جھوٹے اور جھگڑالو ہیں اور یہ کہ علی رضی اللہ عنہ اور آپ کی پاک اولاد رافضی کے ان دعووں سے بری ہیں اور اللہ الکریم نے بھی علی رضی اللہ عنہ اور آپ کی پاک اولاد کو رافضیت کے گند اور گندگی سے محفوظ رکھا (۱۴۵)۔

(۲۸) ابو بکر بن ہانی کہتے ہیں کہ رافضی اور قدریہ کا ذبیحہ نہ کھایا جائے جیسے کہ مرتد کا ذبیحہ نہیں کھایا جاتا جبکہ کتابی کا ذبیحہ کھایا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ مرتد کے قائمقام ہیں جبکہ اہلِ ذمہ تو اپنے دین پر قرار پکڑتے ہیں اور اس پر جزیہ دیتے ہیں (۱۴۶)۔

تراجم وحوالہ جات

(۸۶) منہاج السنۃ، فصل؛ مشابہۃ الرافضہ للیھود والنصاریٰ من وجوہ کثیرہ۔

(۸۷) امام الذہبی کہتے ہیں الامام، الحافظ المقری المجدد، شیخ الاسلام، ابو محمد الیامی الہمدانی الکوفی۔ انہوں نے انس بن مالک رحمہ اللہ سے اور عبد اللہ بن ابی اوفیٰ سے حدیث بیان کی۔ 112 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۸۸) اسے روایت کیا ابنِ بطہ نے "الشرح والابانہ" میں

(۸۹) اسے روایت کیا اللالکائی نے شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ میں۔

(۹۰) الذہبی کہتے ہیں قتادہ بن دعامہ بن قتادہ... حافظ العصر، قدوۃ المفسرین والحدیث، ابو الخطاب السدوسی البصری۔ انہوں نے عبد اللہ بن سرجس اور انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ وہ علم کی بلندیوں پر تھے اور قوت، حافظہ میں ان کی مثالیں بیان کی جاتی تھیں۔ ان سے بڑے بڑے ائمہ نے روایت کیا ہے۔ 60 ہجری میں پیدا ہوئے۔ ان کے بارے میں سفیان الثوری نے فرمایا وہ دنیا میں قتادہ کی مانند تھے۔ 117 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۹۱) تفسیر طبری قولہ تعالیٰ (هُوَ الَّذِي أَنزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ . . . الایۃ) آل عمران 7۔

(۹۲) ابنِ کثیر کہتے ہیں الزہری محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن شہاب... ابو بکر القرشی الزہری۔ ائمہ اعلام میں سے ہیں۔ جلیل القدر تابعی ہیں اور انہوں نے بہت سے تابعین سے سماع بھی کیا ہے۔ 58 ہجری میں پیدا ہوئے۔ امیر المومنین عمر بن عبد العزیز نے فرمایا تم اس ابن شہاب کو لازم پکڑو کیونکہ تمہیں سنتِ ماضیہ کا اس سے بڑھ کر عالم نہیں ملے گا۔ 124 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۹۳)الآجری نے اسے کتاب الشریعہ میں روایت کیا۔

(۹۴)الذہبی کہتے ہیں وہ شیخ الاسلام، امام الحفاظ، سید العلماء العالمین فی زمانہ، ابو عبد اللہ الثوری، الکوفی المجتہد ہیں ان سے ایک جماعت نے چھ دیوان نقل کیے۔97 ہجری میں پیدا ہوئے۔ابنِ عیینہ کہتے ہیں میں نے حلال وحرام کا سفیان ثوری سے بڑھ کر کوئی عالم نہیں دیکھا۔

(۹۵)اسے امام الذہبی نے السیر میں ان کے ترجمہ میں ذکر کیاہے۔

(۹۶)الذہبی کہتے ہیں الامام الثبت العالم ابو عبد اللہ العبدی الکوفی انہوں نے انس بن مالک، عطاء بن ابی رباح اور نافع سے حدیث بیان کی ہے۔العجلی کہتے ہیں وہ ثقہ تھے اور عرب کے رجالات میں شمار کیے جاتے تھے۔129 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۹۷) اسے ابنِ بطہ نے الشرح والابانہ میں روایت کیا۔

(۹۸)الذہبی کہتے ہیں عاصم بن سلیمان الامام الحافظ، محدث البصرۃ، ابو عبد الرحمن البصری، الاحول، محتسب المدائن۔ انہوں نے عبداللہ بن ابی سرجس اور انس بن مالک، معاذہ اور حفصہ بنت سیرین، عبداللہ بن شقیق العقیلی، ابو قلابہ، الشعبی، ابو العثمان النہدی، حسن، ابن سیرین سے روایت کی اور آپ معدود حفاظ میں سے تھے۔134 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۹۹) اللالکائی نے شرح اصول الاعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ مین بیان کیا۔

(۱۰۰) الذہبی کہتے ہیں امام الثبت، شیخ العراق، ابو سلمۃ الہلالی، الکوفی، الاحول، الحافظ، من اسنان شعبہ، ان سے سفیان بن عیینہ اور یحیٰ القطان نے روایت کی۔یعلیٰ بن عبید کہتے ہیں کہ مسعر نے علم اور تقویٰ کو جمع کیاہوا تھا۔155 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۱۰۱) اسے اللالکائی نے شرح اصول الاعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ میں روایت کیا۔

(۱۰۲)الذہبی کہتے ہیں سلیمان بن مہران الامام، شیخ الاسلام، شیخ المقرئین والمحدثین، ابو محمد الاسدی الکاہلی مولاہم، الکوفی، الحافظ ،ان کے اندر کچھ تشیع بھی تھا۔ 61 ہجری میں پیدا ہوئے۔ یحیٰ بن سعید بن القطان کہتے ہیں وہ اسلام کے علامہ تھے۔148 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۱۰۳) ابن تیمیہ نے المنہاج میں کہا کہ یہ آثار ثابت ہیں جنہیں ابو عبد اللہ بن بطہ نے ''الابانۃ الکبریٰ''میں روایت کیا۔

(۱۰۴)الذہبی کہتے ہیں عبد الرحمن بن عمرو بن یحمد، شیخ الاسلام، اہلِ شام کے عالم، ابو عمرو الاوزاعی۔ وہ دمشق میں محلہ الاوزاع میں رہتے تھے پھر بیروت کی طرف محاذوں کی طرف منتقل ہو گئے اور اپنی موت تک وہیں رہے۔ ان کی ولادت صحابہ کے زمانہ میں ہوئی۔ وہ بہت خیر والے، کثیر علم والے حدیث و فقہ کے ماہر اور حجۃ تھے۔88 ہجری میں پیدا ہوئے۔ امام مالک کہتے ہیں الاوزاعی امام ہیں جن کی اقتدا کی جاتی ہے۔157 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۱۰۵) اسے ابنِ بطہ نے ''الشرح والابانہ''میں روایت کیا۔

(۱۰۶) الذہبی کہتے ہیں؛شریک بن عبد اللہ العلامۃ الحافظ القاضی، ابو عبد اللہ النخعی، اعلام میں سے ایک ہیں اور ان کا شمار کبار فقہاء میں ہوتا ہے۔95 ہجری میں پیدا ہوئے امام احمد بن حنبل ان کے بارے میں کہتے ہیں وہ عاقل، صدوق، اور محدث تھے اور اہل ریب و بدعت کے خلاف بہت شدید تھے۔178 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۱۰۷) اسے الاٰجری نے کتاب الشریعہ میں روایت کیا۔

(۱۰۸)ابنِ تیمیہ المنہاج میں کہتے ہیں یہ آثار ثابتہ ہیں جنہیں ابو عبد اللہ بن بطہ نے الابانۃ الکبریٰ میں روایت کیا۔

(۱۰۹) المغنی لابنِ قدمہ؛مسئلہ یعتبر فی الشاہد سبعۃ شروط۔

(۱۱۰) ابن ابی حاتم کہتے ہیں عبد اللہ بن ادریس بن یزید الاودی الکوفی ابو محمد۔ انہوں نے اپنے والد، الشیبانی، مطروف، مالک بن انس سے روایت کی اور ان سے مالک بن انس نے روایت کی۔ امام احمد کہتے ہیں کہ وہ اپنی مثال آپ تھے۔192 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۱۱۱) الصارم المسلول، فصل؛فاما من سب احداً من اصحاب رسول اللہ ا من اهل بیته وغیرهم۔۔۔

(۱۱۲)الذہبی کہتے ہیں ابو بکر بن عیاش ابن سالم الاسدی مولاہم، الکوفی المقری الفقیہ، المحدث، شیخ الاسلام و بقیۃ الاعلام... انہوں نے قرآن پڑھا اور تین مرتبہ عاصم بن ابی النجود کے پاس تجوید پڑھی۔95ہجری میں پیدا ہوئے۔ امام ابن مبارک کہتے ہیں میں نے سنت کی طرف سبقت کرنے میں ابو بکر بن عیاش سے تیز کوئی نہیں دیکھا۔193ہجری میں فوت ہوئے۔

(۱۱٦) کیونکہ وہ صحابہ کو گالی دینے والے کو کافر قرار دیتے ہیں اور نبی سے روایت کہ {لا یتوارث اهل ملتین شتی} دو مختلف ملتوں کے افراد ایک دوسرے کے وارث نہیں بن سکتے{اسے احمد اور ابو دائود نے روایت کیا}۔

(۱۱۷)اسے ابن بطہ نے الشرح والابانہ میں روایت کیا۔

(۱۱۸) الذہبی کہتے ہیں سفیان بن عیینہ بن ابی عمران میمون...الامام الکبیر، حافظ العصر، شیخ الاسلام، ابو محمد الہلالی، الکوفی، ثم المکی...انہوں نے حدیث کی طلب کا سفر اس وقت شروع کیا جبکہ بہت کم سنی کی عمر میں تھے۔ انہوں نے کبار علماء سے اکتسابِ علم کیا اور بہت کثیر علم جمع کیا۔ انہوں نے مہارت حاصل کی تصنیف کا کام کیا اور ساری عمر اس سفر کو جاری رکھا۔ آپ کے پاس خلقت کا ازدھام رہتا تھا اور آپکی سند انتہائی اعلیٰ تھی لوگ زمانوں تک دور دور سے آپ کے پاس سفر کر کے آتے رہے۔107 ہجری میں پیدا ہوئے۔ امام الشافعی ان کے بارے میں کہتے ہیں میں سفیان بن عیینہ کے علاوہ کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا جس کے اندر علم کا آلۃ جمع تھا۔198ہجری میں فوت ہوئے۔

(۱۱۹) اسے البیہقی نے ''کتاب القضاء والقدر'' میں روایت کیا۔

(۱۲۰)اس کے بارے میں ان ائمہ کی تفصیل آئے گی جنہوں نے رافضی کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع کیا۔ یہ ان لوگوں پر رد ہے جنہوں نے مسلمانوں کے خلاف خروج کرتے ہوئے رافضیوں کے ساتھ مشترک نماز کی بدعت ایجاد کی۔ یہ اس مقصد کے تحت کیا گیا تاکہ بت پرستوں کا اتحاد قائم ہو اور ایسے لوگوں کو جان لینا چاہیے کہ ان کی نماز باطل ہے کیونکہ امام کی شروط میں یہ بھی ہے کہ وہ مسلمان ہونا چاہیے!

(۱۲۱) اسے اللالکائی نے شرح اصول الاعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ میں روایت کیا۔

(۱۲۲)الذہبی کہتے ہیں عبد الرزاق بن ہمام بن نافع، الحافظ الکبیر یمن کے عالم ہیں ابو بکر الحمیری مولاہم، الصنعانی، الثقہ انہوں نے عبید اللہ بن عمر سے بیان کیا اور انکے بھائی عبد اللہ سے، ابن جریج اور معمر سے بیان کیا۔ اسی طرح انہوں نے حجاج بن ارطاۃ، الاوزاعی، سفیان الثوری، مالک بن انس اور اپنے والد سے بیان کیا۔ جبکہ ان کے شیخ سفیان بن عیینہ، امام احمد بن حنبل، ابنِ راہویہ، یحیٰ بن معین اور علی المدینی ان سے روایت کیا۔ شیخ الاسلام، اپنے وقت کے محدث اور آپ ان لوگوں میں سے ہیں جن سے اصحابِ صحاح نے دلیل پکڑی ہے۔126ہجری میں پیدا ہوئے اور 211ہجری میں فوت ہوئے۔

(۱۲۳) اسے ابن عساکر نے ان کے ترجمہ میں تاریخ دمشق میں ذکر کیا۔

(۱۲۴)الذہبی کہتے ہیں محمد بن یوسف بن واقد بن عثمان الفریابی، الامام الحافظ، شیخ الاسلام ابو عبد اللہ الضبی، مولاہم، انہوں نے فلسطین میں قیساریہ کے ساحل پر سکونت اختیار کی۔ ان سے امام بخاری اور امام احمد بن حنبل نے سماع کیا۔ بخاری نے کہا کہ وہ اپنے زمانے کے افضل لوگوں میں سے تھے۔212ہجری میں وفات پائی۔

(۱۲۵) اسے الخلال نے کتاب السنۃ میں روایت کیا۔

(۱۲۶) اسے اللالکائی نے شرح اعتقاد اصول اہل السنۃ والجماعۃ میں روایت کیا۔

(۱۲۷) الذہبی کہتے ہیں امام حافظ مجتہد شیخ المحدثین ابوزکریا یحیٰ بن معین ابن عون۔ کہا گیا کہ ابنِ معین اصل میں الانبار سے ہیں اور ان کی پرورش بغداد میں ہوئی۔ 185 ہجری میں پیدا ہوئے۔ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے ہاتھ سے ایک لاکھ احادیث لکھیں۔ 233 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۱۲۸) اسے ابن حجر تہذیب التہذیب میں تلید بن سلیمان المحاربی کے ترجمہ میں ذکر کیا ہے۔

(۱۲۹) تاریخ یحیٰ بن معین للدوری

(۱۳۰) ابن کثیر کہتے ہیں ابوعبید القاسم بن سلام البغدادی لغت، فقہ حدیث، قرآن، اخبار، ایام الناس کے ائمہ میں سے ہیں۔ ان کی بہت سی تصنیفات ہیں۔ 175 ہجری میں پیدا ہوئے۔ طرطوس میں قضاء کے عہدے پر فائز ہوئے۔ اسحاق بن راہویہ نے کہا کہ اللہ حق بات کہنے سے نہیں شرماتا، ابوعبید مجھ سے، احمد بن حنبل اور شافعی سے زیادہ علم والے ہیں۔ 224 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۱۳۱) دیکھو کہ کیسے امام نے انہیں بدعتی ہونے کے سبب (مجاہدین کے ساتھ سے محروم کیا) انہیں محاذوں سے نکال دیا۔ کیونکہ بدعت اللہ کی معصیت ہے اور معصیت دشمن کے سامنے شکست کا سب سے بڑا سبب ہے۔ پس ان کے لیے نصرت کہاں جو رافضی سے دوستی لگا کر اپنے زعم میں مشترکہ دشمن کے خلاف جہاد کرتے ہیں۔

(۱۳۲) اسے الخلال نے کتاب السنۃ میں روایت کیا۔

(۱۳۳) الذہبی کہتے ہیں الامام الحجۃ، الحافظ، ابوعبداللہ احمد بن عبداللہ بن یونس التمیمی۔ 132 ہجری میں پیدا ہوئے۔ ایک آدمی نے امام احمد سے سوال کیا کہ میں کس کی بات لکھوں تو انہوں نے کہا کہ تو احمد بن یونس کے پاس چلا جا کہ وہ شیخ الاسلام ہیں۔ 227 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۱۳۴) الصارم المسلول، فصل، فامامن سب احداً من اصحاب رسول اللہ ﷺ من اهلِ بیته وغیرهم۔

(۱۳۵)الذہبی کہتے ہیں بشر بن حارث بن عبد الرحمن بن عطاء، الامام العالم، المحدث الزاہد، الربانی، القدوۃ، شیخ الاسلام، ابو نصر المروزی، ثم البغدادی المشہور بالحافی۔ انہوں نے علم کی طلب میں سفر کیا تو اسے مالک، شریک، حماد بن زید، فضیل بن عیاض اور ابنِ مبارک سے حاصل کیا۔ آپ ورع و زہد و اخلاص میں یکتا تھے۔152 ہجری میں پیدا ہوئے۔ ان کے بارے میں الدار قطنی نے کہا زاہد، جبل، ثقہ۔227 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۱۳۶) اس ابن بطہ الشرح والابانہ میں روایت کیا۔

(۱۳۷) الذہبی کہتے ہیں امام کبیر، شیخ المشرق، سید الحفاظ، ابو یعقوب بن ابراہیم بن مخلد التمیمی ثم الحنظلی المروزی۔ وہ اپنے حافظہ کے ساتھ تفسیر کے امام تھے، فقہ کے سردار اور ائمہء اجتہاد میں سے تھے۔161 ہجری میں پیدا ہوئے۔ ابو نعیم کہتے ہیں کہ اسحاق امام احمد کے ہم پلہ تھے وہ احادیث کو جاری کرنے والے اور اہلِ زیغ کو تباہ کرنے والے تھے۔238 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۱۳۸)الصارم المسلول، فصل، فامامن سب احداً من اصحاب رسول اللہ ﷺ من اهلِ بیته وغیرهم۔

(۱۳۹) ابن کثیر کہتے ہیں وہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرہ بن بردزبۃ الجعفی، مولاہم، ابو عبد اللہ البخاری، الحافظ، اپنے زمانے میں اہل حدیث کے امام تھے اور ان کی اقتدیٰ کی جاتی تھی۔ وہ اپنے زمانے کے افضل لوگوں میں سے تھے۔194 ہجری میں پیدا ہوئے۔ ابو حاتم الرازی کہتے ہیں محمد بن اسماعیل عراق میں سب سے زیادہ علم رکھنے والے تھے۔ وہ256 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۱۴۰)خلق افعال العباد، باب ماذکر اہل العلم للمعطلة الذین یریدون ان یبدلو اکلام اللّٰہ۔

(۱۴۱)الکفایه فی علم الروایة للخطیب البغدادی۔ باب ماجاء فی تعدیل اللّٰہ ورسوله للصحابه

(۱۴۲)الذہبی کہتے ہیں عثمان بن سعید بن خالد بن سعید، الامام العلامہ الحافظ الناقد، شیخ تلک الدیار، ابوسعید التمیمی الدارمی السجستانی انہوں نے علمِ حدیث حاصل کیا اور اس کی علل علی، یحیٰ، اور احمد سے سیکھیں۔ اپنے زمانے میں فائق تھے ۔وہ سنت کی زبان بولتے اور مناظر کی آنکھ رکھتے تھے۔200ہجری میں پیدا ہوئے اور 280ہجری میں فوت ہوئے۔

(۱۴۳) الرد علی الجهمية باب الاحتجاج فی اکفار الجهمية۔

(۱۴۴) الذہبی کہتے ہیں الامام المحدث القدوۃ شیخ الحرم الشریف، ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ البغدادی، الآجری صاحبِ تالیفات، وہ صدوق تھے، خیر پر تھے اور عابد تھے صاحبِ سنت و اتباع تھے۔ خطیب بغدادی کہتے ہیں وہ دیندار اور ثقہ تھے۔360ہجری میں فوت ہوئے۔

(۱۴۶)الصارم المسلول، فصل، فامامن سب احداً من اصحاب رسول اللّٰہ ﷺ من اهلِ بيته وغيرهم۔

الفصل (٦)

ائمہ اہلِ بیت کے اقوال رافضیوں کے بارے میں

اس فصل کا آغاز ہم امام الآجری کے کلام سے کرتے ہیں جو انہوں رافضیوں کے متعلق اپنی کتاب ''الشریعہ ''میں اہل بیت کے ائمہ رضی اللہ عنہم سے نقل کیا ہے۔ چنانچہ آجری کہتے ہیں کہ تمام اولادِ علی بن ابی طالب، فاطمۃ سیدۃ نسآء اہل الجنۃ الزہراء، حسن، حسین، عقیل بن ابی طالب اور انکی اولاد، جعفر الطیار رضی اللہ عنہم بن ابی طالب اور انکی تمام پاک وپوتر ومبارک اولاد مذہبِ رافضیت سے اتناہی بری ہیں جتنارافضیت ہدایت کے رستے سے دور ہے۔

اہل بیتِ رسول ااعلیٰ قدر والے، سب سے بہتر رائے والے اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی سب سے زیادہ پہچان ومعرفت والے ہیں جنکی طرف رافضیت جھوٹی نسبت رکھتی ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور جن کا ان کی اولاد میں سے ہم تذکرہ کریں گے ان سب پاکباز لوگوں کو ان کے شر محفوظ رکھا کہ وہ براہین ودلائل کے ساتھ ان سے بری ہیں اور جن کا ہم نے ذکر کیا وہ ابو بکر عمر وعثمان، طلحہ وزبیر، عائشہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تمام صحابہ کے ساتھ جنت میں آپس میں بھائی بھائی ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں سے ہر قسم کی ''غل''اور میل کچیل کو نکال دیاہے جیسے کہ اللہ فرماتے ہیں { وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ } اور ان کے دلوں میں جو کچھ رنجش وکینہ تھا ہم سب کچھ نکال دیں گے وہ بھائی بھائی بنے ہوئے ایک دوسرے آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوں گے (الحجر 47)۔

اس سے قبل ہم نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا ابو بکر وعمر وعثمان اور باقی صحابہ رضوان اللہ علیہم کے بارے میں مذہب وموقف بیان کیاہے۔ جیسے کہ ذکر کیا گیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے عظیم فتنہ کے بارے میں اور پھر جنابِ علی رضی اللہ عنہ کا اللہ کے سامنے اس سے برأت کا اظہار کرنا۔

یہ رافضہ کے بارے میں ان ائمہ اہل بیت کے اقوال ہیں!

(۱) امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "اے اللہ ہمارے ساتھ بغض رکھنے والے اور ہمارے ساتھ محبت کرنے والے ہر غالی پر لعنت فرما(۱۴۸) اور فرماتے ہیں کہ کوئی مجھے ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت نہ دے اور جو کوئی ایسا کرے گا میں اسے بہتان کی حد کے کوڑے ماروں گا((۱۴۹)۔ جناب علی رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ مسجد کے دروازے پر کچھ لوگ ہیں جو آپ کو رب کہہ کر پکار رہے ہیں تو آپ نے انہیں بلوا بھیجا اور آپ نے فرمایا تم ہلاک ہو جاؤ کیا بکتے ہو؟ کہنے لگے آپ ہمارے خالق ہیں، ہمارے رازق ہیں۔ آپ نے فرمایا تمہیں ہلاکت ہو میں تمہاری طرح کا آدمی ہوں اور تمہاری طرح کھانا کھاتا ہوں اور ویسے ہی پیتا ہوں جیسے تم پیتے ہو اگر میں اللہ کی اطاعت کروں گا تو وہ اگر چاہے گا تو مجھے ثواب دے گا اور اگر میں اس کی نافرمانی کروں گا تو مجھے اس کے عذاب کا ڈر ہے۔ پس اللہ سے ڈرو اور یہاں سے چلے جاؤ تو انہوں نے انکار کر دیا۔ پھر اگلے دن وہ پھر آگئے۔ تو جنابِ علی رضی اللہ عنہ کے غلام قنبر آئے اور انہوں نے آپ کو خبر دی کہ وہ لوگ واپس آگئے ہیں اور وہی باتیں دہرا رہے ہیں تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا انہیں اندر آنے دو۔ پھر جب تیسرا دن ہوا تو علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم باز نہ آئے تو میں تمہیں بدترین طریقہ سے قتل کر دوں گا تو انہوں نے پھر بھی انکار کر دیا تو علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے قنبر ان کے ساتھیوں کو بھی لے آؤ اور ان کے لیے مسجد کے دروازے اور قصرِ خلافت کے درمیان خندق کھودی گئی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ خندق زمیں میں گہری کھودو پھر آپ نے فرمایا میں تمہیں اس میں ڈالنے والا ہوں اپنے کلام سے لوٹ جاؤ تو انہوں نے انکار کر دیا تو آپ نے انہیں خندقوں میں جلوا دیا اور جب وہ جل گئے تو آپ نے یہ شعر کہا...

اِنِّیْ اِذَا رَاَیْتُ اَمْراً مُنْكَراً — اَوْقَدْتُّ نَارِیْ وَدَعَوْتُ قَنْبَرَ

میں جب کوئی منکر کام دیکھتا ہوں تو آگ جلاتا ہوں اور قنبر کو بلا لیتا ہوں(۱۵۰)۔

(۲) حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب انہیں کہا گیا کہ شیعہ کہتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ قیامت سے قبل پھر مبعوث کیے جائیں گے تو کہا وہ جھوٹ بولتے ہیں نہ یہ ان کے شیعہ ہیں اور اگر علی رضی اللہ عنہ نے دوبارہ آنا ہوتا تو ہم نہ ان کی بیویوں کی شادیاں کرواتے اور نہ انکی وراثت تقسیم کرتے (۱۵۱)۔

(۳) زین العابدین؛ علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (۱۵۲) نے ایک رافضی کو جس نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق سوال کیا، فرمایا تیری ماں تجھے گم پائے اسے تو اس ہستی نے صدیق کا لقب دیا تھا جو مجھ سے بہتر تھے ، رسول اللہ ﷺ ، مہاجرین اور انصار نے تو جو کوئی اسے صدیق نہ کہے اللہ اس کو سچا نہ کرے گا اور فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ میرے پاس عراق سے آئے اور انہوں نے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کا ذکر کیا اور ان دونوں کو گالی دی پھر انہوں نے عثمان کے بارے میں زبانِ طعن دراز کی تو میں نے انہیں گالی دی (۱۵۴)۔

(۴) حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ایک رافضی سے فرماتے ہیں اگر اللہ نے ہمیں تمہارے اوپر غلبہ عطا کیا تو ہم تمہارے ہاتھ اور پاؤں اُلٹے رخ سے کاٹ دیں گے اور تم میں سے کسی کی توبہ قبول نہ کریں گے۔ تو آپ سے کہا گیا کہ آپ ان کی توبہ کیوں قبول نہ کریں گے تو فرمایا ہم تم سے زیادہ اس قوم کو جانتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں اگر چاہیں تو تمہاری تصدیق کریں گے اور اگر چاہیں تو تکذیب کر دیں گے اور یہ سمجھتے ہیں کہ یہ بات انہیں تقیہ میں جائز ہے (۱۵۶) اور فرماتے ہیں کہ میرے پاس مغیرہ بن سعید آیا (۱۵۷) اور اس نے رسول اللہ ﷺ سے میری قرابت اور مشابہت کا تذکرہ کیا۔ جب کہ میں اور ایک اور نوجوان رسول اللہ کے مشابہہ تھے۔ پھر وہ ابو بکر و عمر پر لعنت کرنے لگا تو میں نے کہا اے اللہ کے دشمن میرے پاس بیٹھ کر یہ بکواس ، پھر میں نے اسے گردن سے دبوچ لیا اللہ کی قسم یہاں تک کہ اسکی زبان لٹک گئی (۱۵۸)۔

(۵) ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (۱۵۹) نے ایک رافضی سے کہا { واللہ ان قتلك لقربة الى الله } اللہ کی قسم تیرا قتل اللہ کی قربت کا ذریعہ ہے (۱۶۰) اور

انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ عراق میں ایک قوم ابو بکر و عمر پر طعن کرتی ہے اور یہ دعویٰ کرتی ہے کہ وہ ہم سے محبت رکھتے ہیں اور انہیں یہ زعم ہے کہ میں نے انہیں ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔ پس تم انہیں یہ خبر پہنچا دو کہ میں اللہ کی طرف ان سے برأت کا اظہار کرتا ہوں اس ذات کی قسم جس کے قبضہء قدرت میں میری جان ہے اگر مجھے ولایت مل جائے تو میں ان کا خون بہا کر اللہ کا تقرب حاصل کروں گا(۱۶۱)۔

(۶)زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (۱۶۲)کہتے ہیں رافضی میرے ساتھ اور میرے والد کے خلاف لڑنے والے ہیں۔ رافضیوں نے میرے خلاف ایسے خروج کیا جیسے خارجیوں نے علی کے خلاف خروج کیا(۱۶۳)۔

(۱۵۸) اسے الذہبی نے السیر میں نقل کیا۔

(۱۵۹) الذہبی کہتے ہیں السید الامام ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہ العلوی الفاطمی المدنی اور یہ جناب زین العابدین کے بیٹے ہیں انہوں نے اپنے دونوں دادا نبی ﷺ اور علی رضی اللہ عنہ سے مرسلاً روایت کی ہے اور اپنے دادا حسن و حسین سے بھی مرسلاً روایت کی ہے۔ اسی طرح انہوں نے ابن عباس، ام سلمہ، اماں عائشہ رضی اللہ عنہم، سے مرسلاً اور ابن عمر، جابر، ابی سعید، عبد اللہ بن جعفر، سعید بن المسیب اور اپنے والد زین العابدین اور محمد بن الحنفیہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے... ابو ہریرۃ، سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہم سے مرسلاً روایت کی ہے۔ ابو جعفر امام تھے، مجتہد، بڑی شان والے تھے لیکن وہ قرآن میں ابن کثیر وغیرہ کے ہم پلہ نہ تھے اور فقہ میں ابی الزناد، ربیعہ کے برابر نہ تھے اور نہ ہی حفظ میں وہ قتادہ اور ابن شہاب کے ہم پایہ تھے لیکن ان کی ہم تنقیص نہیں کرتے بلکہ ہم ان سے محبت رکھتے ہیں ان کی کمال صفات کے سبب جو ان میں جمع تھیں۔ حفاظ کا ابو جعفر کے ساتھ احتجاج کرنے پر اتفاق ہے۔56ہجری میں پیدا ہوئے۔ بسام الصیرفی کہتے ہیں کہ میں نے ابو جعفر سے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق سوال کیا تو وہ کہنے لگے اللہ کی قسم میں ان کو دوست رکھتا ہوں

اور ان کے لیے اللہ سے استغفار کرتا ہوں اور میں نے اپنے اہلِ بیت میں کسی کو ایسا نہیں پایا جو انہیں دوست نہ جانتا ہو۔114ہجری میں فوت ہوئے۔

(۷)عبد اللہ بن حسن بن حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ ہمارے اہلِ قبلہ کے اندر کوئی کافر ہے تو انہوں نے کہا ہاں، رافضہ ہیں۔ انہوں نے السدی سے کہا اے سدیؒ ہمیں تم کوفہ کے شیعہ کی خبر دو۔ انہوں نے کہا کہ وہ ایسی قوم ہیں جو آپ سے محبت کا دعویٰ کرتی ہیں اور یہ زعم رکھتی ہیں کہ روحیں تناسخ کرتی ہیں۔ تو انہوں نے کہا اے سدی یہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں نہ یہ ہم سے ہیں اور نہ ہی ہم ان سے ہیں۔ پھر انہوں نے کہا ہمارے ہاں ایک اور قوم ہے جو یہ زعم رکھتی ہے کہ علم آپ کے دلوں میں القا کیا جاتا ہے تو انہوں نے کہا اے سدی نہ یہ ہم سے ہیں نہ ہم ان سے ہیں(۱۶۵)۔

جعفرِ صادق بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (۱۶۶) کی طرف ایک رافضی نے سوال بھیجا کہ ''کیا وہ جنت میں ہے یا وہ جہنم میں ہے؟'' تو آپ نے کہا وہ جہنم میں ہے پھر انہوں نے کہا کہ تمہیں پتہ ہے کہ میں نے کیسے جانا کہ وہ رافضی ہے کیونکہ وہ یہ زعم رکھتے ہیں کہ میں علمِ غیب جانتا ہوں اور جو کوئی اللہ کے علاوہ کسی کے بارے میں یہ گمان رکھتا ہے کہ وہ عالم الغیب ہے تو وہ کافر ہے اور کافر آگ میں ہے(۱۶۷)۔ اور انہوں نے کہا اللہ اس سے بری ہے جو ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما سے بری ہو(۱۶۸) اور انہوں نے کہا کہ عراق کے بعض خبیث لوگ یہ زعم رکھتے ہیں کہ ہم ابو بکر وعمر کے بارے میں طعن کرتے ہیں جبکہ وہ دونوں تو میرے والد ہیں(۱۶۹)۔

(۹) عمر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (۱۷۰) کہتے ہیں اللہ کی قسم یہ لوگ ہماری عزتوں کو رسوا کرنے والے ہیں(۱۷۱)۔

(۱۰) عبد اللہ بن حسن بن حسین رضی اللہ عنہ سے ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ان دونوں پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس پر

رحم نہ کرے جو ان پر سلام نہیں بھیجتا۔ ہم کل ان لوگوں سے بری ہوں گے جنہوں نے ہمیں آڑ بنالیا ہے(۱۷۴)۔

(۱۲) ایک رافضی نے حسن بن زید بن محمد بن اسماعیل بن حسن بن زید بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں ام المومنین الصدیقہ بنت الصدیق پر بہتان باندھا تو آپ نے کہا اے نوجوان اس کی گردن اڑادے تو علوی ان سے کہنے لگے یہ آدمی ہمارے شیعہ میں سے ہے تو انہوں نے کہا اللہ کی پناہ اس آدمی نے نبی ﷺ پر طعن کیا ہے۔ اللہ فرماتے ہیں {الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ أُولَئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ} خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لیے ہیں اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لیے اور پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لیے اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لیے ہیں یہ لوگ بری ہیں ان باتوں سے جو وہ کہتے ہیں۔ ان کے لیے ان کے رب کے ہاں مغفرت اور کریم رزق ہے{النور ۲۶}۔ پس اگر عائشہ نعوذ باللہ خبیثہ تھی تو نبی ﷺ بھی اس سے متصف ٹھہرے تو وہ کافر ہے اس کی گردن اڑادو، تو پھر اس کی گردن اڑادی گئی(۱۷۵)۔

(۱۳) علی بن محمد بن زید بن محمد بن اسماعیل بن حسن بن زید بن حسن بن علی بن ابی طالب (۱۷۶) کے پاس ایک رافضی عراق سے آیا تو وہ ان کے سامنے بھونکنے لگا اور اس نے عائشہ رضی اللہ عنہ کا ذکرِ بد کیا تو وہ اٹھے اور انہوں نے ایک ڈنڈا لیکر اسے مارنا شروع کر دیا اور اس کا دماغ باہر نکال ڈالا اور اسے قتل کر دیا۔ تو ان سے کہا گیا کہ یہ ہمارے شیعہ میں سے تھا اور ہمیں دوست رکھتا تھا تو آپ نے کہا اس نے میرے جد کو قرنان(۱۷۷) کہا اور جس نے میرے جد کو قرنان کہا وہ واجب القتل ہے(۱۷۸)

تراجم وحوالہ جات

(۱۴۷)اسی طرح ان کی اولاد اور اولاد کی اولاد رافضیوں کے برے مذہب کا انکار کرتے ہیں اور ان سے برأت کا اعلان کرتے ہیں اور ابو بکر وعمر وعثمان اور سارے صحابہ رضی اللہ عنہم سے محبت کا حکم دیتے ہیں۔ اللہ نے اہل بیتِ رسول اللہ اکو ان کے گندے مذہب سے پاک صاف رکھا جو مسلمانوں کے بالکل مشابہ نہیں ہے۔ اللہ تمام اہل بیت سے راضی ہو اور انہیں مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطاء فرمائے۔

(۱۴۷) الشریعه، باب ذکر ما جاء فی الرافضه وسوء مذهبهم۔

(۱۴۸) اسے اللالکائی نے شرح اصول الاعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ و ابن ابی عاصم نے السنۃ میں ذکر کیا۔

(۱۴۹) اسے ابنِ تیمیہ نے المنہاج میں ذکر کیا۔

(۱۵۰) اسے ابن حجر نے الفتح الباری میں اپنی سند کے ساتھ روایت کیا اور کہا کہ یہ سند حسن ہے۔

(۱۵۱) اسے الآجری نے کتاب الشریعہ میں روایت کیا۔

(۱۵۲) الذہبی کہتے ہیں علی بن حسین ابن الامام علی بن ابی طالب... السید، الامام، زین العابدین، الہاشمی، العلوی، المدنی... انہوں نے اپنے والے امام حسین شہید رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے اور وہ واقعہ کربلا کے دن جنابِ حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور اس وقت ان کی عمر 23 برس تھی لیکن اس دن وہ بیماری کے سبب قتال نہ کر سکے تھے۔ اسی طرح انہوں نے اپنے دادا رضی اللہ عنہ سے بھی مرسلاً روایت کیا ہے۔ انہوں نے ام المومنین صفیہ، ابوہریرۃ، ام المومنین عائشہ، ابی رافع اور اپنے چچا حسن، عبد اللہ بن عباس، ام سلمہ، مسور بن مخرمہ، زینب بنت ابی سلمہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بھی

روایت کی ہے۔ ان کی جلالت وشان بڑی عظیم المرتبت تھی اور اللہ کی قسم یہ انکا حق بھی تھا۔ وہ اپنے علمِ سداد اور کمال وشرف کے باعث امامتِ عظمٰی کے حق دار تھے۔ 38ہجری میں پیدا ہوئے الزہری کہتے ہیں کہ میں نے اہلِ بیت میں علی بن الحسین رضی اللہ عنہ سے بہتر کسی کو نہیں پایا۔ آپ 94ہجری میں فوت ہوئے۔

(۱۵۳) کہا جاتا ہے اِبْتَرَ کُوْ فِیْ الْحَرْبِ اِذَا جُثُّوْ لِلرُّکَبِ فَاقْتَتلُوا۔

(۱۵۴) ان دونوں کا تذکرہ الذہبی نے ''السیر''میں کیا ہے۔

(۱۵۵) الذہبی کہتے ہیں حسن ابن نواسہء رسول اللہ ا السید ابی محمد حسن بن امیر المومنین ابی الحسن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، العلوی، المدنی، الہاشمی، الامام ابو محمد۔ انہوں نے اپنے والد سے بیان کیا اور عبد اللہ بن جعفر سے بھی روایت کی ہے۔ آپ بہت قلیل الروایہ ہیں اور اپنے صدق، جلالت کے ساتھ خلافت کے اہل تھے۔ آپ بھی ان لوگوں کے ساتھ جو جناب، حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت موجود تھے۔ 99ہجری میں فوت ہوئے۔

(۱۵٦)ان کا تذکرہ المزی نے ''تہذیب الکمال فی اسماء الرجال''میں کیا ہے

(۱۵۷) ابن کثیر 119ہجری کے حوادث کے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ اس میں خالد بن عبد اللہ القسری نے، مغیرہ بن سعید اور ایک جماعت کو قتل کیا جنہوں نے اس کے باطل پر اس کی پیروی کی تھی۔ یہ شخص جادو گر تھا، فاجر، خبیث اور شیعہ تھا۔۔ جب خالد کو اس کی خبر پہنچی تو انہوں نے اسے پیش کرنے کا حکم دیا تو اسے سات یا چھ آدمیوں سمیت لایا گیا۔ خالد نے حکم دیا تو اس کی مسند مسجد میں لگائی گئی اس نے لکڑی کی طنابیں لانے کا حکم دیا اور اس پر تیل چھڑک دیا گیا۔ اس کے بعد مغیرہ کو کہا گیا کہ ان میں سے ایک لکڑی کی طناب پکڑ لے تو اس نے انکار کیا جس پر اسے مارا گیا تو اس نے اسے پکڑ لیا پھر اس کے اوپر تیل چھڑکا گیا پھر اسے آگ لگا دی گئی اور اس کے باقی ساتھیوں کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا گیا۔

(۱۶۰) اسے اللالکائی نے شرح اصول الاعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ میں ذکر کیا ہے۔

(۱۶۱) اسے ابن بطہ الشرح ولابانہ میں روایت کیا۔

(۱۶۲)الذہبی کہتے ہیں زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب، ابو الحسین الہاشمی، العلوی، المدنی وہ ابو جعفر الباقر کے بھائی ہیں۔ انہوں نے اپنے والد زین العابدین سے روایت کی ہے اور اپنے بھائی باقر، سے بھی روایت کی ہے۔ اس کے علاوہ عروۃ بن زبیر، اپنے بھائی کے بیٹے جعفر بن محمد سے بھی روایت کی ہے۔ وہ بہت علم و جلالت والے تھے۔ انہوں نے خروج کیا اور شہید ہو گئے۔ عیسیٰ بن یونس کہتے ہیں کہ رافضی زید کے پاس آئے اور کہنے لگے تو ابو بکر و عمر سے برأت کا اظہار کر تو ہم تیری مدد کریں گے تو انہوں نے کہا میں تو انہیں دوست جانتا ہوں تو انہوں نے کہا پھر ہم تیرا انکار کریں گے۔ تو انہیں رافضہ کہا گیا جبکہ زیدیہ نے ان کے قول کے مطابق بات کی اور ان کے ساتھ قتال کیا۔ عمرو بن القاسم سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں جعفر صادق کے پاس گیا اور ان کے پاس کچھ رافضی بیٹھے تھے تو میں نے انہیں کہا کہ یہ لوگ آپ کے چچا زید سے برأت کا اظہار کرتے ہیں تو انہوں نے کہا اللہ ان سے بری ہو جو ان سے برأت کا اظہار کرے اللہ کی قسم وہ ہم سب سے زیادہ قرآن جاننے والے، اللہ کے دین کی فقہ رکھنے والے اور رحم کو ملانے والے اور ہم نے ان جیسا کوئی نہ چھوڑا۔ وہ 125 ہجری میں شہید ہوئے۔

(۱۶۳) اسے الصفدی نے الوافی بالوفیات میں ذکر کیا۔

(۱۶۴) ابن عساکر کہتے ہیں عبد اللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ابو محمد الہاشمی اہلِ مدینہ میں سے ہیں۔ انہوں نے اپنے والد اور اپنی والدہ سے روایت کی ہے اور عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب سے روایت کی ہے۔ 145 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۱۶۵) ان دونوں روایتوں کو ابن عساکر نے روایت کیا تاریخ دمشق میں ان کے تذکرہ میں۔

(۱۶۶) الذہبی کہتے ہیں جعفر بن محمد بن علی بن الشہید ابو عبد اللہ، نبی ﷺ کے پھول اور آپ کے نواسے اور محبوب جنابِ حسین بن امیر المومنین ابی الحسن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم الامام الصادق، شیخ بنی ہاشم، ابو عبد اللہ القرشی، الہاشمی، العلوی، النبوی، المدنی۔ اعلام ائمہ میں سے ایک ہیں۔ ان کی والدہ ام فروۃ بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور انکی ماں اسماء بنت عبد الرحمن بن ابی بکر ہیں۔ اسی لیے جعفرِ صادق کہا کرتے تھے { ولدنی ابو بکر الصدیق مرتین } مجھے ابو بکر نے دو مرتبہ جنم دیا(یعنی وہ میرے دوہرے رشتہ سے باپ ہیں)۔ آپ رافضیوں کے خلاف بہت سختی اور غصہ کرتے جب انہیں پتہ چلتا کہ وہ ان کے جد ابو بکر کے بارے میں ظاہراً وباطناً تبرا کرتے ہیں۔ 80ہجری میں پیدا ہوئے۔ امام ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ میں نے جعفر بن محمد سے بڑھ کر کوئی فقیہ نہیں دیکھا۔ 148ہجری میں فوت ہوئے۔

(۱۶۷) المعرفۃ والتاریخ للفسوی۔

(۱۶۸) اسے الذہبی نے السیر میں ان کے تذکرہ ذکر کیا اور کہا کہ یہ قول جعفرِ صادق سے متواتر ہے اور میں اللہ کی گواہی دے کر کہتا ہوں کہ وہ اپنے قول میں سچے تھے کسی کے لیے منافقت کا اظہار نہ کرتے تھے، پس اللہ نے رافضیوں کو ذلیل کر دیا۔

(۱۶۹) فضائل الصحابہ للدارقطنی، ذکر ماروی عن آل ابی طالب اولاد علی رضی اللہ عنہ فی ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہم۔

(۱۷۰) ابن حجر کہتے ہیں عمر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب الہاشمی المدنی، الاصغر، انہوں نے اپنے والد، اپنے بھائی کے بیٹے جعفر بن محمد بن علی اور سعید بن مرجانہ سے روایت کی اور نبی ﷺ سے مرسلاً روایت کی ہے۔ ابن حبان نے انہیں ثقات میں ذکر کیا ہے۔ عتمۃ بن بشیر الاسدی کہتے ہیں عمر بن علی بن حسین صاحبِ فضیلت آدمی تھے بہت زیادہ عبادت کرنے والے، صاحبِ اجتہاد، ان کے بھائی ابو جعفر ان کی بہت عزت کیا کرتے تھے۔

(۱۷۱) فضائل الصحابہ للدارقطنی ذکر ماروی عن آل بی طالب واولاد علی فی ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہم۔

(۱۷۲) اسے ابن بطہ الشرح والابانہ میں روایت کیا۔

(۱۷۳) اسے ابن بطہ الشرح والابانہ میں روایت کیا۔

(۱۷۴)الذہبی کہتے ہیں الزیدی الامیر، صاحبِ جرجان، الحسن بن زید بن محمد بن اسماعیل بن حسن بن زید بن حسن بن امام علی بن ابی طالب العلوی۔ ان کے جد اسماعیل چھ نفیس بھائی تھے۔ یہ 250ہجری میں ظاہر ہوئے ان کا جیش کثرت کے ساتھ تھا انہوں نے جرجان پر قبضہ کیا پھر انہوں نے خلفاء کے جیوش کو شکست دی اور ری اور الدیلم فتح کیا اور ان کا دور بہت طویل تھا۔ 270ہجری میں فوت ہوئے۔

(۱۷۵) اسے اللالکائی نے شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعہ میں روایت کیا۔

(۱۷۶)وہ حسین بن زید کے بھائی ہیں۔ الذہبی کہتے ہیں کہ ان کے بعد ان کے بھائی محمد بن زید بادشاہ ہوئے اور ان کا دور بھی بہت طویل تھا انہوں نے بہت ظلم کیا یہاں تک کہ قتل کر دیے گئے 290 ہجری سے قبل۔

(۱۷۷) القرنان ایسا آدمی جو اپنی عورت میں مشارکت کروائے۔ یعنی یہ مرد کے بارے میں بری صفت ہے جس کو کوئی غیرت نہ ہو { لسان العرب}

(۱۷۸) الصارم المسلول ؛ فاما من سب ازواج النبیا۔

الفصل (۷)

رافضہ کے بارے میں حنابلہ کے اقوال

امام احمد بن حنبل(۱۷۹) کہتے ہیں رافضہ اسلام میں کسی چیز پر بھی نہیں ہیں (۱۸۰) اور انہوں نے کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو گالی دینا زندقہ ہے۔ آپ سے سوال کیا گیا اس شخص سے متعلق جو اصحاب رسول میں سے کسی کو گالی دیتا ہے تو آپ نے فرمایا میں اسے اسلام پر باقی نہیں دیکھتا(۱۸۲)۔

(۲) حرب بن اسماعیل الکرمانی (۱۸۳) کہتے ہیں کہ اہلِ علم و اہلِ حدیث اور اہل السنۃ کا مذہب جس کے ساتھ وہ متمسک ہیں یہ ہے اور جسکی ان میں اقتدیٰ کی جاتی ہے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے زمانے سے ہمارے دور تک اور میں نے جس قدر علماء حجاز وشام وغیرہ کو پایا، پس جو کوئی اس مذہب میں انکی مخالفت کرتا ہے یا اس میں طعن کرتا ہے یا اس کے قائل میں عیب لگاتا ہے تو ایسا شخص بدعتی و مخالف ہے اور جماعت سے خارج ہے اور منہج سنت سے ہٹا ہوا ہے اور یہ مذہب ہے احمد، اسحق بن ابراہیم، عبد اللہ بن مخلد، عبد اللہ بن زبیر الحمیدی، سعید بن منصور وغیرہ جن کے ساتھ ہماری مجلس رہی اور جن سے ہم نے اخذ کیا اور ان لوگوں کا قول یہ تھا... کہ جس نے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے صحابہ میں سے کسی ایک کو گالی دی، یا ان کی تنقیص کی یا ان پر طعن کیا یا ان پر عیب لگایا تو ایسا شخص بدعتی، رافضی اور خبیث و مخالف ہے... اللہ تعالیٰ اس کا کوئی عمل قبول نہ کرے گا اور کسی کے لیے جائز نہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان میں کوئی بری چیز ذکر کرے، کسی ایک پر عیب لگائے اور نہ ہی ان میں سے کسی کا نقص کرے۔ پس جو کوئی ایسا کرے تو حاکمِ وقت کے لیے ضروری ہے کہ اسے سزا دے، اسکی تأدیب کرے اور اسے معاف ہرگز نہ کرے اور اسے توبہ کروائے۔ پس اگر وہ توبہ کرلے تو ٹھیک وگرنہ اسے جیل میں ہمیشہ کے لیے پھینک دے یہاں تک کہ مر جائے(۱۸۴)۔

(۳)حسن بن علی البربہاری(۱۸۵) کہتے ہیں اور انہوں نے خواہش پرستوں کا ذکر کیا اور کہتے ہیں کہ ان میں سب سے ردی ترین اور سب سے زیادہ کفر والے رافضی ہیں(۱۸۶)۔

(۴)ابو عبد اللہ بن بطہ (۱۸۷) کہتے ہیں جہاں تک رافضہ کا تعلق ہے تو وہ لوگوں میں سب سے زیادہ اختلاف والے، جھگڑالو اور طعن کرنے والے۔ انکا ہر شخص اپنے لیے ایک مذہب بنالیتا ہے اور اس پر لعنت کرتا ہے جو اسکی مخالفت کرے اور جو اس کی اتباع نہ کرے اسکی تکفیر کرتا ہے اور وہ سب کے سب یہی کہتے ہیں کہ امام کے بغیر کوئی نماز نہیں، کوئی روزہ، جہاد، جمعہ، عیدین، نکاح، طلاق، بیع و شراء نہیں(۱۸۸)۔ جس کا کوئی امام نہیں اس کا کوئی دین نہیں اور جو کوئی اپنے امام کو نہیں جانتا اس کا کوئی دین نہیں۔ پھر وہ امامت میں اختلاف کرتے ہیں۔ امامیہ کا اپنا امام ہے اور اس کے علاوہ اگر کسی کو کوئی امام مانے تو وہ اس پر لعن طعن کرتے ہیں اور اسکی تکفیر کرتے ہیں۔ اگر علم کے مرتبہ و شرف کا خیال نہ ہوتا جس کی اللہ نے قدر و منزلت بہت بلند کی ہے اور اسے اس بات سے محفوظ رکھا کہ اس میں نجاسات، اور اہلِ زیغ کے قبیح اقوال داخل کیے جائیں جن کو سن کر انسان کی جلدیں کانپ اٹھتی ہیں اور نفس انہیں سننے سے ڈرتا ہے اور عاقل لوگ اس سے کتراتے ہیں... وگرنہ میں وہ باتیں ذکر کرتا جن میں عبرت کے سامان تھے(۱۸۹)۔

(۵) قاضی ابو یعلیٰ کہتے ہیں کہ جس نے عائشہ صدیقہ بنت الصدیق رضی اللہ عنہما پر الزام لگا یا جنہیں خود اللہ نے بری کیا ہے تو وہ بلا اختلاف کافر ہے(۱۹۰)۔

(۶)ابن عقیل (۱۹۱) کہتے ہیں کہ اصل بات یہ ہے کہ جس بندے نے رافضی مذہب بنایا اس کا اصل مقصد دین اور نبوت میں طعن کرنا تھا(۱۹۲)۔ انہوں نے قبر پرستوں کے متعلق کہا(یعنی رافضہ وغیرہم)جب جاہلوں اور طاغوت پسندوں پر شرعی تکالیف بھاری پڑ گئیں تو انہوں نے شریعت کی وضع کو چھوڑ کر ان اوضاع کی تعظیم شروع کر دی جنہیں انہوں نے خود اختراع کیا تھا تو ان پر شریعت آسان ہو گئی کیونکہ وہ اس میں اپنے غیر کے حکم سے داخل نہیں ہوتے...وہ میرے نزدیک ان اوضاع کے ساتھ کافر ہیں۔ یہ اوضاع ہیں مثلاً قبروں کی تعظیم اور ان کا اکرام اس صورت جسے شریعت نے منع کیا ہے، وہاں آگ جلانا، انہیں چومنا اور انہیں پختہ بنانا، مُردوں سے اپنی حاجات مانگنا اور وہاں رقعے چھوڑنا ... اے میرے مولیٰ ایسے ایسے کر دیجیے، ان کی قبروں کی مٹی کو تبرکاً لیکر جانا، قبروں پر خوشبو بہانا، ان

کی طرف خاص سفر کر کے جانا، لات منات وعزی کے پجاریوں کی پیروی میں جلی ہوئی چیزوں کو درختوں پر ڈال دینا(۱۹۳)۔

(۷)ابو لفرج ابن الجوزی کہتے ہیں شیعہ کی قباحتیں اس قدر ہیں کہ شمار میں نہیں آتی(۱۹۴)۔

(۸)ابو العباس ابن تیمیہؒ کہتے ہیں کہ جہاں تک فتنے کا تعلق ہے تو وہ اسلام میں شیعہ کی طرف سے آیا۔ وہ ہر شر و فتنہ کی جڑ ہیں اور وہ فتنوں کے بھنور کا قطب ہیں۔ پس ہر عاقل کو دیکھنا چاہیے کہ اس کے زمانے میں کیا ہو رہا ہے اور کس قدر فتنے، شر و فساد اسلام کو درپیش ہیں۔ پس وہ دیکھے گا کہ ایسے بہت سے فتنے رافضہ کی طرف سے ہی ہوں گے اور لوگوں میں سب سے زیادہ شریر لوگ رافضی ہوں گے اور امت کی صفوں میں نئے سے نئے فتنے کھڑے کرنے سے وہ بالکل نہیں بیٹھیں گے۔ ابن تیمیہ نے کہا ان میں سے اکثر کفار سے دوستیاں لگانے والے ہیں، ایسی دوستیاں جو مسلمانوں سے بڑھ کر دل کی گہرائیوں کے ساتھ ہوں گی۔ اسی لیے جب ترک (تاتاری) مشرق کی جانب سے نکلے اور انہوں نے خراسان، عراق، شام اور جزیرہ میں مسلمانوں کا خون بہایا تو اس وقت بھی رافضہ سب سے زیادہ ان کی مدد کرنے والے تھے۔ بغداد کا علقمی رافضی وزیر اور اس جیسے دوسرے لوگ مسلمانوں کے خلاف سب سے زیادہ ان کی مدد کرنے والے تھے۔ اسی طرح شام کے رافضیوں کا بھی یہی حال تھا کہ وہ بھی مسلمانوں کے خلاف ان کی مدد کرنے میں شدید تر تھے اور ان صلیبیوں کی مدد کرنے میں بھی جن کے خلاف مسلمانوں نے شام میں جہاد کیا۔ اس وقت رافضہ ان کے سب سے بڑے اعوان میں سے تھے۔ اسی طرح جب عراق میں یہودیوں کی مملکت قائم ہوئی تو اس کے سب سے بڑے مددگار رافضہ تھے... پس وہ ہمیشہ کافروں، مشرکوں، یہودیوں، عیسائیوں کے مددگار رہے ہیں اور مسلمانوں کے خلاف قتال کرنے میں ان کی مدد کرتے ہیں(۱۹۵)۔

ابن القیم الجوزیۃ (۱۹۶) کہتے ہیں اور جہاں تک غالی جہمیوں اور غالی شیعوں کا تعلق ہے تو ان دونوں گروہوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اسی لیے سلف کی ایک جماعت نے انہیں تہتر فرقوں کی فہرست سے بھی خارج کر دیا ہے اور کہا کہ یہ لوگ ملت سے خارج ہیں(۱۹۷) اور انہوں نے قبر

پرستوں کے بارے میں لکھا "اور ان میں رافضہ ہیں"۔ ان مشرکوں کی گمراہی یہاں تک پہنچ گئی کہ انہوں نے قبروں کے لیے حج مشروع کر لیا اور اس کے لیے مناسک وضع کیے یہاں تک ان کے بعض غالیوں نے اس کے متعلق کتابیں لکھیں اور اس "مناسک الحج المشاد" کا نام دیا اور ان قبروں کو بیت الحرام کے برابر قرار دیا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ اسلام میں فرق ہے اور بت پرستی کے دین میں داخل ہونا ہے(۱۹۸)۔ انہوں نے رافضیوں کے خرافاتی مہدی کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا کہ یہ لوگ بنی آدم پر عار ہیں اور ایسے مضحکہ خیز ہیں جن پر ہر عاقل ہنستا ہے(۱۹۹)۔ کہتے ہیں کہ ہم نے ہر زمان و مکان میں رافضیوں کو دیکھا کہ مسلمانوں کے خلاف جب بھی اور جہاں کوئی دشمن کھڑا ہوا وہ اس کے مددگار بن گئے۔ انہوں نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کتنے بلوے کیے ہیں۔ تاتاری مشرکوں کی تلواریں مسلمانوں کے لہو سے سرخ ہوئیں تو انہیں کے زیرِ سایہ... مساجد کو مقفل کیا گیا، مصحف پھاڑے گئے... مسلمان عورتوں کو قتل کیا گیا... ان کے علما، عابد اور ان کے خلیفہ کو قتل کیا... یہ سب انہی رافضیوں کے سبب ہوا... انہی کے جرائم کے سبب ہوا؟... مشرکوں کی مسلمانوں کے خلاف انکی مدد ہر خاص عام کو معلوم ہے(۲۰۰)۔

(۱۰) ابن رجب کہتے ہیں... رافضیوں کی یہودیوں کے ساتھ ستر خصلتوں میں مشابہت پائی جاتی ہے(۲۰۲)۔

(۱۱) محمد بن عبد الوہاب کہتے ہیں یہ روافض جو شیخین کو گالی دیتے ہیں اور جمہور صحابہ کو کافر قرار دیتے ہیں اور علی رضی اللہ عنہ اور انکی اولاد کی طرف نسبت رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم آلِ محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے شیعہ ہیں... کیا وہ اس میں سچے ہیں؟ ہرگز نہیں بلکہ درحقیقت یہی ان کے دشمن ہیں اور اہل بیت ان سے بری ہیں۔ اسی طرح یہودی اور عیسائی اپنے انبیاء کی طرف نسبت کرتے ہیں اور یہ زعم رکھتے ہیں کہ وہ ان کے دین پر ہیں جبکہ وہ ان سے بیزار ہیں(۲۰۳)۔ اہلِ حدیث و اہلِ علم یہ بات جانتے ہیں کہ سب سے جھوٹا ترین گروہ رافضہ، شیعہ کا ہے اور جو کوئی ان کی طرف نسبت رکھتا ہے(۲۰۴)۔

شیخ کہتے ہیں جس نے اللہ کے اور اپنے درمیان واسطے بنا کر انہیں پکارا اور اس سے شفاعت کا سوال کیا اور انہی پر توکل کیا تو وہ بالاجماع کافر ہے(۲۰۵)۔

(۱۲) عبد الرحمن بن حسن(۲۰۶) کہتے ہیں اصل رافضہ وہ ہیں جنہوں نے امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے عہد میں خروج کیا۔ پس جب آپ کو ان کے برے عقیدے کے بارے میں پتہ چلا تو آپ نے خندقیں کھودیں اور اس میں لکڑیاں ڈال کر آگ بھڑکائی اور انہیں آگ میں ڈال دیا۔ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے اس امت میں شرک کو رواج دیا۔ انہوں نے قبروں پر عمارتیں بنائیں اور ان کے بہت سے برے قواعد ہیں جن کی طوالت کے باعث ہم یہاں انہیں ذکر نہیں کرتے (۲۰۷)۔ ان سے سوال کیا گیا اس شخص کے بارے میں جو کسی رافضی کو لیکر مکہ جائے تو انہوں نے کہا کہ جس نے کسی رافضی کو مکہ پہنچایا تو اس نے اللہ کی نافرمانی کی(۲۰۸) اور کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوا۔ پس جس کسی نے ایسا کیا وہ فاسق ہو گیا(۲۰۹)۔

(۱۳) عبد اللطیف بن عبد الرحمن(۲۱۰) کہتے ہیں کہ ان کے دل دھوکہ و مکاری سے بھرے ہوئے ہیں اس لیے آپ دیکھیں گے لوگوں میں سب سے زیادہ اخلاص سے دور اور سب سے زیادہ امت سے دھوکہ کرنے والے یہی لوگ ہوں گے۔ وہ ہمیشہ اہلِ اسلام کے خلاف کسی بھی دشمن کا ساتھ دینے والے ہیں۔ یہ ایسا امر ہے جس کا مشاہدہ پوری امت کر چکی ہے۔ جس نے مشاہدہ نہیں کیا اس نے دیکھ ضرور لیا سوائے اس کے جو کانوں سے بہرا ہو اور دل کا اندھا ہو(۲۱۱)۔ اور کہتے ہیں کہ عراق میں ان کے ہاں ایک مزار ہے جسے مشہد الحسینی کہا جاتا ہے۔ اسے رافضیوں نے بت بنا رکھا ہے بلکہ تدبیر کرنے والا رب اور آسانیاں دینے والا خالق بنا رکھا ہے۔ انہوں نے اس کے ذریعے مجوسیت کا احیا کیا ہے اور لات منات وعزیٰ کے معبد خانے آباد کر دیئے ہیں اور ہر وہ کام جس پر اہلِ جاہلیت گامزن تھے ان میں عود کر آیا ہے۔ یہی حالت مشہدِ عباس اور مشہدِ علی کی بنا رکھی ہے(۲۱۲)۔

تراجم وحوالہ جات

(۱۷۹) الذہبی کہتے ہیں وہ امام تھے شیخ الاسلام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل الشیبانی، المروزی، ثم البغدادی۔ ائمہ اعلام میں سے ایک تھے۔ 164 ہجری میں پیدا ہوئے۔ اسحق بن راہویہ کہتے ہیں احمد اللہ کی مخلوق میں اسکی حجت ہیں۔ 241 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۱۸۰) کتاب السنۃ للامام احمد۔

(۱۸۱) فتاویٰ السبکی باب جامع فصل سب النبیا۔

(۱۸۲) اسے اللالکائی نے شرح اصول الاعتقاد اہل السنۃ والجماعہ میں روایت کیا۔

(۱۸۳) الذہبی کہتے ہیں امام، العلامۃ، ابو محمد حرب بن اسماعیل الکرمانی الفقیہ، احمد بن حنبل کے شاگردوں میں سے ہیں۔ انہوں نے ابو ولید الطیالیسی، ابو بکر الحمیدی، ابو عبید، سعید بن منصور، احمد بن حنبل، اسحق بن راہویہ سے اکتسابِ فیض کیا۔ ابو بکر الخلال کہتے ہیں کہ وہ اصحابِ ابو عبد اللہ کے کبراء میں سے ہیں... اور مجھے خبر ملی ہے کہ انہوں نے ابو عبد اللہ سے بیس ہزار کے قریب احادیث لکھی ہیں اور آپ بہت جلیل القدر آدمی تھے۔ 280 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۱۸۴) حادی الارواح الی بلاد الافراح، الباب السبعون؛ فی ذکر من یستحق هذه البشارة دون غیره۔

(۱۸۵) الذہبی کہتے ہیں البربہاری شیخ الحنابلہ، قدوۃ الامام ابو محمد حسن بن علی بن خلف البربہاری، الفقیہ، وہ حق بات کہنے والے، حدیث کی طرف دعوت دینے والے اور اللہ کے معاملے میں کسی ملامت کی پرواہ نہ کرنے والے تھے۔ انہوں نے المروزی اور سہل بن عبد اللہ التستری کی صحبت اختیار کی۔ ابن خجیر کہتے کہ وہ اہل، بدعت کے بہت خلاف تھے اور خاص و عام لوگ آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے

تھے۔ایک دن وہ وعظ کررہے تھے کہ انہیں چھینک آگئی تو حاضرین نے انہیں گالی دی اور پھر جنہوں نے اس گالی کو سنا انہوں نے گالی دینے والوں کو گالی دی یہاں تک کہ یہ لڑائی اس قدر بڑھی کہ خلیفہ کو خبر پہنچنے پر انہوں نے آپ کو جیل میں ڈالنے کا ارادہ کیا تو آپ اس سے بھاگ گئے اور اپنے خفیہ ٹھکانے میں 328ہجری میں فوت ہوئے۔

(۱۸۶) شرح السنۃ۔

(۱۸۷)الفراء کہتے ہیں عبید اللہ بن محمد بن محمد بن عتبہ بن فرقد (جو نبی ﷺ کے اصحاب میں سے تھے) ابو عبد اللہ العکبری المعروف بابن بطہ۔304ہجری میں پیدا ہوئے۔الذہبی کہتے ہیں الامام القدوۃ العابد، الفقیہ، المحدث، شیخ العراق، الحنبلی، حاکمِ وقت نے انہیں جیل میں ڈالنے کے لیے طلب کیا تو آپ فرار ہوگئے۔387ہجری میں فوت ہوئے۔

(۱۸۸) " امام کے وجود کے بغیر عدم جوازِ جہاد کے قائل رافضی"، اپنے اصول کو توڑ گئے چاہے انہیں اس کا شعور ہو یا نہ ہو... ابو الحسن الاشعری "المقالات" میں کہتے ہیں کہ رافضیوں کا خروج نہ کرنے اور تلوار کا انکار کرنے پر اجماع ہے چاہے وہ قتل ہو جائیں یہاں تک کہ ان کا امام ظاہر ہو اور انہیں وہ خود اس بات کا حکم دے۔اسی لیے وہ نہ کفار کے خلاف لڑتے ہیں اور نہ ہی ائمہ جماعت کے ساتھ مل کر لڑتے ہیں سوائے اس کے جو ان کے اپنے مذہب کا التزام کرتا ہو۔

عبد القادر بن عبد العزیز "العمدہ" میں کہتے ہیں کہ شیعہ نے خمینی کے انقلاب کے شروع ہوتے ہی اس عقیدہ کی مخالفت کی اور یہ ان کی کتابوں میں مذکور عقیدہ کے فاسد ہونے کی بڑی واضح دلیل ہے !۔لیکن عجیب بات تو یہ ہے کہ بعض اہل السنۃ بھی اسی شبہہ کا اظہار کرتے ہیں (کہ امام کے بغیر جہاد نہیں)۔

امام غزالی "الاحیاء" میں لکھتے ہیں "کہ شیعہ کے مطابق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جائز نہیں جب تلک امامِ معصوم ظاہر نہ ہو جائے۔اور وہ ان کے نزدیک امام حق ہے جبکہ یہ لوگ کم مرتبہ ہیں کہ

اس کی جگہ پر بات کر سکیں بلکہ ان کا جواب یہ ہے کہ انہیں کہا جائے جب وہ عدالتوں میں اپنے حقوق لینے کے لیے آتے ہیں اور اپنے اموال وخون کے فیصلے کرواتے ہیں... تمہار امر بالمعروف کی نصرت کرنا... کیا یہ زمانہ ظلم سے روکنے کا نہیں اور حقوق طلب کرنے کا ہے! ... کیونکہ امام ابھی تک نہیں نکلا...!

پس اللہ اسے قتل کرے جو "سلفیت" کا دعویٰ کرتا ہے اور امت میں رسوائیت اور رافضیوں کے اصول عام کرتا ہے!

(۱۸۹) الابانہ، باب؛ التحذیر من استماع کلام قوم یریدون نقض الاسلام۔

(۱۹۰) الصارم المسلول، فصل فامامن سب ازواج النبیا۔

(۱۹۱) الذہبی کہتے ہیں امام العلامہ، البحر، شیخ الحنابلہ، ابو الوفاء، علی بن عقیل بن محمد البغدادی الحنبلی المتکلم، صاحبِ تصانیف۔ وہ بہت ذکی، علوم کا سمندر اور کثیر فضائل والے تھے۔ وہ اپنے زمانے میں بے نظیر تھے۔ 431ہجری میں پیدا ہوئے۔ وہ معتزلہ کے ساتھ مختلط ہوئے تو کچھ ان کی بدعات کا شکار ہو گئے لیکن حنابلہ نے ان کا شدید انکار کیا تو انہوں نے توبہ کر لی۔ ابن الجوزی کہتے ہیں وہ فنون میں یکتا تھے اور اپنے زمانے کے امام تھے۔ بہت خرچ کرنے والے اور انہوں نے اپنی وراثت میں کتابوں اور ان کپڑوں کے علاوہ جو ان کے بدن پر تھے کچھ نہ چھوڑا۔ 513ہجری میں فوت ہوئے۔

(۱۹۲) تلبیس ابلیس، ذکر تلبیس علی الرافضہ۔

(۱۹۳) اسے ابن القیم نے "اغاثۃ اللہفان" میں ذکر کیا۔

(۱۹۴) تلبیس ابلیس، ذکر تلبیسہ علی الرافضہ۔

(۱۹۵) منہاج السنۃ۔

(۱۹۶) ابن رجب کہتے ہیں محمد بن ابی بکر بن ایوب الزرعی، ثم الدمشقی، الفقیہ، الاصولی، المفسر، النحوی، العارف، شمس الدین، ابوعبداللہ ابن القیم الجوزیہ، ہمارے شیخ، انہوں نے مذہب کی فقہ حاصل کی اور ماہر و مفتی تھے۔ انہوں نے شیخ تقی الدین کے ساتھ کو لازم کیا اور ان سے اخذ کیا۔ وہ اسلامی علوم و فنون کے ماہر تھے۔ وہ معصوم نہ تھے... لیکن میں نے ان جیسا نہیں دیکھا۔ انہیں شیخ تقی الدین کے ساتھ قلعہ میں ان سے علیحدہ قید کیا گیا اور انہیں شیخ ابن تیمیہ کی موت کے بعد رہا کیا گیا۔ 691ہجری میں پیدا ہوئے اور 751ہجری میں فوت ہوئے۔

(۱۹۷) مدارج السالکین، فصل، وما الفسوق فھو فی کتاب اللہ نوعان۔

(۱۹۸)اغاثہ اللھفان من مصائد الشیطان، فصل؛ ثم ان فی اتخاذ القبور اعیاداً من المفاسد العظیمۃ۔

(۱۹۹) المنار المنیف، فصل؛ وسئلت عن حدیث لا مھدی الا عیسیٰ۔

(۲۰۰)مدارج السالکین، فصل؛فی بیان تضمنھا للرد علی الرافضۃ۔

(۲۰۱) ابو المحاسن الحسینی کہتے ہیں عبد الرحمن بن احمد بن رجب البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی، الامام، الحافظ الحجہ، الفقیہ، زاہد و عابد علماء و ائمہ میں سے ایک تھے، مسلمانوں کے واعظ، مفید المحدثین، شہاب الدین ابو العباس یا ابو الفرج۔ وہ ایسے امام تھے کہ لوگوں کے دل محبت کے ساتھ انکی طرف مائل تھے اور ان پر فرقے مجتمع تھے۔ ان کی محفلیں تذکیر و نفع کی حامل ہوا کرتی تھیں۔ 736ہجری میں پیدا ہوئے اور 795ہجری میں فوت ہوئے۔

(۲۰۲) الحکم الجدیر بالاذاعۃ من قول النبی بعثت بالسیف بین یدی الساعۃ۔

(۲۰۳) جواب اهل السنة النبوية فی نقض كلام الشيعة والزيدية، فصل؛فی بيان مذهب الزيدية من البدع۔

(۲۰۴) جواب اهل السنة النبوية فصل؛ فی انصاف اهل السنة وكذب الروافض۔

(۲۰۵)الدرر السنية ، كتاب العقائد

(۲۰۶) العلامہ عبد الرحمن بن حسن بن محمد بن عبد الوہاب۔1196ہجری میں پیدا ہوئے اور انہوں نے تعلیم اپنے دادا، علی بن حمد بن ناصر بن معمر، حسین بن غنام سے حاصل کی۔ ابن قاسم کہتے ہیں ان کے زمانے میں کوئی ان سے بڑھ کر فقیہ، زاہد اور سنت کی اتباع کرنے والا نہ تھا۔ وہ ایسے پہاڑ کی مانند تھے جس پر چڑھنا اور اس کی چوٹی کو چھونا مشکل ہوتا ہے۔1285ہجری میں فوت ہوئے۔

(۲۰۷) الدرر السنیۃ کتاب الاسماء والصفات۔

(۲۰۸)یہ اس لیے کہ وہ رافضیوں کو کفر پر سمجھتے تھے اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ) اے ایمان والو مشرک پلید ہیں پس وہ مسجدِ حرام کے قریب نہ پھٹکیں(التوبہ 82)۔

(۲۰۹) الدرر السنیۃ کتاب الحج۔

(۲۱۰)عبد اللطیف بن عبد الرحمن بن حسن بن محمد بن عبد الوہاب۔ ان کے بارے میں محمود شکری آلوسی کہتے ہیں وہ بہت بڑے علامہ تھے، علامۃ المعقول والمنقول۔ انہوں نے اصول و فروع کے علم پر کافی مہارت حاصل کی۔1225ہجری میں پیدا ہوئے اور 1293ہجری میں فوت ہوئے۔

(۲۱۱) الدرر السنیۃ کتاب الجہاد۔

(۲۱۲) الدرر السنیۃ کتاب العقائد۔

الفصل (۸)

مالکیہ کے رافضہ کے بارے میں اقوال

(۱) امام مالک نے کہا کہ اہلِ الاہواء سب کے سب کافر ہیں اور ان میں سب سے برے رافضہ ہیں۔ امیر المومنین ہارون الرشید(۲۱۳) نے ان سے سوال کیا کہ کیا اس شخص کے لیے مالِ فئی میں حصہ ہے جو نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے صحابہ کو گالی دے؟ تو امام مالک نے کہا نہیں اور نہ ہی اس کی عزت کی جائے۔ ہارون نے کہا یہ آپ نے کس بنا پر کہا؟۔ کہنے لگے اللہ فرماتے ہیں {لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ} تاکہ ان کی وجہ سے کافروں کو چڑائے ...پس جو ان پر عیب لگائے وہ کافر ہے اور کافر کا فئی کے مال میں کوئی حق نہیں(۲۱۴)۔ امام مالک کہتے ہیں وہ جو اصحاب النبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو گالی دیتا ہے اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں(۲۱۵) اور کہتے ہیں جس نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو گالی دی اس کو قتل کر دیا جائے۔ ان سے کہا گیا ایسا کیوں ہے؟ انہوں نے کہا جس نے ان پر الزام لگایا اس نے قرآن کی مخالفت کی۔ کیونکہ اللہ فرماتے ہیں {يَعِظُكُمُ اللَّهُ أَن تَعُودُوا لِمِثْلِهِ أَبَدًا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ} اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ دوبارہ ایسا نہ کرو اگر تم مومن ہو۔ پس جس نے اس کا اعادہ کیا تو وہ کافر ہو گیا(۲۱۶)۔

(۲) عبد الملک بن حبیب (۲۱۷) نے کہا جس نے عثمان کے بغض میں غلو اختیار کی اور ان سے برأت کی اور اسے شدید تأدیبی سزا دی جائے گی۔ جس نے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بغض میں شدت اختیار کی اس کی عقوبت اس سے بھی سخت ہے اور انہیں بار بار ضرب لگائی جائے اور اسے لمبے عرصہ کے لیے جیل میں ڈال دیا جائے یہاں تک کہ وہ مر جائے(۲۱۸)۔

الذہبی کہتے ہیں الرشید الخلیفہ، ابو جعفر ہارون بن المہدی محمد بن المنصور ابو جعفر عبد اللہ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس، الہاشمی، العباسی وہ بہت نیک خلفاء میں سے تھے اور بہت شان والے تھے بہت زیادہ حج و جہاد کرنے والے، صاحبِ رائے اور شجاعت والے۔ 148 ہجری میں پیدا ہوئے اور 170

ہجری میں مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے اور جہاد کے دوران 193 ہجری میں فوت ہوئے اور وہ کہا کرتے تھے کہ میں نے جھوٹ کو ڈھونڈا تو اسے رافضیوں میں پایا{ شرف اصحاب الحدیث للخطیب البغدادی}۔

(۲۱۴) اسے قاضی عیاض نے ترتیب المدارک وتقریب المسالک میں ذکر کیا باب اتباع السنن وکراہیۃ المحدثات۔

(۲۱۵) اسے الخلال نے کتاب السنہ میں روایت کیا۔

(۲۱٦) الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ فصل وسب آل بیته واز واجه واصحابه و تنقیصهم حرام ملعون فاعله۔

(۲۱۷) قاضی عیاض کہتے ہیں عبد الملک بن حبیب بن سلیمان، ان کی کنیت ابو مروان تھی اور وہ اصلاً طلیطلۃ (اندلس) کے رہنے والے۔ جب سحنون کے پاس افسوس کیا گیا تو وہ کہنے لگے اندلس کا علم مر گیا بلکہ اللہ کی قسم دنیا کا عالم فوت ہو گیا۔ 238 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۳) سحنون کہتے ہیں جس کسی نے یہ کہا کہ خلفائے اربعہ کفر وضلالت پر تھے اسے قتل کیا جائے (۲۲۰) اور جس نے ان چاروں کی تکفیر کی تو وہ مرتد ہے (۲۲۱)۔

(۴) قاضی عیاض (۲۲۲) کہتے ہیں ہم رافضیوں کو قطعی کافر قرار دیتے ہیں بسبب ان کے یہ کہنے کے کہ ان کے آئمہ انبیاں سے افضل ہیں اور اسی طرح ہم اسے بھی قطعی کافر قرار دیتے ہیں جو امت کو اپنے قول کے ذریعے گمراہ کرے اور صحابہ کی تکفیر کرے جیسے کہ رافضہ میں "کمیلیۃ" کا قول جب انہوں نے نبی ﷺ کی تمام امت کو کافر قرار دے دیا جب تک علی نہ آئے اور علی کی تکفیر کر دی کہ انہوں نے اپنے حق کو طلب کیوں نہ کیا۔ یہ لوگ متعدد وجوہ سے کافر ہیں۔ کیونکہ انہوں نے ساری شریعت کو باطل قرار دے دیا کیونکہ اس سے تو ان کے زعم کے مطابق قرآن وسنت کو ہم تک نقل

کرنے والے کافر ٹھہرے۔(واللہ اعلم) امام مالک نے اپنے ایک قول میں اشارہ دیا ہے کہ اس شخص کو قتل کر دیا جائے جو صحابہ کی تکفیر کرے(۲۲۳)۔

(۵) ابو ولید الباجی کہتے ہیں(۲۲۴) جہاں تک شیعہ کا تعلق ہے پس جو کوئی ان میں علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرے اور غالی نہ ہو تو یہ ہمارا بھی دین ہے لیکن جس نے غلو کیا اور عثمان سے بغض رکھا اور ان سے برأت کی تو اسے شدید تادیبی سزا دی جائے گی اور جس کا غلو زیادہ ہو یہاں تک کہ وہ ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کو گالی دے تو اس کی سزا سخت ترین ہے... اسے بار بار مارا جائے اور طویل قید میں رکھا جائے یہاں تک کہ وہ مر جائے اور جو کوئی ان میں سے متجاوز ہو کر الحاد کی راہ اپنا لے اور یہ گمان کرے کہ علی رضی اللہ عنہ کو اٹھا لیا گیا ہے اور انہیں موت نہیں آئی اور وہ زمین پر واپس آئیں گے اور یہ کہ وہی دابۃ الارض ہیں اور ان میں سے بعض کا کہنا ہے کہ ان کے پاس وحی آتی تھی اور ان کے بعد ان کی اولاد کی اطاعت فرض ہے پس ایسا الحاد کفر ہے اور اس کے کہنے والے سے توبہ کروائی جائے گی اور اگر وہ توبہ نہ کرے تو اسے قتل کر دیا جائے(۲۲۵)۔

(۶) قاضی ابو بکر ابن العربی کہتے ہیں(۲۲۶) اکثر ملحدین جو اہلِ بیت سے تعلق کا دعویٰ کرتے ہیں اور انہیں تمام مخلوق پر فضیلت دیتے ہیں یہاں تک کہ رافضی بیس فرقوں میں تقسیم ہوگئے اور ان میں سب سے زیادہ برے وہ ہیں جو کہتے ہیں علی اللہ ہیں۔ الغرابیۃ کہتے ہیں کہ وہی اصل میں رسول للہ تھے لیکن جبریل نے رسالت کو بدل دیا اور محمد ﷺ کی طرف پیغام لے گیا۔ یہ صریحاً کفر ہے جسے صرف تلوار کی گرمی ہی دور کر سکتی ہے اور بحث و مناظرہ کا اس میں کوئی فائدہ ہی نہیں(۲۲۷)اور وہ کہتے ہیں ان کے مذہب کی حقیقت یہ ہے کہ تمام لوگ ان کے نزدیک کافر ہیں کیونکہ ان کا مذہب گناہوں کے ساتھ تکفیر پر ہے۔ اسی طرح ان کا ایک گروہ جو امامیہ کہلاتا ہے وہ قدریہ کی طرح کہتے ہیں کہ ہر کبیرہ گناہ کا مرتکب کافر ہے اور سب سے بڑے گناہگار یہ خلفاء ہیں اور جس نے انکی اس امر پر مدد کی اور اصحابِ محمد ﷺ سب سے زیادہ دنیا پر حریص ہیں اور سب سے کم دین کی حمیت رکھنے والے ہیں اور سب سے بڑے دین کے قاعدوں کو توڑنے والے!(۲۸۸) اور قاضی ابن العربی کہتے ہیں کہ

رافضیوں نے اسلام کو حروف اور آیات کے ساتھ تباہ کیا اور ان کی نسبت قرآن کی طرف کی جو کسی بھی بصیرت والے سے مخفی نہیں ہے کہ یہ شیطان کا بہتان ہے۔ پھر انہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ انہوں نے اس قرآن کو نقل کیا اور اسے ظاہر کیا جسے ہم نے چھپایا۔ وہ کہتے ہیں کہ یہودی اور عیسائی اصحابِ موسیٰ و عیسیٰ پر راضی نہ ہوئے اسی طرح رافضی اصحابِ محمد ا پر راضی نہ ہوئے جب انہوں نے صحابہ پر حکم لگایا کہ وہ کفر وباطل پر متفق ہو گئے تھے (۲۳۰) اور وہ کہتے ہیں کہ اہل افک نے ام المومنین عائشہ پر الزام لگایا تو اللہ نے انہیں بری کر دیا۔ پس جو کوئی اللہ کی برات کردہ کو گالی دے وہ جھوٹا ہے اور جو اللہ کی تکذیب کرے وہ کافر ہے (۲۳۱)۔

(۷) ابو العباس بن الحطیئۃ (۲۳۲) وہ اپنے مسائل میں اس طرح لکھتے ہیں کہ اس مسئلہ میں لوگوں میں سب سے احمق لوگ رافضہ ہیں... رافضیوں نے کتاب و سنت کی مخالفت کی اور اللہ سے کفر کیا (۲۳۳)

(۸) ابو عبد اللہ القرطبی (۲۳۴) موسیٰ علیہ السلام سے ہارون علیہ السلام کی نسبت ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں پس اس سے رافضیوں اور ان کے تمام فرقے استدلال کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو تمام امت پر خلیفہ بنایا یہاں تک کہ امامیہ نے... اللہ ان کو ذلیل کرے... تمام صحابہ کو کافر قرار دے دیا کیونکہ انہوں نے علی کی خلافت پر موجود نص کا انکار کیا اور اس کے غیر کو اجتہاد کے ساتھ خلیفہ بنا دیا اور ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ جنہوں علی رضی اللہ عنہ کو اپنا خلافت کا حق طلب نہ کرنے کے سبب کافر قرار دے دیا پس ان لوگوں کے کفر میں اور جو ان کے اقوال کی پیروی کرے اس کے کفر میں کیا شک ہے (۲۳۵) اور وہ اس آیت کی تفسیر {يُعۡجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيۡظَ بِهِمُ الۡكُفَّارَ} کی تفسیر اور اس میں امام مالک کا قول نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ لوگوں میں جس کے دل میں کسی ایک صحابی کے بارے میں بغض آ جائے تو وہ اس آیت کے زمرہ میں ہے اور پھر کہتے ہیں امام مالک نے بہت ہی اچھی بات کہی اور بہتر تاویل کی پس جس کسی نے کسی ایک صحابی کی تنقیص کی یا ان پر طعن کیا تو ایسے شخص نے اللہ رب العلمین کا رد کیا اور مسلمانوں کی شریعت کا بطلان کیا۔

(۹) ابو عبد اللہ الخرشی کہتے ہیں جس نے عائشہؓ پر الزام لگایا جسے اللہ نے بری کیا کہ اور وہ یہ بھونکے کہ آپ نے (نعوذ باللہ) زنا کیا تھا یا یہ کہ وہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا انکار کرے یا آپ کے اسلام کا انکار کرے یا تمام صحابہ کے اسلام کا انکار کرے یا خلفائے اربعہ کو کافر کہے یا کسی ایک کی تکفیر کرے تو وہ کافر ہے (۲۳۶)۔

(۱۰) علی الاجہوری (۲۳۷) کہتے ہیں پس خلاصہ یہ ہے کہ صحابہ کو کافر قرار دینے والے کی تکفیر کی جائے کیونکہ اس نے ایسی بات کی تکذیب کی ہے جو دین میں ضرورت کے ساتھ معلوم ہے اور اس نے اللہ اور رسول ﷺ کی تکذیب کی ہے (۲۳۸)۔

(۱۱) ابو لعباس الصاوی (۲۳۹) کہتے ہیں کہ جس نے تمام صحابہ کی تکفیر کی تو وہ بالاتفاق کافر ہے جیسے کہ "شامل" میں ہے کیونکہ اس نے دین میں ضرورت کے ساتھ معلوم بات اور اللہ ورسول ﷺ کی تکذیب کی ہے (۲۴۰)۔

تراجم وحوالہ جات

(۲۱۸) الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ، فصل؛ وسب آل بیته وازواجه واصحابه وتنقیصهم حرام فاعله ملعون۔

(۲۱۹) الذہبی کہتے ہیں الامام العلامہ مغرب کے فقیہ، ابو سعید عبد السلام بن حبیب التنوخی الحمصی الاصل، المغربی القیروانی، المالکی، قاضی القیروان، صاحب المدونہ۔ انہوں نے سفیان بن عیینہ، ولید بن مسلم، عبد اللہ بن وہب، عبد الرحمن بن قاسم، و کیع بن جراح اور اشہب سے سماع کیا اور ابن وہب، ابن القاسم اور اشہب کی صحبت اختیار کی یہاں تک کہ ان کی مثل بن گئے اور اہلِ مغرب کے قائد بن گئے اور مغرب میں علم آپ پر منتہیٰ ہوا۔ اشہب کہتے ہیں ہمارے پاس سحنون سے بہتر کوئی نہیں آیا۔240ہجری میں فوت ہوئے۔

(۲۲۰) الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ، فصل؛ وسب آل بیته وازواجه واصحابه وتنقیصهم حرام فاعله ملعون۔

(۲۲۱)حاشیة الصاوی علی الشرح الصغیر باب فی تعریف الردہ واحکامها۔

(۲۲۲) الذہبی کہتے ہیں الامام العلامہ الحافظ الاوحد شیخ الاسلام قاضی ابو الفضل عیاض بن موسیٰ بن عیاض الیحصبی الاندلسی ثم السبتی المالکی انہوں نے علوم کا دریا اپنے اندر سمو لیا جمع تصنیف کے میدان میں جوہر دکھائے اور ان کی تصانیف لوگ سواریوں پر اٹھاتے تھے۔ حتیٰ کہ افق پر ان کا نام چمکنے لگا۔476ہجری میں پیدا ہوئے۔ ابن خلکان کہتے ہیں قاضی کے اساتذہ کی تعداد سو کے قریب ہے۔544ہجری میں فوت ہوئے۔

(۲۲۳)الشفاء، فصل فی بیان ماهو من المقالات کفر...

(۲۲۴)الذہبی کہتے ہیں الامام العلامہ الحافظ ذوالفنون القاضی ابو الولید سلیمان بن خلف بن سعد التجیبی الاندلسی القرطبی الباجی الذہبی صاحبِ تصانیف۔ ان سے ابو عمر عبد البر، ابو محمد بن حزم اور ابو بکر الخطیب نے بیان کیا ہے۔ آپ سے ائمہ نے فقہ حاصل کی اور آپ کا نام بہت مشہور ہوا اور آپ نے بہت تصنیفات چھوڑیں۔ 403ہجری میں پیدا ہوئے اور 474ہجری میں فوت ہوئے۔

(۲۲۵)المنتقیٰ شرح الموطا عند حدیثه عن قول عمر بن عبد العزیز {ما رأیك فی هؤلاء القدریة}

(۲۲۶)الذہبی کہتے ہیں الامام العلامہ الحافظ القاضی ابو بکر محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ ابن العربی الاندلسی الاشبیلی المالکی صاحبِ تصانیف، علوم وفنون کے جامع تھے اور بہت فصیح و بلیغ خطیب تھے۔ 468ہجری میں پیدا ہوئے اور 543ہجری میں فوت ہوئے۔

(۲۲۷)العواصم من القواصم، قاصمه، كانت الجاهلية مبنية على العصبية۔

(۲۲۸)العواصم من القواصم ، قاصمه، فان قيل انما تكون ذالك فى المعانى الذى تشكل۔

(۲۲۹) احكام القرآن قوله تعالیٰ {لقد جاء كم رسول من انفسكم...} التوبة128 ۔

(۲۳۰)العواصم من القواصم، قاصمه، يكفيك من شر سماعه

(۲۳۱)احكام القرآن قوله تعالى {يعظكم الله ان تعودوا لمثله} النور17۔

(۲۳۲) الصفدی کہتے ہیں احمد بن عبد اللہ بن احمد ابو العباس بن الحطیئۃ اللخمی الفارسی المقری الناسخ امام صالح بہت قدر و منزلت والے، علامہ۔ فاس میں پیدا ہوئے۔ حج کیا اور شام میں داخل ہوئے وہاں کبار سے ملے اور جامع مصر کو اپنا وطن بنالیا۔ 478 میں پیدا ہوئے اور 560 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۲۳۳) الذہبی نے ان کا تذکرہ السیر میں کیا ہے۔

(۲۳۴)ابن فرحون کہتے ہیں محمد بن احمد بن ابو بکر بن فرخ الشیخ الامام ابو عبد اللہ الانصاری الاندلسی القرطبی المفسر۔ وہ اللہ کے نیک بندے اور علماء میں سے تھے۔ دنیا میں زہد اختیار کرنے والے اور اپنی آخرت کا سامان کرنے والے ان کا وقت عبادت و تصنیف میں گذرتا۔ 671 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۲۳۵) الجامع لاحکام القرآن الکریم قولہ تعالیٰ { وقال موسى لأخيه هارون اخلفني }الاعراف142۔

(۲۳۶) شرح مختصر خلیل للخرشی باب؛ الردۃ والسب واحکامھا۔

(۲۳۷)علی بن زین العابدین الاجہوری۔ یہ نسبت الاجہور الورد کی طرف جو کہ مصر کی ایک بستی ہے۔ وہ اپنے زمانہ میں مالکیہ کے بڑے عالم تھے۔ 1066 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۲۳۸)شرح مختصر خلیل للخرشی باب؛ الردۃ والسب واحکامھا۔

(۲۳۹) ابو العباس احمد بن محمد الخلوتی الصاوی۔ یہ نسبت صاء الحجر (مصر) کی طرف ہے۔ وہ مالکی فقیہ تھے1175 ہجری میں پیدا ہوئے۔انہوں نے الدردیر اور الدسوقی سے فقہ حاصل کی۔ 1241 ہجری میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔

شرح مختصر خلیل للخرشی باب؛ فی تعریف الردۃ والسب واحکامھا۔

الفصل (۹)

شافعی فقہاء کے رافضہ کے بارے میں اقوال

(۱) امام الشافعی (۲۴۱) کہتے ہیں میں نے اہلِ الاہوا میں سب سے جھوٹے دعوے کرنے والا اور جھوٹی گواہی دینے والا رافضہ سے بڑھ کر کوئی نہیں دیکھا(۲۴۲) اور کہتے ہیں کہ رافضی کے پیچھے نماز نہ پڑھو(۲۴۳)۔

(۲) ہبۃ اللہ اللالکائی(۲۴۴) کہتے ہیں رافضیوں کی رسوائیت کے بارے میں جو سیاق مروی ہے، جو اصحابِ رسول اللہ کو گالی دیتے ہیں اور اسے دین سمجھتے ہیں اور ان کا کفر اور جو حماقتیں ان سے منقول ہیں اس کے بعد انہوں نے کچھ آثار نقل کیے ہیں(۲۴۵)۔

(۳)عبد القادر بن طاہر البغدادی (۲۴۶) کہتے ہیں وہ کافر جو اسلامی حکومت کے دوران ظاہر ہوئے اور انہوں نے اسلام کا لبادہ اوڑھا اور مسلمانوں کو خفیہ طریقوں سے قتل کیا جیسے کہ سبائی فرقہ کے غالی رافضی۔

پس یہ گروہ جس کا ہم نے ذکر کیا ہے اس کا حکم دین سے مرتد کا حکم ہے اور ان کے ذبیحہ کا کھانا جائز نہیں اور نہ ہی ان کی عورتوں کے ساتھ نکاح جائز ہے اور نہ ہی دارالاسلام میں جزیۃ وصول کر کے ان کو رہنے کی اجازت دینا درست ہے بلکہ ان سے توبہ کروائی جائے گی۔ پس اگر وہ توبہ کر لیں تو ٹھیک ورنہ ان سے قتال کیا جائے گا اور ان کے اموال غنیمت بنائے جائیں گے۔

جہاں تک اہلِ ہوس امامیہ کا معاملہ ہے جنہوں نے صحابہ کو کافر قرار دے دیا پس ہم ان کی تکفیر کریں گے جیسے کہ وہ اہل السنۃ کی تکفیر کرتے ہیں۔ ہمارے نزدیک ان کی نمازِ جنازہ پڑھنا اور نہ ہی ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے(۲۴۷) اور کہتے ہیں کہ اہل السنۃ کا اجماع ہے کہ تمام مہاجرین و انصار ایمان والے صحابہ ہیں اور یہ قول رافضیوں کے زعم کے خلاف ہے کہ صحابہ نے علی رضی اللہ عنہ کی

بیعت کو ترک کر کے کفر کیا اور اہل السنۃ کا اجماع ہے کہ نبی ﷺ کے ساتھ جو صحابہ بدر میں حاضر ہوئے وہ سب اہل جنت ہیں اور اسی طرح اہل السنۃ نے کہا ہر وہ شخص کافر ہے جس نے عشرہ مبشرہ میں سے کسی صحابی کی تکفیر کی اسی طرح اہل السنۃ امہات المومنین کے ساتھ موالات رکھتے ہیں اور جو ان کی تکفیر کرے وہ اسے کافر قرار دیتے ہیں(۲۴۸)۔

خطیب البغدادی (۲۴۹) کہتے ہیں کہ اللہ نے اپنے نبی ﷺ کے لیے مدد گار پسند کیے اور اہلِ ملت پر لازم کیا کہ ان کا ذکر خیر کریں لیکن رافضیوں نے اللہ کے حکم کی مخالفت کی اور انہوں نے ان کی کوششوں اور جہد کو رائیگاں کرنے کی کوشش کی اور ان سے برأت کا اظہار کیا اور ان کو گالی دینے کو دین بنالیا۔ {يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ} وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو پھونکوں کے ساتھ بجھادیں جیسے اس سے پہلے ان کے متقدمین چاہتے تھے اور {وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ} اللہ اپنے نور کو ضرور پورا کرے گا چاہے کافروں کو کیسا ہی ناگوار لگے (الصف 8) اور ظالم عنقریب جان لیں گے کہ وہ کس کروٹ گرائے جاتے ہیں(۲۵۰)۔

ابو عثمان الصابونی(۲۵۱) خلفاء اربعہ کا ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں پس جو کوئی ان سے محبت رکھے اور ان سے دوستی رکھے اور ان کے لیے دعا کرے اور ان کے حقوق کا خیال کرے اور ان کے فضل کو پہچانے تو وہ کامیاب ہونے والوں میں سے ہے اور جو کوئی ان سے بغض رکھے انہیں گالی دے، اور ان کی نسبت اس طرف کرے جن امور کی طرف روافض اور خوارجی کرتے ہیں... اللہ کی ان پر لعنت ہو... وہ ہلاک ہونے والوں میں سے ہے(۲۵۲)۔

(۶) ابو لمظفر الاسفرائینی(۲۵۳) کہتے ہیں امامیہ صحابہ کی تکفیر پر متفق ہیں اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ قرآن کو تبدیل کر دیا گیا ہے جیسے کہ وہ تھا اور اس کے اندر صحابہ کی طرف سے زیادتی ونقصان کر دیا گیا ہے اور ان کا زعم ہے کہ اس قرآن میں علی رضی اللہ عنہ کی امامت کے بارے میں نص بھی تھی جسے صحابہ نے ساقط کر دیا اور وہ یہ زعم رکھتے ہیں کہ موجودہ قرآن پر کوئی اعتماد نہیں اور نہ احادیث مصطفیٰ ﷺ پر کوئی اعتماد ہے۔ پھر یہ زعم رکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے ہاتھ میں جو شریعت ہے اس کا کوئی

اعتماد نہیں اور وہ اپنے موہوم امام کے منتظر ہیں جسے وہ مہدی کہتے ہیں جو نکلے گا اور انہیں تعلیم دے گا اور انہیں شریعت پڑھائے گا اور یہ کہ وہ اہل السنۃ دین کی کسی چیز پر بھی نہیں ہیں۔ اس کلام سے انکا مقصد امامیہ کے کلام کی تحقیق کرنا ہی نہیں بلکہ اس سے وہ شریعت کی تکلیف کو ساقط کرنا چاہتے ہیں تا کہ وہ محرمات میں وسعت اختیار کریں اور عوام کے سامنے معذرت پیش کریں کہ یہ شریعت مبدل ہے اور قرآن صحابہ کے دور سے ہی محرف ہے اور دین میں سے کوئی چیز اپنی اصل پر باقی نہیں ہے۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ یہ بات جان لو یہ بات جو ہم نے رافضیوں سے روایت کی ہے یہ صرف ان کے فساد پر دلالت نہیں کرتی پس ایک عقل مند انسان اپنی بدیہی عقل کے ساتھ اس بات کے فاسد ہونے کو جان لیتا ہے اور اس کا انکار کر دیتا ہے۔ یہ ممکن نہیں ہے ان سے ایسے مقالات لیے جائیں سوائے اس کہ ان کے اندر ضمیروں میں چھپے خبثِ باطن کا اظہار ہوتا ہے جو وہ اہل بیت کی محبت کے پردہ میں اور الحاد وشر کے ساتھ چھپائے پھرتے ہیں(۲۵۴)۔ شیخ کہتے ہیں کہ اہل سنت کے فتاویٰ کا انحصار اہل السنۃ والجماعۃ پر ہے... اہل الرآی والحدیث... اور وہ سب اس بات پر متفق ہیں کہ رافضیوں کا مذہب مردود ہے(۲۵۵)۔

ابو حامد امام الغزالی(۲۵۶) کہتے ہیں کہ رافضیوں کی کج فہمی یہ ہے کہ انہوں نے ایسے جرم کی راہ نکالی اور جنابِ علی سے یہ نقل کیا کہ وہ غیب کی باتیں اس لیے نہیں بتاتے تھے تا کہ اللہ تعالیٰ خود انہیں ظاہر کر دے اور تبدیلی رونما کر دے۔ اسی طرح انہوں نے جعفر بن محمد سے روایت کی کہ علی نے خود ابتداء نہ کی جب تک کہ انہیں حکم نہ ملا جیسے کہ اسماعیل علیہ السلام کو اللہ کا حکم ملنے پر ہی ذبح کیا گیا۔ پس یہ کفرِ صریح ہے اور اللہ کی طرف جہل و تغییر کی نسبت ہے(۲۵۸)۔

(۸) امام فخر الدین رازی کہتے ہیں اپنی تفسیر میں { وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ } جس دن ظالم اپنے ہاتھ کاٹ کھائے گا(الفرقان 27) رافضی کہتے ہیں یہ ظالم وہی شخص ہے اور اگرچہ مسلمان اس کا نام بدل دیں اور کتنا ہی اسے چھپائیں اور کسی فلاں کو اس کی جگہ رکھ دیں اور انہوں فاضل صحابہ کے نام ذکر کیے ہیں... پس رافضیوں کا یہ قول قرآن میں طعن کیے بغیر اور یہ ثابت کیے بغیر کہ قرآن محرف مکمل نہیں ہوتا۔ اس میں کوئی نزاع نہیں کہ ایسا کہنا کفر ہے اور انہوں نے کہا وہ رافضی جو ام المومنین

عائشہ صدیقہ پر طعن کرتے ہیں وہ ان یہودیوں کی طرح ہیں جو جناب مریم علیہا السلام پر بہتان باندھتے تھے(۲۵۹)۔

امام ابو عبد اللہ الذہبی کہتے ہیں ہر وہ شخص جو شیخین سے محبت کرتا ہے وہ غالی نہیں بلکہ وہ جو ان سے تعرض کرتا ہے تنقیص کے ساتھ تو وہ غالی رافضی ہے۔ وہ اگر گالی دے تو شریر ترین رافضی ہے اور اگر وہ تکفیر کرے تو وہ کافر ہے اور رسوائیت کا مستحق ہے (۲۶۰) اور انہوں نے کہا کہ تو دیکھے گا کہ یہ لوگ ہمیشہ موضوع باتوں کے ساتھ احتجاج کرتے ہیں اور صحیح باتوں کی تکذیب کرتے ہیں اور جب بھی انہیں ادنیٰ سا خوف لاحق ہو تو تقیہ کرتے ہیں اور صحیحین کی تعظیم کرتے ہیں اور سنت کی بزرگی ماننے لگتے ہیں اور رافضیت پر لعنت کرتے ہیں اور اسکا انکار کرتے ہیں۔ وہ خود اپنے اوپر لعنت کا اعلان کرتے ہیں... ایسا کام جسے نہ یہودی اور نہ ہی مجوسی اپنے ساتھ کرتے تھے۔ جہالت کے طور طریقے ان کے فضلاء و مشائخ پر غالب ہیں تو تمہارا ان کے عامۃ کے بارے میں کیا خیال ہے؟۔ کوئی ان کے نیکوں کاروں کے حیلوں کا کیا گمان کرے کہ وہ جاہلیت کے جاہل اور بد کے ہوئے گدھے ہیں۔ اللہ کی تعریف ہے ہدایت پر اور وہ صحابہ کے متعلق کہتے ہیں کہ جس نے ان کی شان میں طعن کیا یا انہیں گالی دی تو وہ دین سے اور مسلمانوں کی ملت سے خارج ہو گیا کیونکہ ان کے بارے میں طعن ان کے مناقب، فضائل، اللہ اور رسول اسے ان کی محبت اور اللہ کی ان کے بارے تعریف میں طعن ہے اور اس لیے کہ وہ احادیث کے سب سے ہر دلعزیز رواۃ ہیں۔ اس واسطے اور احادیث کی نقل میں طعن سے منقول میں طعن واجب آتا ہے۔ یہ بالکل ظاہر ہے اس بندے کے لیے جو تدبر کرے اور اپنے آپ کو نفاق، زندقہ اور الحاد کے عقیدہ سے محفوظ رکھے (۲۶۲)۔

(۱۰) تقی الدین السبکی کہتے ہیں شیعہ اور خوارج کو کافر قرار دینے والوں نے اس بات سے دلیل پکڑی ہے کہ وہ اعلام صحابہ کی تکفیر کرتے ہیں اور نبی ﷺ کی ان کو جنت کی بشارت دینے کی تکذیب کرتے ہیں پس میرے نزدیک یہ بالکل درست احتجاج ہے جن پر ان کی تکفیر واضح ہوئی (۲۶۳) اور وہ جو کہتے ہیں کہ اماں عائشہؓ کے بارے میں... اللہ کی پناہ... ایسا شخص دو اسباب کے تحت واجب القتل ہے۔

پہلا یہ کہ قرآن ان کی برأت کا اعلان کرتا ہے جسکا جھٹلانا کفر ہے اور ان کے بارے میں بکواس کرنا ان کی تکذیب ہے کہ وہ نبی ﷺ کے فراش میں ہیں اور ان کے بارے میں ایسا کہنا تنقیص ہے اور آپ ﷺ کی تنقیص کفر ہے(۲۶۴)۔

ابن کثیر، اللہ کے قول { مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰہِ وَالَّذینَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَماءُ بَيْنَهُمْ } کی تفسیر میں کہتے ہیں اس آیت سے امام مالک نے یہ مسئلہ اخذ کیا کہ وہ رافضی کافر ہیں جو صحابہ سے بغض رکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وہ صحابہ پر غیظ کھاتے ہیں اور جو ان پر غیظ رکھے وہ کافر ہے اور علماء کی ایک جماعت نے اس اخذ میں ان کی موافقت کی ہے۔ انہوں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ بنت الصدیق رضی عنہما پر بہتان باندھنے والے کے بارے میں اس آیت کی تفسیر میں کہا {إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ} بے شک وہ لوگ جو غافل مومنہ عورتوں پر بہتان باندھتے ہیں ان پر دنیا و آخرت میں لعنت ہے اور ان کے لیے عذابِ عظیم ہے (النور 23)۔ علماء کا اس بات پر قطعی اتفاق ہے کہ اس آیت کے بعد جس نے آپ پر الزام لگایا اور ان پر بہتان باندھا جو اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے تو ایسا شخص کافر ہے کیونکہ وہ قرآن کے ساتھ دشمنی رکھتا ہے اور بقیہ امہات المومنین کے ساتھ دشمنی رکھتا ہے۔

ابو حامد محمد المقدسی (۲۶۵) کہتے ہیں کہ رافضی مختلف گروہوں کے عقائد صریح کفر ہیں اور جہلِ قبیح کے ساتھ عناد سے عبارت ہیں اور کوئی بھی غور کرنے والا ان کے کافر ہونے اور دین اسلام سے خارج ہونے کے بارے میں توقف نہیں کر سکتا(۲۶۶)۔

(۱۳) امام جلال الدین السیوطی کہتے ہیں اللہ تم پر رحم کرے یہ بات جان لو کہ جس کسی نے نبی ﷺ کی حدیثِ قولی یا فعلی کا انکار کیا بشرط اسکے دین کا اصول و حجت ہونے کے تو وہ کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے اس کا حشر یہودیوں اور عیسائیوں کے ساتھ ہو گا یا ان کافر گروہوں کے ساتھ جن کے ساتھ اللہ چاہے۔ اس فاسد رائے کی اصل یہ ہے کہ زنادقہ اور غالی رافضیوں کا ایک گروہ سنت کے انکار کرنے اور صرف قرآن پر انحصار کرنے کی طرف گیا ہے { جیسے کہ ہمارے دور میں غلام احمد پرویز

ملعون خنزیر کا اور فرقہ پرویزیہ کا موقف ہے جنہوں نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام میں تفرق و انتشار کی ایک نئی راہ نکال رکھی ہے علیھم من اللہ ما یستحقون، مترجم} اور وہ اس میں مختلف آراء رکھتے ہیں۔ ان میں سے بعض اعتقاد رکھتے ہیں کہ نبوت علی رضی اللہ عنہ کے لیے تھی اور یہ کہ جبریل غلطی سے وحی جنابِ رسالتمآب ﷺ کے پاس لے گئے۔ پس اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ان کے ظلم سے بہت بلند ہے۔ ان میں سے بعض ایسے ہیں جو نبوت کا اقرار کرتے ہیں لیکن کہتے ہیں کہ خلافت علی رضی اللہ عنہ کا حق تھا لیکن جب صحابہ نے اسے ابو بکر صدیقؓ کے حوالے کیا... اللہ کی ان رافضیوں پر لعنت ہو... یہ کہنے لگے کہ وہ کافر ہیں اور انہوں نے ظلم کیا، حق چھینا اور مستحق کو محروم کیا۔ اللہ کی ان پر لعنت ہو... پھر انہوں نے جنابِ علی رضی اللہ عنہ کو بھی کافر قرار دے دیا یہ کہہ کر کہ انہوں نے اپنی خلافت کے حق کو طلب نہ کیا... پس انہوں نے ساری احادیث کا انکار کر دیا کیونکہ ان کے نزدیک وہ کافر قوم کی روایات ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ روایات اس قابل نہ تھیں کہ ان کی روایت کی جائے لیکن ضرورت و حاجت نے ہمیں مجبور کیا کہ ان کے اصل مذہب کے مفاسد بیان کیے جائیں کہ جس سے کئی زمانوں کے لوگ محفوظ تھے اور ائمہ اربعہ کے زمانے میں اس رائے کے مالک بہت سے لوگ موجود تھے۔ ائمہ اربعہ نے ان کے ساتھ مناظرے کیے اور ان کے رد میں تصانیف لکھیں(۲۶۷)۔ اور وہ کہتے ہیں جس نے صحابہ کی تکفیر کی یا یہ کہا کہ ابو بکر صحابہ میں سے نہیں تھے وہ کافر ہے۔ قاضی حسین سے ان کی تکفیر کے بارے میں دو وجوہ نقل کی گئی ہیں اور صحیح ترین میرے نزدیک تکفیر ہے(۲۶۸)۔

شہاب الدین الرملی(۲۶۹) کہتے ہیں اگر کوئی کہے کہ ابو بکر صحابہ میں سے نہ تھے وہ کافر ہے اور اور یہ کہ وہ عمر و عثمان رضی اللہ عنہما کو صحابیت کے شرف سے خارج کرے کیونکہ ان کی صحابیت کو خاص و عام جانتا ہے پس کسی صحابی کی تکذیب کرنے والا نبی ﷺ کو جھٹلانے والا ہے(۲۷۰)۔

(۱۵)احمد بن حجر الہیتمی {مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ وَالَّذِيۡنَ مَعَهٗ} کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ اس آیت سے امام مالک نے ان رافضیوں کی تکفیر کو اخذ کیا جو صحابہ کے ساتھ بغض رکھتے ہیں اور کہا کہ وہ صحابہ کے ساتھ غیظ رکھتے ہیں اور جو ان پر غیظ کھائے وہ کافر ہے۔ الہیتمی کہتے ہیں کہ یہ بہت اچھا استدلال ہے

جس پر آیت کا ظاہر دلالت کرتا ہے۔ امام الشافعی نے رافضیوں کے کفر پر ان کے قول کی موافقت کی ہے اور ائمہ کی ایک جماعت نے بھی انکی موافقت کی ہے(۲۷۱)۔ انہوں نے کہا کہ رافضی دین کے لیے یہود و نصاریٰ اور سارے فرقوں سے زیادہ نقصان دہ ہیں۔ اس کی وجہ ان کے وہ بہتان ہیں اور ان کی وہ قباحتیں، بدعتیں، عناد اور جھوٹ ہے یہاں تک کہ ملحد لوگ ان کے طعن کے سبب دین اور آئمہ کے بارے میں طعن کرنے لگے(۲۷۲) اور وہ کہتے ہیں کہ حدیثِ افک سے معلوم ہوتا ہے کہ جو اماں عائشہ صدیقہؓ کی طرف زناء کی نسبت کرے وہ لعنتی کافر ہے اور اس کی ہمارے ائمہ وغیر ہم نے صراحت کی ہے کیونکہ اس میں قرآنی نصوص کی تکذیب ہے اور قرآن کی تکذیب کرنے والا بالا جماع کافر ہے۔ اسی سے بہت سے غالی شیعوں کا کافر ہونا واضح ہوتا ہے کیونکہ وہ اماں عائشہؓ کی طرف ایسی نسبت کرتے ہیں ...اللہ انہیں قتل کرے وہ کہاں بھٹکے پھرتے ہیں(۲۷۳)۔

(۱۶) ابولثناء الآلوسی کہتے ہیں بالجملہ صحابہ کی تکفیر کہ جن کا ایمان، صدق اور عدمِ نفاق محقق ہے اور ان پر لعنت کا اقدام کرنا مجرد شبہ کی بنیاد پر تو یہ مکڑی کے جالے سے بھی کمزور واہمہ ہے۔ اس پر ذرا بھر بھی توقف کرنا جائز نہیں کیونکہ انہوں نے ان لوگوں کی تکفیر کی کہ امیر المومنین علیؓ بن ابی طالب (۲۷۴) جن کے پیچھے نمازیں پڑھتے اور اجتماع وجماعت میں ان کی اقتدیٰ کرتے تھے جیسے کہ ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین۔ آپ انکے ساتھ اس قدر حسنِ معاملہ رکھتے تھے کہ اپنی بیٹی ام اکلثوم کا نکاح عمرؓ سے کر دیا اور خود ابو بکرؓ کی بیوہ سے شادی کی جو حنفیہ کی خالہ تھیں اور ان کا معاملہ خلفاء کے ساتھ کسی تاویل کا محتاج نہیں اور آپ تو وہ تھے جو شیعہ کو پتھروں سے مارتے تھے(۲۷۵)۔

تراجم وحوالہ جات

(۲۴۱)الذہبی کہتے ہیں محمد بن ادریس بن ہاشم بن المطلب بن عبد مناف، الامام، عالم العصر، ناصر الحدیث، فقیہ الملۃ، ابوعبد اللہ القرشی، ثم المطلبی الشافعی، المکی۔ جنابِ رسول اللہ ﷺ سے آپ کا شجرہ ملتا ہے۔ المطلب ہاشم کے بھائی ہیں اور عبد المطلب کے والد ہیں۔ 150ہجری میں پیدا ہوئے۔ امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر سو سال بعد لوگوں کے لیے ایک مجدد بھیجتا ہے جو انہیں سنت کی راہ پر چلاتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کیے جانے والے جھوٹ کو دور کرتا ہے۔ پس ہم نے دیکھا کہ سو سال بعد عمر بن عبد العزیز آئے اور دو سو سال بعد امام شافعی آئے۔ آپ 204ہجری میں فوت ہوئے۔

(۲۴۲) اسے ابن بطہ نے الابانہ میں روایت کیا۔

(۲۴۳)الذہبی کہتے ہیں الامام المجود المفتی ابو القاسم ہبۃ اللہ بن حسن بن منصور الطبری الرازی الشافعی اللالکائی اپنے وقت میں بغداد کے اچھے علماء میں سے تھے۔ انہوں شیخ ابوحامد کے پاس تفقہ حاصل کیا اور مذہب میں مہارت حاصل کی۔ 418ہجری میں فوت ہوئے۔

(۲۴۵)اسے اللالکائی نے شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعہ میں روایت کیا۔

(۲۴۶)الذہبی کہتے ہیں عبد القادر بن طاہر علامہ البارع، ماہر استاد، ابو منصور البغدادی، خراسان میں ٹھہرے اور بڑی بلند پایہ تصانیف کے حامل ہیں اور آئمہ اعلام الشافعیہ میں سے ہیں۔ وہ ابو اسحاق الاسفرایینی کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ وہ سترہ فنون میں پڑھاتے تھے اور ان کو بطور ضرب المثل کے استعمال کیا جاتا تھا اور وہ رئیس اور بڑی حشمت والے تھے۔ ابو عثمان الصابونی کہتے ہیں کہ استاد ابو منصور اصولِ اسلام کے امام تھے، بدیع الترتیب، غریب التالیف اماما مقدما مفخماً۔ جب نیشاپور کے حالات خراب ہوئے تو آپ وہاں سے نکلے۔ 429ہجری میں فوت ہوئے۔

(۲۴۷) الفرق بین الفِرَق الباب الخامس الفصل الثالث الرکن الخامس عشر۔

(۲۴۸) الفرق بین الفرق الباب الخامس الفصل الرابع۔

(۲۴۹) الذہبی کہتے ہیں خطیب، الامام الاوحد العلامہ مفتی الحافظ الناقد محدثِ وقت ابو بکر احمد بن علی بن ثابت البغدادی صاحبِ تصانیف، خاتمۃ الحفاظ، انہوں نے بہت کتابیں لکھیں، اور انہوں نے اس میدان میں بہت مہارت حاصل کی انہوں تصحیح، علل، جرح، تعدیل، تاریخ اور توضیح کے میدان میں اپنا لوہا منوایا۔ اور وہ اپنے دور کے بہترین حفاظ میں شمار کے جاتے تھے۔ آپ شافعی مذہب کے کبار علماء میں سے تھے۔ انہوں نے تصنیف کے میدان میں پچاس سے کچھ اوپر سال کام کیا۔ 392ہجری میں پیدا ہوئے۔ سعد السمعانی کہتے ہیں کہ الخطیب بہت ہیبت والے، وقار والے، ثقہ، حریت، حجت، حسن الخط، کثیر الضبط، فصیح تھے اوران پہ حفاظ کا خاتمہ ہوا۔ رافضیوں نے دمشق میں انہیں قتل کرنے کی کوشش کی بسبب ان کے جامع مسجد میں فضائلِ صحابہ روایت کرنے کے۔ لیکن انہوں نے بغداد کے اہل السنۃ کے انتقام کے خوف سے انہیں چھوڑ دیا۔ 463ہجری میں فوت ہوئے۔

(۲۵۰)الجامع لأخلاق الرواى وآداب السامع ، املاء فضائل الصحابه ومناقبهم والنشر لمحاسن اعمالهم وسوابقهم۔

(۲۵۱)الذہبی کہتے ہیں الامام العلامہ القدوۃ المفسر المذکر، المحدث شیخ الاسلام ابو عثمان اسماعیل بن عبد الرحمن بن احمد النیشاپوری، الصابونی۔ وہ ائمہ اہل الاثر میں سے تھے۔ ان کی تصنیف السنہ واعتقاد السلف بہت مشہور ہے جس میں ان کی رائے کا اعتراف کیا گیا ہے۔ 276ہجری میں پیدا ہوئے۔ ابو بکر البیہقی کہتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے امام تھے اور شیخ الاسلام تھے ابو عثمان الصابونی۔ 449ہجری میں فوت ہوئے۔

(۲۵۲) عقیدۃ السلف اصحاب الحدیث۔

(۲۵۳) الذہبی کہتے ہیں شاہفور، العلامہ، المفتی ابو لمظفر طاہر بن محمد الاسفرایینی، ثم الطوسی، الشافعی، صاحبِ تفسیر الکبیر، وہ ائمہ اعلام میں سے تھے۔ استاد ابو منصور البغدادی کے ساتھ ان کا سسرالی رشتہ تھا۔ 471ہجری میں فوت ہوئے۔

(۲۵۴)التبصیر فی الدین وتمییز الفرقة الناجیه عن الفرق الهالکین باب تفصیل مقالات الروافض وبیان فضائحهم۔

(۲۵۵)التبصیر فی الدین وتمییز الفرقة الناجیة عن الفرق الهالکین فصل فی طرق تحقق النجاة لاهل السنة والجماعة۔

(۲۵۶)الذہبی کہتے ہیں الغزالی، شیخ الاسلام، الامام، البحر، حجۃ الاسلام، اعجوبۃ الزمان، زین الدین ابو حامد محمد بن محمد بن محمد الطوسی الشافعی، الغزالی صاحبِ تصانیف، ذہین اور دانائی والے۔ 450ہجری میں پیدا ہوئے اور 505ہجری میں فوت ہوئے۔

(۲۵۷) یعنی "النسخ"

(۲۵۸) المستصفیٰ، کتاب النسخ، الباب الاول۔

(۲۵۹)مفاتیح الغیب؛قوله{ وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلَىٰ مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا }(النساء156)۔

(۲۶۰)سیر اعلام النبلاء فی ترجمۃ ابی عروبۃ۔

(۲۶۱)ترتیب الموضوعات، عن کتاب الانتصار للصحب والآل من افترأت السماوی الضال۔

(۲۶۲)کتاب الکبائر، الکبیرہ السبعون۔

(۲۶۳) فتاویٰ السبکی باب جامع قولہ تعالیٰ {وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُودَ} النمل16۔

(۲۶۴)فتاویٰ السبکی باب جامع فصل سب النبی ﷺ۔

(۲۶۵) الشوکانی کہتے ہیں محمد بن خلیل بن یوسف ابو حامد الرملی المقدسی الشافعی۔ قاہرہ میں قیام پذیر ہوئے اور انہوں نے بہت سی مختصرات کو حفظ کیا۔ پھر قاہرہ کی جانب رختِ سفر باندھا اور حافظ ابن حجر، المناوی اور ایک جماعت سے اخذ کیا۔819ہجری میں پیدا ہوئے اور888ہجری میں فوت ہوئے۔

(۲۶۶)رسالة فی الرد علی الرافضة، نقلاً عن اصول مذهب الشيعة الامامية لناصر القفاری۔

(۲۶۷) مفتاح الجنة فی الاعتصام بالسنة المقدمة۔

(۲۶۸)العقود الدرية فی الفتاوىٰ الحمدانية باب الردة والتعزير۔

(۲۶۹) شہاب الدین احمد بن حمزہ الانصاری الرملی راملہ مصر کی طرف نسبت ہے الشافعی۔ فقہ ،تفسیر حدیث، علوم عربیہ، علمِ کلام کے ساتھ مشغول ہوئے ان کے اساتذہ میں زکریا الانصاری اور جنہوں نے ان کے پاس زانوئے تلمذ طے کیا ان میں آپ کے بیٹے شمس الدین محمد العملی۔، الملقب بالشافعی الصغیر، اور شمس الدین احمد بن محمد المصری الخطیب الشربینی ہیں۔957ہجری میں فوت ہوئے۔

(۲۷۰) حاشية البجيرمی علی شرح الخطيب لمتن ابی شجاع ، فصل فی الردة۔

(۲۷۱) الصواعق المحرقة فی الرد علی اهل البدع والزندقة، الخاتمة فی بیان اعتقاد اهل السنة۔

(۲۷۲)الصواعق المحرقة فی الرد علی اهل البدع والزندقة، الباب الاول، الفصل الخامس۔

(۲۷۳)الصواعق المحرقة فی الرد علی اهل البدع والزندقة، الباب الثالث الفصل الثانی۔

(۲۷۴) یعنی امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔

(۲۷۵) الاجوبة العراقیه علی الاسئلة اللاهوریة ، الفصل الثالث۔

الفصل (۱۰)

احناف کے رافضہ کے بارے میں اقوال

(۱)امام ابو حنیفہ(۲۷۶) کہتے ہیں شیعہ کے عقیدہ کی اصل صحابہ کو گمراہ قرار دینا ہے(۲۷۷) اور فرماتے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا خدیجۃ الکبریٰ کے بعد دونوں جہانوں کی افضل ترین عورتوں میں سے ہیں، مومنوں کی ماں ہیں اور زناء سے پاک ہیں اور ہر اس بات سے بری ہیں جو رافضی کہتے ہیں۔ پس جو کوئی ان پر زناء کی گواہی دے وہ خود زناء کی اولاد ہے(۲۷۸)۔

(۲) قاضی ابو یوسف(۲۷۹) جب کہ آپ سے کہا گیا کیا آپ تاویل کے ساتھ اصحابِ رسول کو گالی دینے والے کی گواہی کو جائز قرار دیتے ہیں تو انہوں نے کہا تجھے ہلاکت ہو میں تو اسے قید میں ڈالوں گا اور اسے ماروں گا یہاں تک کہ توبہ کر لے(۲۸۰) اور وہ کہتے ہیں کہ میں کسی جہمی اور رافضی کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا(۲۸۱)۔

(۳)ابو جعفر الطحاوی(۲۸۲) کہتے ہیں ہم اصحابِ رسول اللہ ﷺ سے محبت رکھتے ہیں اور کسی کے معاملے میں افراط سے کام نہیں لیتے اور نہ ہی ہم کسی سے برأت کا اظہار کرتے ہیں اور ہم ہر اس شخص سے بغض رکھتے ہیں جو ان سے بغض رکھتا ہے یا ان کا ذکر خیر کے ساتھ نہیں کرتا۔ ان کی محبت دین ہے، ایمان واحسان ہے اور ان کی عداوت وبغض کفر ہے نفاق وطغیان ہے(۲۸۳)۔

(۴)ابو بکر السرخسی(۲۸۴) کہتے ہیں رافضی مبہوت قوم ہیں جو جھوٹ سے احتراز نہیں کرتی بلکہ ان کے مذہب کی بنیاد ہی جھوٹ ہے(۲۸۵)۔ صحابہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ شریعت ہمیں انہیں کی وساطت سے پہنچی ہے پس جو ان کے بارے میں طعن کرے تو وہ ملحد ہے اسلام کو ترک کرنے والا ہے اس کا علاج تلوار ہے اگر وہ توبہ نہ کرے(۲۸۶)۔

(۵)صدر الدین ابی العز (۲۸۷) رافضیوں کی بنیاد اصل میں ایک منافق وزندیق نے رکھی جس کا ارادہ اسلام کا ابطال تھا اور رسول اکی ذات میں قدح لگانا تھا جیسے کہ علماء نے اس کا ذکر کیا ہے (۲۸۸)۔

(۶) محمد انور شاہ بن معظم شاہ الکشمیری کہتے ہیں کہ رافضیوں کی تکفیر میں اختلاف ہے اور احناف کے اس میں دو اقوال ہیں۔ کہا گیا ہے کہ وہ کافر ہیں اور کہا گیا ہے کہ نہیں۔ جبکہ مختار قول یہ ہے کہ وہ کافر ہیں کیونکہ تمام صحابہ کو کافر قرار دینے والا کافر ہے اور رافضیوں نے اسلام کو صرف نو، سات یا پانچ افراد پر علی الاختلاف مقصور کر دیا۔ اسی طرح رافضیوں کے قرآنِ عظیم کے بارے میں اقوال ہیں کہتے ہیں کہ عثمانؓ نے اس میں زیادتی کی، کہتے ہیں کمی کی اور زیادتی نہیں کی اور کہتے ہیں کہ وہ محفوظ ہے اور اہل السنۃ کی احادیث کا اعتراف نہیں کرتے اور ان کی چار صحیح کتابیں ہیں اور وہ بیماری اور جھوٹ سے بھری ہوئی ہیں (۲۸۹)۔

ابن عابدین کہتے ہیں رافضی اگر تو ایسا ہو جو علی رضی اللہ عنہ کی الوہیت کا اعتقاد رکھے یا یہ کہے کہ جبریلؑ نے وحی میں غلطی کی یا صدیق کی صحبت کا انکار کرے یا سیدہ صدیقہ پر بہتان باندھے تو وہ کافر ہے کیونکہ وہ دین کے ساتھ بالضرورت قطعی طور پر معلوم ہونے والی بات کا منکر ہے۔ بخلاف اس بات کے کہ اگر وہ علی کو فضیلت دیتا ہے یا صحابہ کو گالی دیتا ہے تو وہ بدعتی ہے کافر نہیں (۲۹۰)۔

نظام الدین الہندی (۲۹۱) کہتے ہیں کہ رافضی اگر شیخین کو گالی دیتا ہو اور ان پر لعنت کرتا ہو ...والعیاذ باللہ... تو وہ کافر ہے اور اگر وہ عائشہؓ پر زناء کی تہمت لگائے تو اس نے اللہ کے ساتھ کفر کیا... جو ابو بکرص کی امامت کا انکار کرے تو وہ کافر ہے اسی طرح صحیح ترین قول کے مطابق جو عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا منکر ہے وہ بھی کافر ہے۔ اسی طرح "الظہیریۃ" کہ ان کی تکفیر کرنا واجب ہے جب وہ عثمان علی طلحہ، زبیر اور عائشہ رضوان اللہ علیہم کی تکفیر کرے۔ اسی طرح اس رافضی کی تکفیر بھی واجب ہے جو مرُدوں کے دنیا میں آنے کی بات کہے، تناسخ الارواح، اور الٰہ کی روح کا امام کے اندر انتقال کا عقیدہ رکھے، باطنی امام کے خروج کی بات کرے، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو امام کے نکلنے تک معطل رکھے اور یہ کہے کہ جبریل علیہ السلام علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بدلے غلطی سے وحی محمد ﷺ کی

طرف لے گئے۔ یہ قوم ملت اسلام سے خارج ہے ان کا حکم مرتدین کا ہے جیسا کہ ''الظہیریۃ''میں ہے(۲۹۲)۔

(۹) شیخ زادۃ(۲۹۳) کہتے ہیں رافضی اگر علیؓ کو فضیلت دے تو وہ بدعتی ہے اور اگر ابو بکر کی خلافت کا انکار کرے تو وہ کافر ہے(۲۹۴)۔

(۱۰) عبد العزیز بن ولی اللہ الدہلوی(۲۹۵) کہتے ہیں جو کوئی ان کے خبیث عقائد پر مطلع ہوتا ہے تو وہ جان جاتا ہے کہ اسلام میں ان کا کوئی حصہ نہیں اور ان کا کفر اس پر واضح ہو جائے گا۔ ایسا شخص ان کے ہر معاملے کو عجیب پائے گا اور ان کے ہر غیبی امر پر راہ پالے گا اور جان لے گا کہ وہ حسی و بدیہی بات کا انکار کرتے ہیں۔ وہ کسی بات کی پرواہ نہیں کرتے ان کے ذہنوں میں کسی عذاب و عتاب کا کوئی خوف نہیں۔ پس جب باطل ان کے پاس آئے تو وہ اس سے محبت کرتے ہیں اور جب حق ان کے پاس آئے تو وہ اس کی تکذیب کرتے ہیں ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ روشن کی تو جب اس کا ماحول روشن ہو گیا تو اللہ نے ان کی بینائی کو چھین لیا کہ وہ دیکھ نہیں سکتے ہیں، بہرے ہیں، گونگے ہیں، اندھے ہیں پس وہ نہیں دیکھتے۔ اللہ نے ان کے دلوں پر پردہ ڈال دیا ہے۔ نہ سنتے ہیں نہ ہی عقل رکھتے ہیں... انا للہ وانا الیہ راجعون(۲۹۶)۔

(۱۱)ابو المعالی الآلوسی کہتے ہیں مجھے اپنی عمر کی قسم ان کا کفر ابلیس کے کفر سے شدید تر ہے۔ کہتے ہیں عجیب تر بات یہ ہے وہ رافضی جو اپنا نسب اپنے باپ کے ساتھ ملاتا ہے لیکن اگر وہ اس زمانے میں رافضیوں کے متعہ کی حالت پر غور کرے تو بغیر کسی دلیل وبرہان کے ان پر زناء کا حکم لگائے۔ کیونکہ ان کی ایک عورت کیساتھ دن رات بیسیوں مرد زناء کرتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ وہ عورت ''ممتعہ'' ہے۔ ان کے ہاں متعہ کے بازار ہیں جن میں ایسی عورتیں ہیں۔ ان کے ساتھ دلال ہیں جو ان کے لیے شکار ڈھونڈ کر لاتے ہیں تو وہ ان کو پسند کرتی ہیں اور اس کام کی اجرت طے کرتی ہیں اور وہ ان مردوں کو اپنے ہاتھوں سے پکڑ کر لئے جاتی ہیں... اللہ کی لعنت اور اس کے غضب کی طرف۔ پس جب وہ وہاں سے نکلتی ہیں تو دوسرے کسی مرد کے لیے کھڑی ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح ان کا معاملہ ہے جیسے کہ بہت ثقہ لوگوں

نے جو ان کے بازاروں میں داخل ہوئے اس کی خبر دی ہے۔ کبھی پانچ یا اس سے کم لوگوں کی ایک جماعت کو لایا جاتا ہے اور کہا جاتا کہ صبح سے چاشت تک اس کے ساتھ اور چاشت سے ظہر تک اور مغرب سے عشاء تک فلاں کے ساتھ متعہ کرواور پھر صبح تک یہی عمل جاری رہتا ہے۔ ان کی ایک عورت پانچ مردوں کے ساتھ زناء کرتی ہے اور وہ ایک دوسرے کو جانتے بھی نہیں ہوتے۔ بعض ثقات نے ذکر کیا کہ رافضیوں کے تین علماء ایک غسل کھانے میں اکٹھے غسل کے لیے داخل ہوئے۔ تو ان تینوں نے ایک ہی عورت کے ساتھ زناء کیا تھا اور وہ ایک دوسرے کو جانتے بھی نہ تھے (۲۹۷)۔

تراجم وحوالہ جات

(۲۷۶) الذہبی کہتے ہیں الامام، فقیہ ملت، عالم العراق، ابو حنیفہ نعمان بن ثابت بن زوطی الکوفی۔ کہا جاتا ہے کہ آپ فارسی النسل تھے اور صغار صحابہ کی اولاد کی زندگی میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے مالک بن انس کو دیکھا جب وہ کوفہ آئے۔ انہوں نے حدیث کی طلب میں سفر کیا جبکہ فقہ میں ان پر انتہیٰ ہے اور لوگ فقہ میں آپ کے عیال ہیں۔80 ہجری میں پیدا ہوئے اور 150 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۲۷۷) الصواعق المحرقة فی الرد علی اهل البدع والزندقة، الباب الاول، الفصل الخامس۔

(۲۷۸) الطبقات السنیة فی تراجم الحنفیة نبذة یسیرة من مناقبِ الامام وفضائله ومایؤثر عنه من المحاسن وحسن الاعتقاد

(۲۷۹) الذہبی کہتے ہیں وہ امام، مجتہد، علامہ قاضی القضاۃ ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم بن حبیب بن حبیش بن سعد بن جبیر بن معاویہ الانصاری الکوفی۔ سعد ابن جبیر کی صحبت بھی ہے۔ انہوں نے ابو حنیفہ سے روایت کیا اور ان کے ساتھ کو لازم رکھا اور وہ امام صاحب کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں اور ان میں سب سے زیادہ علم والے ہیں۔ ان کے ہاں سے امام محمد بن حسن نے اکتسابِ فیض کیا۔ یحیٰ بن معین اور امام احمد بن حنبل نے ان سے روایت کی ہے۔ آپ علم میں اس مرتبہ پر فائز تھے جہاں کوئی اور نہ تھا۔ ہارون الرشید خلیفہ ان کی بہت عزت کیا کرتا تھا۔113 ہجری میں پیدا ہوئے۔ ابنِ معین کہتے ہیں میں نے اصحابِ رائے میں سب سے زیادہ حدیث پر ثابت، اور حافظ اور صحیح روایت میں ابو یوسف سے بڑھ کر کوئی نہیں دیکھا۔182 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۲۸۰) اصول الدین عند الامام ابو حنیفه عن کتاب من سب الصحابة ومعاویة فأُمه هاویة۔

(۲۸۱) اسے اللالکائی نے شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ اولجماعۃ میں روایت کیا۔

(۲۸۲) الذہبی کہتے ہیں الامام العلامہ الحافظ الکبیر محدث الدیار المصریۃ وفقیہہ، ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ الازدی الحجری، المصری، الطحاوی الحنفی۔ وہ علمِ حدیث وفقہ میں بہت مشہور ہوئے۔ جو کوئی بھی ان کی تالیفات پر نظر ڈالتا ہے وہ آپ کے علم و وسعت کا اعتراف کرتا ہے۔ 293ہجری میں پیدا ہوئے۔ ابو اسحق کہتے ہیں اصحابِ ابو حنیفہ میں ابو جعفر الطحاوی پر مصر میں سرداری ختم ہو گئی۔ 321ہجری میں فوت ہوئے۔

(۲۸۳) العقیدۃ الطحاویۃ، انہوں نے اس کے مقدمہ میں کہا یہ بیان ہے اہل السنۃ والجماعۃ کے عقیدہ کا فقہائے ملت کے مذہب پر...ابو حنیفہ نعمان بن ثابت الکوفی، ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم الانصاری، ابو عبد اللہ محمد بن حسن الشیبانی رحمہم اللہ اجمعین کے مذہب پر اور اصول دین میں جو وہ رب العلمین کی طرف اعتقاد رکھتے ہیں۔

(۲۸۴) ابن قطلوبغا کہتے ہیں محمد بن احمد بن ابی سہل ابو بکر السرخسی شمس الائمہ صاحب" المبسوط"۔ وہ بہت بڑے عالم، اصولی اور مناظر تھے۔ انہیں ان کے نہی عن المنکر کے باعث جیل میں قید کیا گیا۔ وہ کہتے ہیں میں نے اصول فقہ میں ان کی کتاب دیکھی جو دو بڑے اجزاء پر مشتمل تھی۔ اسی طرح انہوں نے السیر الکبیر کی دو ضخیم جلدوں میں شرح کی۔ انہوں نے ان کی املاء لکھائی اور وہ خود جیل میں تھے۔ جب وہ باب الشروط تک پہنچے تو انہیں رہا کر دیا گیا۔ وہ اپنے شاگردوں کو املا لکھاتے، 500 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۲۸۵) المبسوط، کتاب الولاء باب ولاء الموالاة۔

(۲۸۶) اصول السرخسی باب القیاس۔

(۲۸۷) صدر الدین محمد بن علاء الدین الاذرعی الصالحی الدمشقی۔ انہیں خطابت سونپی گئی بلقاء کے علاقے میں اور پھر دمشق اور اس کے بعد مصر میں قضاء کے عہدہ پر رہے۔ ان کو ایذا دی گئی اور اہل بدعت پر انکار کے باعث جیل میں ڈالا گیا۔ 731ہجری میں پیدا ہوئے اور792ہجری میں فوت ہوئے۔

(۲۸۸) شرح الطحاویۃ۔ طحاوی کے قول کی شرح میں { ومن احسن القول فی اصحاب رسول اللهﷺ وازواجه الطاهرات من کل دنس وذریاته المقدسین من کل رجس فقد بریء من النفاق }۔

(۲۸۹) العرف الشذی شرح سنن الترمذی باب ما جاء۔ ویل للاعقاب من النار۔

(۲۹۰) حاشیه رد المختار کتاب النکاح۔

(۲۹۱) ہندوستان میں احناف کے بڑے فقہاء میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ صاحبِ فتاویٰ الہندیۃ ہیں اور یہ فقہ حنفی کی طویل کتابوں میں سے ہے اور اسے فتاویٰ عالمگیریہ کے نام سے بھی جانا جاتا ہے جو کہ ہندوستان کے بادشاہ ابو المظفر محمد اورنگ زیب عالمگیر کے نام سے منسوب ہے۔ عالمگیر کا معنیٰ ہے فاتحِ عالم۔ انہوں نے اپنی سلطنت کے علماء کو حکم دیا کہ مذہبِ ابو حنیفہ کے صحیح فتاویٰ پر مبنی کتاب جمع کی جائے۔

(۲۹۲) الفتاویٰ الهندیة، کتاب السیر، الباب التاسع، مطلب موجبات الکفر انواع۔

(۲۹۳) عبد الرحمن بن محمد بن سلیمان المشہور شیخ زادہ الترکی الحنفی۔ انہیں جیش کی قضاء کا عہدہ سونپا گیا۔ 1078ہجری میں فوت ہوئے۔

(۲۹۴) مجمع الانھر فی شرح ملتقی الابحر کتاب الصلاۃ با ب صفۃ الصلاۃ فصل الجماعۃسنۃ مئوکدۃ۔

(۲۹۵)عبد العزیز بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ یہ ہند کے شہر دہلی کی طرف نسبت ہے، حنفی فقیہ تھے۔ ان کا اور ان کے والد کا ہندوستان میں علوم سنت کے احیاء میں بہت جامع کردار ہے۔ یہاں تک کہ انہیں ہندوستان کے سورج سراج الہند کا لقب دیا گیا۔ محب الدین الخطیب کہتے ہیں وہ اپنے دور میں ہندوستان کے بڑے علماء میں شمار ہوتے تھے اور ان کا کتبِ شیعہ کیساتھ خاص تعارف تھا۔ 1239 ہجری میں فوت ہوئے۔

(۲۹۶) التحفۃ اثنیٰ عشریۃ ، الخاتمۃ۔

(۲۹۷) صب العذاب علی من سب الاصحاب۔

خاتمۃ البحث

اوپر گذری تفصیل کے بعد قاری کو نتیجہ اخذ کرنے میں کوئی دقت پیش نہیں آئے گی...

☆ کہ رافضیوں کو کافر قرار دینا ...خارجیوں کا مذہب نہیں...یا وہابیوں کا مذہب نہیں...صرف زرقاویوں کا مذہب نہیں...فقط حنابلہ و سلف کا مذہب نہیں اور نہ ہی یہ کوئی نئی فکر ہے جسے امت کے دشمن امت میں تفرقہ پھیلانے کے لیے نشر کرتے ہیں... جیسے کہ رافضیوں کے ساتھ قربت کی دعوت دینے والوں کی کوشش ہے کہ وہ مسلمانوں کے سامنے ایسی تصویر پیش کریں۔

☆ بلکہ یہ تو مسلمانوں کے سرداروں کا مذہب ہے... عظیم فقہاء کا مذہب ہے...ان کے فقہی اختلافات کے باجود...یہ تو ایسا قدیم مذہب ہے جسے امت رافضیوں کے ظہور کے وقت سے ہی اچھی طرح جانتی تھی۔

☆ پس ابن فورک سلفی عقیدہ کے حامل نہ تھے بلکہ اشعریوں اور ماتریدیۃ فرقہ کے بڑوں میں سے تھے...انہوں نے رافضیوں کے رد میں کتاب تالیف کی(۲۹۸)۔

☆ ابن عابدین وہابی نہ تھے بلکہ وہ وہابیوں کو خوارج کا ایک فرقہ شمار کرتے تھے(۲۹۹)۔

☆ امام مالک، امام شافعی اور امام ابو حنیفہ حنابلہ میں سے نہ تھے۔

☆ اس کتاب میں ہم نے جن لوگوں کے ناموں کا تذکرہ کیا انہوں نے کبھی زرقاء شہر کا نام بھی نہ سنا تھا۔

☆ نہ ہی وہ کبھی "خارجی فکر"(۳۰۰) سے متأثر ہوئے تھے۔ پس ہم نے جن کے اقوال ذکر کیے ہیں رافضیوں کی تکفیر اور صحابہ کے ارتداد کے مسئلہ میں...انہیں لوگوں نے اسی سبب خارجیوں کو بھی کافر

قرار دیا ہے... اضافۃً کہ متاخرین حنفیہ جن سے رافضیوں کی تکفیر منقول ہے وہ خارجیوں کے مذہب کا نقض کرتے تھے کہ وہ باب ایمان میں غالی جہمی ہیں۔

☆ پس رافضیوں کو مسلمان ثابت کرنے والوں کے دعوے... اور ان کا ایسی تصویر کشی پیش کرنا کہ مسلمانوں اور رافضیوں کا جھگڑا "تنظیم القاعدۃ" کے ساتھ خاص ہے... یہ علمی خیانت ہے اور مسلمانوں کی عقلوں کے ساتھ حقارت ہے۔

☆ بلکہ اس سے قبل یہ دین کو تبدیل کرنے کی کوشش ہے { وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۚ أُولَٰئِكَ يُعْرَضُونَ عَلَىٰ رَبِّهِمْ وَيَقُولُ الْأَشْهَادُ هَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ ۚ أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ } اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہو گا جو اللہ پر بہتان باندھے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کے سامنے پیش کیے جائیں گے اور گواہ کہیں گے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ باندھا۔ خبر دار ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے (ہود 18)۔

☆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا { من دعا الی ضلالة کان علیه من الاثم مثل آثام من تبعه لا ینقص ذالك من آثامهم شیئاً } جس نے کسی گمراہی کی طرف دعوت دی تو اسے اس گمراہی کے اوپر چلنے والوں کا بھی گناہ ملے گا بغیر دوسرے کے گناہ میں کمی کیے (۳۰۱)۔

☆ وہ لوگ جو ان سے قربت کی دعوت دینے والوں پر اعتماد کرتے ہیں... ان سے مطالبہ کیا جائے ایک بات کا... صرف ایک ہی بات کا... کہ وہ امت کے کن فقہاء کے اوپر اعتماد کرتے ہیں؟... جو یہ سمجھتے ہوں کہ رافضیوں اور اہل السنۃ کا اختلاف فروعی ہے جسے ختم کیا جانا ممکن ہے؟

☆ پس جب وہ جواب نہ دیں گے اور... ہر گز نہ دیں گے... اس لیے وہ جو اللہ و آخرت کا ڈر رکھتا ہے ان کے باطل کی اتباع سے بچے... اور یہ جان لے کہ اللہ کے ہاں وہ اس کے کچھ کام نہ آئیں گے اور کوشش کرے کہ وہ ان لوگوں میں سے نہ ہو جو عنقریب اپنے رب سے کہیں گے...!!!

اے پروردگار... اے ہمارے رب...!!!

{إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا . . . } ہم نے اپنے بڑوں کی پیروی کی تو انہوں نے ہمیں راہ سے گمراہ کر دیا!(الاحزاب 67)!!!

تراجم وحوالہ جات

(۲۹۸)اسے ابن قطلوبغا نے تاج التراجم میں ذکر کیا۔

(۲۹۹)ابنِ عابدین اپنے حاشیہ میں شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب کے بارے میں کہتے ہیں { مطلب فی اتباع عبد الوهاب الخوارج فی زماننا } پھر انہوں نے یہ زعم رکھا کہ وہ(یعنی وہابی) اعتقاد رکھتے ہیں کہ صرف وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے اعتقاد کی مخالفت کرے وہ مشرک ہے اور اس کے ساتھ انہوں نے اہل السنۃ اور ان کے علماء کا قتل مباح کر لیا ہے۔

(۳۰۰) ''سعودی سلفیت''کی طرف نسبت رکھنے والے بحرین کی بچہ ریاست کی ایک چھوٹی پارلیمنٹ کے ممبر...عادل المعاودۃ... جریدۃ الشرق الاوسط (۱۴شعبان ۱۴۲۷ہجری)کے ساتھ ملاقات میں کہتے ہیں کہ بعض تکفیری جو اہل السنۃ کی طرف نسبت رکھتے ہیں ان کا زعم ہے کہ شیعہ سارے کے سارے کفار و مرتدین ہیں اور ان کے خلاف قتل و قتال جائز ہے۔ ان تکفیریوں سے ان کی مراد جیسے کہ جریدہ نے خود وضاحت کی ہے ''السلفیۃ المجاہدۃ'' ہے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ اگر عموم شیعہ کی تکفیر دین میں غلو ہے تو سب سے پہلے اس کے شیوخ نے سعودی نظام کے تحت چلنے والی لجنۃ الدائمہ میں ایک سوال کے جواب میں اس کا ارتکاب کیا ہے۔ جبکہ سوال تھا(اثنیٰ عشریۃ رافضیوں کے عوام کا کیا حکم ہے؟) اور اس میں کہا گیا کہ جس نے امام کے نام پر کفر وضلالت کو شایع کیا اور اپنے سادات و کبراء کی مدد کی تو اس کا حکم کفر و فسق کا ہے!فتویٰ رقم 9248۔ کیا یہ وہی مذہب نہیں جس کے بارے میں یہ زعم کیا جاتا ہے کہ وہ خوارج کا مذہب ہے؟ حق یہ ہے کہ تیرے شیوخ کے لیے جائز نہیں کہ انہیں خارجی کہا جائے کیونکہ یہ خارجیوں پر ظلم ہو گا...اس لیے کہ خارجیوں میں کوئی بھی طاغوت کا ایجنٹ اور تنخواہ دار نہیں تھا...!

(۳۰۱) اسے مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

الاسماعیلہ الباطنیہ کا تعارف ایک نظر میں...

اسماعیلیہ ایک باطنی فرقہ ہے جس کی نسبت امام اسماعیل بن جعفر الصادقؒ کی طرف ہے۔ اس کا ظاہر اہلِ بیت کے ساتھ تشیع پر مشتمل ہے اور اس کی حقیقت اسلام کے عقائد کو تباہ کرنا ہے۔ یہ فرقہ مختلف گروہوں کی شکلیں اختیار کرتا ہوا ہمارے زمانے تک پہنچا ہے اور ہمیشہ اسلام کے صحیح عقائد کی مخالفت کرتا آیا ہے۔ ان لوگوں نے اس قدر مبالغہ آمیزی کا ارتکاب کیا حتیٰ کہ اثنیٰ عشریہ شیعہ اسے کافر قرار دیتے ہیں۔

تاسیس واہم شخصیات

اولاً: اسماعیلہ... القرامطہ۔

انکا ظہور بحرین اور شام کے علاقوں میں ہوا جب انہوں نے خود امام اسماعیل کی اطاعت کو توڑ ڈالا اور ان کے اموال ومتاع لوٹ کر یہ بھاگ نکلے اور پھر یہ سلمیۃ کے علاقے میں پکڑ سے بچنے کے لیے شام سے ماوراء النہر کے ملکوں کی طرف بھاگ نکلے۔ ان کی اہم شخصیات درج ذیل ہیں...

(۱) عبد اللہ بن میمون القداح: یہ جنوب فارس میں 260 ہجری میں ظاہر ہوا۔

(۲) الفرج بن عثمان القاشانی (ذکرویہ) یہ عراق میں ظاہر ہوا اور اس نے مستور امام کی طرف دعوت دینا شروع کی۔

(۳) حمدان قرمط بن الاشعث 278 ہجری... اس نے کوفہ کے قریب جہراً دعوت کا کام کیا۔

(۴) احمد بن القاسم: وہ جس نے حاجیوں اور تاجروں پر ڈاکے ڈالے۔

(۵)حسن بن بہرام ابو سعید الجنابی: بحرین میں ظاہر ہوا اور یہ قرامطہ کی حکومت کا بانی تصور کیا جاتا ہے۔

(۵)سلیمان بن حسن بن بہرام (ابو طاہر) یہ اس کا بیٹا ہے۔ اس نے تیس سال حکومت کی اور اپنے دور میں بہت توسع حاصل کیا۔ یہی وہ ملعون تھا جس نے 319ہجری میں کعبہ پر حملہ کیا اور حجرِ اسود کو چوری کر لیا اور حجرِ اسود اس کے پاس تیس سال تک رہا۔

(٦)حسن بن الاعصم بن سلیمان: اس نے دمشق پر 360ہجری میں قبضہ کیا اور حکومت کی۔

ثانیاً...فاطمی اسماعیلی

یہ اصل اسماعیلی تحریک ہے اور یہ متعدد ادوار سے گذری...

خفیہ دور... 143ہجری میں اسماعیل کی موت سے لیکر عبید اللہ المہدی تک۔ اس مذہب کے ائمہ کے ناموں میں بہت اختلاف کیا گیا ہے بسب ان کے خفیہ رہنے کے۔

ظہور کا دور...ان کے ظہور کا دور حسن بن حوشب سے شروع ہوتا ہے جس نے 266ہجری میں یمن میں اسماعیلی سلطنت کی بنیاد رکھی اور اس کی نشاط شمالی افریقہ تک پہنچی اور پھر ان کے بہت سے شیوخ نمودار ہوئے۔ اس کے بعد اس کے رفیق علی بن فضل کا ظہور ہوا جس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور اپنے رفقاء کو صوم وصلاۃ معاف کر دیا۔

ان کے ظہور کا دور عبید اللہ المہدی سے شروع ہوتا ہے جو سلمیہ شام میں مقیم تھا پھر اس کے بعد وہ شمال افریقہ کی طرف بھاگ نکلا اور وہاں اپنے انصار "کتامیین" کے ہاں پناہ لی۔ اسی عبید اللہ نے اپنے ہی داعیوں ابو عبد اللہ الشیعی الصنعانی اور اس کے بھائی ابو العباس کو قتل کر دیا کیونکہ وہ اس کی شخصیت کے بارے میں شک کرتے تھے کہ یہ وہ آدمی نہیں ہے جسے ہم نے سلمیہ میں دیکھا تھا۔ عبید اللہ نے سب سے

پہلی فاطمیہ، مہدیہ حکومت کی بنیاد افریقہ (تیونس) میں رکھی اور یہ 297 ہجری میں رقادۃ پر متمکن ہوا اور اس کے بعد فاطمیوں کا سلسلہ چل نکلا... اور وہ درج ذیل ہیں...

المنصور باللہ (ابو طاہر اسماعیل)۔

المعز لدین اللہ (ابو تمیم معد) اس کے عہد میں ہی مصر کو فتح کیا گیا اور اس نے 362 میں وہاں دارالحکومت بنالیا۔

العزیز باللہ (ابو منصور نزار)... الحاکم بامر اللہ (ابو علی المنصور)... الظاہر (ابو الحسن علی)... المستنصر باللہ (ابو تمیم)...!!!

اس آخر الذکر کی وفات پر اسماعلیہ فاطمیہ دو فرقوں میں منقسم ہو گئی۔ جن میں پہلا نزاریہ شرقیہ اور مستعلیہ غربیہ۔ اس تقسیم کا سبب یہ ہے کہ مستنصر کے مرنے کے بعد چونکہ اس نے اپنے بڑے بیٹے کے لیے حکومت کی وصیت کی لیکن وزیر افضل بن بدر نے نزار سے معذرت کرتے ہوئے چھوٹے بیٹے مستعلی کو حکومت دے دی اور وہ اسی وقت وزیر کی چھوٹی بہن کا بیٹا بھی تھا۔ اس نے نزار کو گرفتار کیا اور اسے جیل میں ڈال دیا اور دیواریں بند کروادیں حتیٰ کہ وہ مر گیا۔ اسماعیلیوں کی حکومت مصر، حجاز اور یمن پر "صلیحیین" کی مدد کے ساتھ چلتی رہی اور ان کے ائمہ ہیں...

المستعلی (ابو القاسم احمد)

الظافر (ابو منصور اسماعیل)

الفائز (ابو القاسم عیسیٰ)

العاضد (ابو محمد عبد اللہ) 555 ہجری سے لیکر غازی صلاح الدین الایوبی کے ہاتھوں ان کے خاتمہ تک۔

ثالثاً... اسماعیلی الحشاشون...

یہ نزاری اسماعیلی ہیں جو شام، بلادِ فارس اور مشرق میں پھیلے۔ ان کی اہم شخصیات میں سے ہے ''حسن بن صباح'' جو امام مستنصر کے ساتھ ولایت کا عقیدہ رکھتا تھا اور ان کی دعوت دیتا اور یہ فارسی الاصل تھا۔ پہلے پہل یہ چھپا رہا پھر اس نے قلعہ ''الموت'' پر قبضہ کیا بلادِ فارس میں اسماعیلی حکومت کی بنیاد رکھی۔ اس کے پیروکار حشاشین کے نام سے مشہور ہوئے کیونکہ یہ بہت زیادہ حشیش پیا کرتے تھے۔ اس نے ایک لشکر بھیجا اور وہ شرقی نزاری تھے تو انہوں نے الآخر بن مستعلی کو اس کے دو بیٹوں سمیت قتل کر دیا۔ پھر مصر کے بعض لوگوں نے کچھ افراد بھیجے تاکہ حسن بن صباح کو قتل کریں۔

ان کے اہم لوگ ہیں...

کیابزرک آمید

محمد کیابزرک آمید

الحسن الثانی بن محمد

محمد الثانی بن الحسن

الحسن الثانی بن محمد الثالث

رکن الدین خور شاہ...1255 ہجری یہاں تک کہ ان کی مملکت کا خاتمہ مغل تاتاری فوجوں کے ہاتھوں ہوا جنہوں نے رکن الدین کو قتل کر دیا اور اس کے پیروکار ملکوں میں بھاگ نکلے اور آج تک ان کے پیروکار موجود ہیں۔

رابعاً... شام کے اسماعیلی

یہ زاری اسماعیلی تھے جنہوں نے اپنے قلعوں میں اپنے دین کی سرِعام دعوت دی لیکن اس لمبے عرصہ کے دوران ان کے پاس کوئی حکومت نہ تھی باوجود اس خطرناک کردار کے جو انہوں نے ادا کیا۔ آج بھی ان کے لوگ شام کے علاقے سلمیہ میں ،قدموس، مصیاف، بانیاس،خوابی اور الکہف کے علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ان کی اہم شخصیات میں (راشد الدین سنان) ہے جس کا لقب شیخ الجبیل ہے اور اس کے تصرفات ''حسن بن صباح'' کے بہت مشابہ ہیں۔ اس نے اپنا ایک سنانی مذہب ایجاد کرر کھا ہے اور اس کے پیروکار دوسرے اسماعیلی عقائد کے علاوہ تناسخ کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

خامساً... اسماعیلیہ البہرۃ

یہ در اصل اسماعیلی مستعلیہ ہیں۔یہ امام مستعلی کے ماننے والے ہیں اور اس کے بعد اس کے بیٹے طیب کو اور اسی لیے ''طیبیۃ'' بھی کہلاتے ہیں یہ ہندوستان ویمن کے اسماعیلیہ ہیں۔انہوں نے سیاست چھوڑ کر تجارت اپنالی اور اسی سلسلے میں ہندوستان وارد ہوئے اور نومسلم ہندو جب ان اسماعیلیوں کے ساتھ مختلط ہوئے تو انہوں نے انہیں ''بہرۃ'' کا نام دیا اور بہرہ قدیم ہندی کا لفظ ہے جس کے معنٰی تاجر کے ہیں۔

امام طیب پردہ میں چلے گئے 525 ہجری سے ان کے ائمہ پردے میں چلے آرہے ہیں اور آج تک نہیں پتہ چلا کہ کس کھوہ میں گم ہیں یہاں تک کہ ان کے نام غیر معروف ہیں اور خود علمائے بہرہ انہیں نہیں جانتے!!!

بہرہ بھی دو فرقوں میں تقسیم ہوگئے...

البہرہ الداؤدیہ... جو نسبت قطب شاہ داؤد کی طرف اور یہ 10ویں صدی ہجری سے پاکستان و ہندوستان میں پائے جاتے ہیں اور ان کا داعی بمبئی میں رہتا ہے!!

بہرہ السلیمانیہ...جو نسبت ہے سلیمان بن حسن کی طرف ان کا مرکز آج تک یمن میں ہے۔

سادساً...اسماعیلہ آغاخانیہ

یہ فرقہ انیسویں صدی کے تیسرے حصہ میں ایران میں ظاہر ہوا اور ان کا عقیدہ اسماعیلہ نزاریہ کی طرف ہے اور ان کی اہم شخصیات ہیں...

حسن علی شاہ: یہ پہلا ''آغاخان'' ہے جسے انگریز نے انقلاب برپا کرنے اور افغان وہند میں دخل اندازی کے لیے استعمال کیا۔ تو اس نے اسماعیلی نزاریۃ کی طرف دعوت دی اور افغانستان کی طرف جلاوطن ہو گیا اور وہاں سے بمبئی۔ اسے انگریز نے آغاخان کا لقب دیا۔ یہ 1881 میں مرا۔

آغا علی شاہ اور یہ دوسرا آغاخان

اس کے بعد اس کا بیٹا محمد الحسینی اور یہ آغاخان ثالث ہے۔ یہ موصوف ہمیشہ یورپ میں اقامت کو ہی ترجیح دیتے تھے اور ہمیشہ دنیا کی رنگینیوں میں مشغول رہے اور جب مر گئے تو حضرت نے اپنے بھتیجے ''کریم'' کو خلافت سونپی جبکہ ایسا کرتے ہوئے انہوں نے اسماعیلی قواعد کی مخالفت کی کہ بڑے بیٹے کو والی بنایا جائے گا۔

''پرنس کریم آغاخان'' چوتھا آغا خان ہے اور ابھی تک یہی چل رہا ہے۔ اس نے امریکی یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کی ہے۔

سابعاً...اسماعیلیہ الواقفہ

یہ اسماعیلی فرقہ ہے جس کے مطابق امامت محمد بن اسماعیل تک موقوف ہوگئی ہے اور یہ چھپ جانے والے پہلے ائمہ میں سے ہیں اور اس کے پیروکار اس غائب ہوجانے کے بعد واپس آنے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

اسماعیلیوں کے اہم عقائد

ایک ایسے امام کی ضرورت جو منصوص علیہ ہو اور محمد بن اسماعیل کی نسل سے ہو اور یہ کہ وہ بڑا بیٹا ہو اور اس قاعدہ کی متعدد بار خلاف ورزی کی گئی ہے۔

عصمت... جبکہ ان کے نزدیک عصمہ کا مطلب عدمِ ارتکابِ معصیت نہیں ہے بلکہ وہ ان کی خطاء و گناہ کی تأویل کرتے ہیں۔

جو اس حال میں مر جائے کہ وہ اپنے زمانے کے امام کو نہ جانتا ہو تو وہ جاہلیت کی موت مر گیا۔

اپنے امام کی طرف وہ ایسی صفات کا انتساب کرتے ہیں جو اللہ کے مشابہ ہیں اور اس کے ساتھ وہ باطنی علم کو خاص کرتے ہیں اور اسے اپنی کمائی کا ''خمس'' ادا کرتے ہیں۔

تقیہ اور سریہ پر ایمان رکھتے اور اسے اس وقت استعمال میں لاتے ہیں جب ان پر کوئی مشکل وقت آجائے۔

امام دعوت کا محور اور اسماعیلی عقیدہ شخصیت کے گرد گھومتا ہے۔

زمین کبھی کسی ظاہر یا مستور امام سے خالی نہیں ہوتی یا امام ظاہر ہو تو جائز ہے کہ اس کی حجت مستور ہو اور اگر امام مستور ہے تو ضروری ہے کہ اس کی حجت اور اس کے داعی بھی ظاہر ہو۔

تناسخ کا عقیدہ رکھتے ہیں اور امام ان کے نزدیک انبیا کا وارث ہے اور اپنے سے قبل تمام ائمہ کا وارث ہے۔

اللہ کی صفات کا انکار کرتے ہیں کیونکہ اللہ ان کے نزدیک عقل کے ادراک سے باہر ہے تو وہ نہ موجود ہے نہ غیر موجود ہے نہ عالم ہے نہ جاہل ہے نہ قادر ہے نہ ہی عاجز ہے... نہ وہ مطلقا اثبات کرتے ہیں اور نہ ہی مطلقا نفی کرتے ہیں پس وہ متقابل، متخاصم اور تضادات کا رب ہے (نعوذباللہ) ۔یعنی نہ وہ قدیم ہے نہ حدیث، قدیم اس کا امر وکلمہ ہے اور جدیت اس کی مخلوق وفطرت۔

بہرہ کے عقائد...

وہ عام مسلمانوں کی مساجد میں نماز نہیں پڑھتے!

ان کا ظاہری اعتقاد تمام معتدل اسلامی فرقوں کے مشابہ ہے

باطن کچھ اور ہی ہے وہ نماز پڑھتے ہیں لیکن ان کی نماز اسماعیلی امام کے لیے ہے جو طیب بن الآمر کی نسل سے مستور ہے۔

وہ مکہ میں باقی مسلمانوں کی طرح حج کے لیے جاتے ہیں لیکن کہتے ہیں کہ کعبہ امام کی رمز ونشانی ہے۔

حشاشین کا شعار ہوتا تھا(لاحقیقة فی الوجود وکل امر مباح) حقیقت میں کوئی وجود نہیں اور ہر کام مباح ہے۔ ان کا وسیلہ تھا منظم قتل اور قلعوں کے سلسلہ میں پناہ لینا۔

امام الغزالی ان سے نقل کرتے ہیں کہ ان سے مطلقاً اباحت منقول ہے، حجاب کا رفع ہونا، محظورات کا مباح ہونا، شریعت کا انکار لیکن جب ان کی طرف ان باتوں کی نسبت کی جائے تو وہ سارے ان باتوں کا انکار کر دیتے ہیں۔

وہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بلاواسطہ عالم کی تخلیق نہیں کی بلکہ یہ عقلِ کل کے ذریعے وجود میں آئی جو جمیع صفاتِ الہیۃ کا مرقع ہے۔ یہ کہ عقل کلی کسی انسان میں آئی تو وہ نبی ہیں اور ان کے بعد ائمہ مستورین جو ان کے خلیفہ ہیں۔ پس محمد ناطق ہیں اور علی اساس ہیں جو تفسیر کرتے ہیں!!!

عقائد کی جڑیں...

پہلے ان کا مذہب عراق میں پروان چڑھا، پھر یہ فارس(ایران) اور خراسان(افغانستان) کی طرف بھاگ نکلے اور پھر ماوراء النہر جیسے ہندو ترکستان وغیرہ۔ اسی لیے ان کے مذہب میں قدیم مجوسیوں اور ہندوؤں کی آراء پائی جاتی ہیں۔ ان کے اندر بڑے اہل الاہوا نمودار ہوئے جنہوں نے دین کے انحراف میں خوب بد معاشیاں دکھائیں۔ یہ ہندو برہمنوں، فلسفیوں، بدھ متوں اور کلدانی اور فارسیوں کے افکار کا ملغوبہ ہیں۔ روحانیت کے متعلق ان کے عقائد ستاروں اور نجومیت کے قریب ہیں۔ اس کام پر ان کے ''خفیہ پنے'' نے ان کی بہت مدد کی۔ ان کے بعض لوگوں نے اباحیت اور کیمونزم کے طریق پر ''مزدک'' اور ''زرتشت'' کا مذہب اختیار کر لیا۔ ان کے عقائد ایسے ہیں کہ ان کا کتاب وسنت سے کوئی تعلق نہیں اور ان میں اسلام سے خارج بہت سے فلسفے شامل ہیں!!!

زمین پر اسماعیلیہ کا وجود...

زمین کے مد وجزر پے ان اسماعیلیوں کا حالات کے اعتبار سے بہت کم زمانے پر غلبہ رہا ہے۔ ایسا وقت بھی آیا کہ عالمِ اسلام ان کے قبضے میں چلا گیا لیکن اس کی شکلیں اور اوقات بہت مختلف تھے!!

قرامطہ نے جزیرۃ العرب، بلادِ شام، عراق اور ماوراء النہر پر قبضہ کیا

فاطمیوں نے محیطِ اطلسی اور شمال افریقہ میں اپنی سلطنت قائم کی اور مصر وشام کے مالک بنے۔ بعض اہلِ عراق نے ان کا مذہب اپنالیا اور ان کے نام کا خطبہ 540 میں بغداد میں جاری ہوا لیکن ان کی حکومت کا خاتمہ صلاح الدین ایوبی کے ہاتھوں ہوا۔

آغا خانیہ... نیروبی، دارلسلام، زنجبار، مدغاشقر، کانگو، بلجیکی، ہندوستان، پاکستان، شام میں پائے جاتے ہیں۔ ان کی قیادت کا مرکز پاکستان کا شہر "کراچی" میں ہے۔

البہرہ... یمن، ہند اور ان دونوں ملکوں کے ساحلوں پر سکونت اختیار کی۔

شام کے اسماعیلیوں نے ملک کے طول عرض میں قلعوں پر قبضہ کیا اور ابھی تک سلمیہ، خوابی، قدموس، مصیاف، بانیاس اور الکہف کے علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔

الحشاشون... یعنی بھنگی ان کا انتشار ایران میں ہوا اور انہوں نے قلعۃ الموت، جنوب بحرِ قزوین پر قبضہ کیا اور ان کی سلطنت بہت پھیلی حتیٰ کہ سنی سلطنتِ عباسیہ کے وسط تک جاپہنچی۔ اسی طرح یہ قلعوں کے مالک بھی ہوئے جیسے کہ حلب، موصل اور ان کے بعض لوگ صلیبیوں کے دور میں دمشق کے قاضی بھی رہے۔ یہ ہلاکو تاتاری کا ساتھ دینے والوں میں سے تھے۔

المکارمہ... یہ جزیرۃ عربیہ کے جنوب میں نجران کے شہر میں آباد ہیں!!!

انتہیٰ

فتویٰ

رافضیوں کی تکفیر اور ان کے ساتھ قتال کا وجوب

ابوالسعود محمد بن محمد بن مصطفی العمادی

898 تا 982 ہجری

رافضہ کی تکفیر اور ان کے ساتھ قتال کا وجوب

ابو السعود محمد بن محمد بن مصطفیٰ العمادی، علماء ترک میں سے ہیں جنہوں نے عربیت اختیار کرلی۔ قسطنطنیہ کے قریب 898 ہجری میں پیدا ہوئے۔ متعدد ممالک میں پڑھا اور پڑھایا۔ انہیں بروسہ میں قضاء سونپی گئی پھر قسطنطنیہ کی قضاء پر فائز رہے۔ سلاطین بنی عثمان کے ہاں وہ بڑی حشمت کے مالک تھے۔ وہ اپنے نام کے ساتھ مشہور صاحبِ تفسیر العمادی ہیں۔ 892 ہجری میں فوت ہوئے۔

ابوالسعود العمادی کہتے ہیں میں نے شیخ الاسلام عبد اللہ الأفندی۔ حفظہ اللہ الملک السلام۔ کے مجموعہ کو دیکھا جب انہوں نے جنینہ میں مجھ سے ملاقات کی... جبکہ وہ مدینۃ المنورۃ، اللہ اسے منور کرنے والے پر افضل ترین صلاۃ وسلام بھیجے، سے واپس آرہے تھے تو میں نے اسے میں نقل کرلیا۔

آپ کا کیا کہنا ہے... آپ کا فضل ہمیشہ رہے، اللہ آپ سے راضی رہے اور آپ کے علوم سے مسلمانوں کو نفع دے... رافضیوں کے ساتھ قتال کے سبب کے بارے میں اور ان کے قتل کے جواز کے بارے میں کیا وہ سلطان پر بغاوت ہے یا وہ کفر ہے؟ اگر آپ دوسری بات کہیں تو ان کے کفر کا سبب کیا ہے۔ پس اگر آپ ان کے سببِ کفر کو ثابت کردیں تو کیا ان کی توبہ قبول ہوجائے گی؟ اور ان کا اسلام قبول ہے... مرتد کیطرح... یا پھر قبول نہیں؟... جیسے کہ نبی علیہ السلام کو گالی دینے والے کی طرح... بلکہ ان سے قتال ضروری ہے۔ پس اگر آپ دوسری بات کہیں تو کیا انہیں حد کے تحت مارا جائے گا یا کفر کے

تحت... کیاان سے جزیہ لیکر انہیں چھوڑنا جائز ہے اسی حالت پر جیسے کہ وہ ہیں...یا انہیں وقتی یا ہمیشہ کی امان دی جاسکتی ہے ؟... کیاان کی عورتوں اور اولادوں کو غلام بنانا جائز ہے۔

افتونا مأجورین اثابکم اللہ الجنة۔

الجواب

الحمد للہ رب العلمین۔۔۔

اللہ تجھے خوش رکھے یہ بات جان لیکہ یہ کافر باغی وفاجر ایسے ہیں کہ انہوں نے کفر وعناد وبغاوت کی تمام اقسام کو اپنے اندر جمع کر رکھا ہے۔ ان کے اندر فسق، زندقہ اور الحاد کی تمام انواع جمع ہیں... جو کوئی ان کے کفر والحاد میں توقف کرے... ان کے ساتھ قتل وقتال کو برا جانے تو وہ ان جیسا ہی کافر ہے۔

ان کے ساتھ قتل ومقاتلہ کے جواز کا سبب ان کی بغاوت اور کفر ہے۔

جہاں تک بغاوت کا تعلق ہے۔

تو وہ امام کی اطاعت سے نکل گئے... اللہ ان کا ملک قیامت تک قائم رکھے (یعنی خلافت)... اللہ فرماتے ہیں { فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّىٰ تَفِيءَ إِلَىٰ أَمْرِ اللَّهِ } پس بغاوت کرنے والی جماعت سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔ پس یہاں امر وجوب کے لیے ہے۔

اس لیے مسلمانوں کو چاہیے کہ جب بھی بزبان سید المرسلین ﷺ امام انہیں ان باغیوں ملعونوں کے خلاف قتال کے لیے بلائے انہیں چاہیے کہ پیچھے نہ رہیں بلکہ ان پر امام کی مدد کرنا اور اس کے ساتھ مل کر قتال کرنا واجب ہے۔

جہاں تک کفر کا مسئلہ ہے تو اس کی وجوہ ہیں۔

اس میں سے یہ ہے کہ یہ دین کو خفیف بناتے ہیں اور شرعِ مبین کا مذاق اڑاتے ہیں۔

اور اس میں سے یہ ہے کہ وہ علم اور علماء کی توہین کرتے ہیں جبکہ علماء انبیا علیہم السلام کے وارث ہیں اور اللہ عزوجل فرماتے ہیں {إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ} بے شک اللہ سے ڈرنے والے اس کے بندوں میں سے علماء ہیں۔ جبکہ یہ حرمتوں کو حلال کرتے ہیں اور انکی پامالی کرتے ہیں۔ وہ شیخینؓ کی خلافت کا انکار کرتے ہیں اور وہ دین میں طعن تشنیع کو راہ دینا چاہتے ہیں۔ وہ اماں عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہما کے متعلق زبان دراز کرتے ہیں اور ایسی بات کرتے ہیں جو ان کی شان کے لائق نہیں جبکہ اللہ عزوجل نے متعدد آیات انکی برأت میں نازل کی ہیں... پس وہ قرآن کی تکذیب کے ساتھ کافر ہیں... ضمناً وہ نبیء کائنات ﷺ کو گالی دینے والے ہیں... پھر وہ ان امور کی نسبت اہلِ بیت کی طرف کرتے ہیں۔ شیخین کو گالی دیتے ہیں... اللہ ان لعنتیوں کے چہرے دونوں جہانوں میں سیاہ کرے۔

امام السیوطی... جو کہ الشافعیہ کے آئمہ میں سے ہیں... کہتے ہیں کہ جس نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تکفیر کی یا یہ کہا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ان میں سے نہیں تھے وہ کافر ہے اور انہوں نے قاضی حسین سے شیخین کو گالی دینے والے کے متعلق دو وجوہ نقل کی ہیں کہ کیا وہ کافر ہیں یا فاسق؟ اور کہتے ہیں کہ میرے نزدیک صحیح ترین بات تکفیر ہے اور اس پر المحاملی نے "اللباب" میں جزم کیا ہے۔

یہ بات عام وخواص کے ہاں تواتر قطعی کے ساتھ ثابت ہے کہ یہ قباحتیں ان گمراہ در گمراہ لوگوں کے اندر جمع ہیں۔ جو کوئی ان میں سے کسی ایک امر کے ساتھ متصف ہوا وہ کافر ہے، اس کا قتل باتفاقِ امت واجب ہے۔ اس کی توبہ اور اسکا اسلام قبول نہیں... چاہے وہ پکڑے جانے اور گواہی آجانے کے بعد توبہ کرے یا اس سے قبل توبہ کرتا ہوا آئے کیونکہ یہ حد ہے جو واجب ہوگئی ہے اور توبہ اسے ساقط نہیں کرسکتی... جیسے کہ باقی ساری حدود کا معاملہ ہے!

نبی ﷺ کو گالی دینا ایسے ارتداد کی طرح نہیں کہ اس میں توبہ قبول کی جائے کیونکہ ارتداد کا معنی ہے کہ آدمی اس کے ساتھ منفرد ہے اور اس میں غیر آدمیوں کا کوئی حق نہیں اور اس لیے اسکی توبہ

قبول ہے۔ پس جس نے نبی ﷺ کو گالی دی تو اس کے ساتھ دوسرے آدمی کا حق متعلق ہو گیا اور اس کی توبہ سارے آدمیوں کے حقوق کے بارے میں مقبول نہیں۔ اس لیے جو کوئی نبی ﷺ کو یا سارے انبیاء علیہم السلام میں سے کسی ایک نبی کو گالی دیتا ہے تو وہ کافر ہے... واجب القتل ہے!

پھر اگر وہ اپنے کفر پر ثابت رہے، نہ توبہ کرے، نہ ہی اسلام لائے تو اسے اس کے کفر پر بلا خلاف قتل کر دیا جائے گا اور اگر وہ توبہ کر لے اور اسلام قبول کرے تو اس میں اختلاف ہے۔ لیکن مشہور مذہب اس میں بھی بطور حد قتل ہے... یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسے دو صورتوں میں کفر پر قتل کر دیا جائے۔ جہاں تک شیخین کو گالی دینے کا معاملہ ہے تو وہ نبی ﷺ کو گالی دینے کے مترادف ہے۔

الصدر الشہید کہتے ہیں کہ جس نے شیخین کو گالی دی یا ان پر لعنت کی وہ کافر ہے اور واجب القتل ہے اور اس کی توبہ اور اسکا اسلام قبول نہیں ہے۔ یعنی قتل ساقط کرنے میں۔ ابن نجیم ''البحر'' میں کہتے ہیں کہ جب اس کی توبہ مقبول نہیں تو اس سے پتہ چلا کہ شیخین کو گالی دینا... نبی ﷺ کو گالی دینے کے مترادف ہے۔ پس اسکا انکار گواہی کے ساتھ کچھ فائدہ نہ دے گا۔

اور وہ ''الاشباہ'' میں کہتے ہیں ہر وہ کافر جو توبہ کر لے تو اس کی توبہ دنیا و آخرت میں مقبول ہے جب اسے اس کی توبہ سے قبل گرفتار کیا جائے۔ سوائے اس کافر کے جو نبی ﷺ کو یا شیخین رضی اللہ عنہم کو یا کسی ایک کو گالی دے، یا جادو کرے چاہے وہ عورت ہی ہو۔

پس ان شریر کفار کا قتل واجب ہے... چاہے وہ توبہ کریں یا نہ کریں... اور اگر وہ اپنے کفر و عناد پر باقی رہیں تو انہیں ان کے کفر پر قتل کیا جائے گا اور ان کے قتل کے بعد ان پر مشرکین کے احکام جاری ہوں گے۔ انہیں یونہی جزیہ لیکر چھوڑ دینا جائز نہیں نہ ہی انہیں وقتی یا ہمیشہ کی امان دینا جائز ہے... قاضی خان نے اپنے فتاویٰ میں اسی موقف کا اظہار کیا ہے۔

اسی طرح ان کی عورتوں کو غلام بنانا جائز ہے کیونکہ مرتدہ عورت کو غلام بنانا جائز ہے جبکہ وہ دارالحرب کی طرف چلی جائے یا ہر ایسی جگہ پر چلی جائے جو امام حق کی ولایت سے باہر ہو تو وہ بمنزل

دارالحرب کے ہے۔ اسی طرح ان عورتوں کی اولاد کو تبعاً غلام بنانا بھی جائز ہے کیونکہ ولد استرقاق میں ماں کے تابع ہے۔

والله تعالیٰ اعلم

کتبہ احقر الوریٰ نوح الحنفی

عفی الله عنه والمسلمین أجمعین

☆ جیسے کہ "مجموعہ" مذکورہ میں ان حروف کیساتھ مذکور ہے!

ابن عابدین(۱) یہ فتویٰ نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں...

میں کہتا ہوں کہ دولتِ عثمانیہ کے علماء ومشائخِ اسلام نے شیعہ مذکورین کے متعلق بہت کچھ لکھا ہے اور ان کے علمی فتاویٰ آج بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔ ان میں سے کئی ایک نے تو اس میں تالیفات اور رسائل لکھے۔ اس قسم کا فتویٰ دینے والوں میں المحقق المفسر ابو السعود آفندی العمادی ہیں اور انکی عبارات کو علامہ الکواکبی الحلبی نے اپنی منظوم فقہی شرح "الفرائد السنیة" میں ذکر کیا ہے اور بالجملہ جو ابو السعود سے انہوں نے نقل کیا... شیعہ کی قباحتوں کے ذکر کے بعد... "اسی لیے علماء الاعصار کا ان کے قتل کے مباح ہونے پر اتفاق ہے اور یہ کہ جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے"۔

امامِ اعظم ابو حنیفہ، سفیان الثوری اور الاوزاعی کے نزدیک یہ ہے کہ اگر وہ توبہ کرلیں اور لوٹ جائیں اپنے کفر سے اسلام کی طرف تو وہ قتل سے بچ جائیں گے اور سارے کافروں کی طرح ان کے لیے معافی کی امید کی جاتی ہے۔ جبکہ امام مالک، امام الشافعی، امام احمد بن حنبل اور لیث بن سعد اور سارے علمائے عظام کے نزدیک ان کی توبہ مقبول نہیں اور نہ ہی ان کے اسلام کا کوئی اعتبار ہے بلکہ وہ بطور حد قتل کیے جائیں گے... الخ

لیکن امامِ اعظم کے نزدیک ان کی توبہ کے مقبول ہونے پر بہت زور دیا گیا ہے اور اس میں اس مجموعہ کی مخالفت ہے جس کا اوپر ذکر ہوا ہے۔ اس لیے مجھ پر ظاہر ہوتا ہے کہ یہی بات صواب ہے۔

یہ مسئلہ بہت اہم مسئلہ ہے جسے افراط و تفریط سے آزاد کرانا ضروری ہے کیونکہ اس میں بہت خبطِ عظیم واقع ہوا ہے۔ اس لیے میرا پختہ ارادہ تھا کہ میں اس میں ایک رسالہ لکھوں اور اس میں وہ باتیں ذکر کروں جو میں نے اپنے حاشیۃ ''الدرالمختار'' میں لکھی ہیں۔ اس لیے اس میں کوئی حرج نہیں کہ یہاں میں اہلِ اسلام، قضاۃ اور حکام کی مدد کے لیے بعض توضیحات پیش کروں باوجود اس کے کہ بعض کلام طوالت کا متقاضی ہے۔ پس ہم اللہ کی توفیق کے ساتھ کہتے ہیں۔

یہ بات جان لو کہ جو الصدر الشہید کے حوالے سے گذرا ہے کہ شیخین کو گالی دینے والے کی توبہ قبول نہیں۔ اس بات کو انہوں نے البحر سے الجوہرۃ تک قائم رکھا ہے۔ شرح القدوری۔ اور انہوں نے ''النہر'' میں کہا کہ اس کا اصل الجوہرۃ میں کوئی وجود نہیں بلکہ یہ بات بعض نسخوں کے حاشیہ میں وارد ہوئی ہے۔ پس حق اصل کا ہے جبکہ اس کا ما قبل کے ساتھ کوئی ارتباط نہیں۔

علامہ الحموی ''الاشباہ'' کے حاشیہ میں النہر کا کلام نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں مجھ پر فرض ہے کہ میں الجوہرۃ کے عام نسخوں میں اس کا ثبوت پیش کروں۔ کوئی وجہ نہیں کہ یہ بات ظاہر ہو جائے جو ہم نے پیش کی کہ جس نے انبیاء کو گالی دی اس کی توبہ مقبول ہے... بخلاف مالکیہ اور حنابلہ کے۔ پس اگر بات ایسی ہے جیسے کہ ہم کہتے ہیں تو پھر اس شخص سے متعلق جو شیخین کو گالی دے بالاولیٰ عدم قبول توبہ کا کوئی اعتبار نہیں۔ بلکہ جہاں تک میں جانتا ہوں یہ بات ائمہ کے ہاں بھی ثابت نہیں!

العقود الدریۃ فی تنقیح الفتاوی الحامدیۃ

باب الردۃ والتعزیر

(۱) محمد امین بن عمر بن عبد العزیز الحنفی۔ الملقب '' ابن عابدین'' ۔ کیونکہ ان کا نسب زین العابدین علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم سے جاملتا ہے۔1198 ہجری میں دمشق میں پیدا ہوئے۔ اپنے زمانے میں حنفیہ کے امام ہیں اور دیارِ شام کے فقیہ ہیں، المفسر اور اصولی ہیں۔1252 میں فوت ہوئے۔

مسئلہ رافضہ امامیہ کا!! کیا ان کے خلاف قتال واجب ہے؟ کیا وہ اعتقاد کے سبب کافر ہیں؟

شیخ الاسلام الامام المجدد ابو العباس ابن تیمیةؒ

مجموع الفتاویٰ ابن تیمیة

صفحہ 468 تا 501/ جلد 28

شیخ الاسلام تقی الدین سے سوال کیا گیا ان لوگوں سے متعلق جو یہ زعم رکھتے ہیں کہ وہ اللہ گ، فرشتوں، کتابوں، رسولوں اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والوں میں سے ہیں... اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ امامِ حق رسول اللہ اکے بعد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں...اور یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی امامت پر نص بیان فرمائی تھی... اور یہ کہ صحابہ نے ان پر ظلم کیا اور ان کا حق ان سے چھینا...اور وہ اس کے سبب کافر ہو گئے۔ تو کیا ایسے لوگوں کیخلاف قتال واجب ہے اور کیا وہ اس اعتقاد کے سبب کافر ہیں یا نہیں؟

تو انہوں نے جواب دیا۔

الحمد للہ رب العلمین...

علمائے مسلمین کا اس بات پر اجماع ہے کہ ہر وہ گروہ جو شرائعِ اسلام کے ظاہری متواتر مظاہر میں سے کسی ایک کا انکاری ہے تو ایسے گروہ کے خلاف قتال واجب ہے یہاں تک کہ دین سارے کا سارا اللہ کے لیے ہو جائے۔ پس اگر وہ کہیں کہ ہم نماز پڑھیں گے مگر زکوۃ نہ دیں گے۔ یا ہم پانچ نمازیں پڑھیں گے لیکن جمعہ اور جماعت کا اہتمام نہ کریں گے۔ یا ہم اسلام کی پانچ بنیادوں کو قائم کریں گے لیکن مسلمانوں کے اموال وخون کو حرام نہ جانیں گے۔ یا ہم سود، شراب اور جوانہ چھوڑیں گے۔ یا ہم قرآن کی پیروی کریں گے اور رسول اللہ ﷺ کی پیروی نہ کریں گے اور ہم ان سے ثابت احادیثِ صحیحہ کی

پیروی نہ کریں گے۔ یا ہم یہ کہیں کہ ہم یہ اعتقاد رکھیں گے کہ یہود ونصاریٰ جمہور مسلمانوں سے بہتر ہیں... اور یہ کہ اہلِ قبلہ نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ کفر کیا اور مومنوں کا ایک گروہِ قلیل باقی بچا۔ یا یہ کہیں کہ ہم مسلمانوں کے ساتھ مل کر کفار کے خلاف جہاد نہ کریں گے۔ یا اس کے علاوہ ایسے امور کا ارتکاب کریں جو شریعتِ رسول اللہ ﷺ کی اور جس پر مسلمان ہیں...واضح مخالفت کریں... پس ایسے گروہوں کے خلاف جہاد واجب ہے جیسے کہ اس سے قبل مسلمانوں نے منکرینِ زکوۃ کے خلاف جہاد کیا... خارجیوں کے خلاف جہاد کیا... اور ان کی اولادوں الخرمیۃ، القرامطہ، الباطنیۃ...اور اہل الاہواء، بدعتیوں، اسلام کی شریعت سے خارج ہونے والوں وغیرہم کے خلاف جہاد کیا۔

یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں { وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ } اور ان کے خلاف قتال کرو یہاں تک کہ دین سارے کا سارا اللہ کے لیے ہو جائے۔ پس جب دین بعض اللہ کے لیے ہو اور بعض غیر اللہ کے لیے ہو تو ایسے لوگوں کے خلاف قتال واجب ہے یہاں تک کہ دین سارے کا سارا اللہ کے لیے ہو جائے۔

اللہ فرماتے ہیں { فَإِن تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ } پس اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔ پس ان کے راستہ کو چھوڑنے کا حکم جمیع انواعِ کفر سے ان کی توبہ کرنے کے بعد دیا گیا اور نماز وزکوۃ قائم کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں { يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ } اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو۔ { فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ } پس اگر تم ایسا نہ کرو تو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اللہ نے یہ خبر دی کہ طائفہ ممتنعہ (انکاری) اگر سود سے باز نہ آئے تو اس نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کی۔ جبکہ سود ان چیزوں میں سے ہے جسے اللہ نے قرآن میں سب سے آخر میں حرام قرار دیا۔ جو اس سے پہلے حرام کیا گیا وہ زیادہ تاکید کے ساتھ وارد ہے۔ اللہ فرماتے ہیں { إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَن يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم مِّنْ

خِلافٍ أَوْ يُنفَوْاْ مِنَ الأَرْضِ} بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان کی سزا یہ ہے کہ کہ انہیں قتل کر دیا جائے یا انہیں سولی پر چڑھادیا جائے یا زمین سے جلاوطن کر دیا جائے۔

پس اہلِ شوکت میں جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں داخل ہونے سے ممتنع (انکاری) ہوا تو اس نے اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کی۔ اسی طرح جس نے زمین میں غیر کتاب اللہ وسنتِ رسول ﷺ پر عمل کیا تو اس نے زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش کی۔ اسی لیے سلف نے اس آیت کو کفار اور اہلِ قبلہ پر مئوول کیا یہاں تک کہ اکثر ائمہ نے قطاع الطریق یعنی راہزن ڈاکوؤں کو بھی اس کے ضمن میں شمار کیا وہ قطاع الطریق جو لوگوں کے اموال لوٹنے کے لیے تلوار اٹھالیتے ہیں۔ پس ائمہ نے انہیں قتال کے ذریعے لوگوں کے اموال لینے پر اللہ عزوجل اور اس کے رسول سے جنگ کرنے اور زمین میں فساد برپا کرنے والا شمار کیا چاہے وہ ایسے فعل کو حرام جانتے ہوں اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان کا اقرار کرتے ہوں۔

پس وہ شخص جو مسلمانوں کے اموال وخون کو مباح سمجھے اور اس کا اعتقاد رکھے اور ان سے قتال کرنا حلال جانے، ایسا شخص بالاولیٰ اللہ اور اسکے رسول ﷺ سے جنگ کرنے والوں اور زمین میں فساد کی کوشش کرنے والوں میں سے ہے۔ جیسے کہ ایک حربی کافر جو مسلمانوں کے اموال وخون کو مباح سمجھتا ہے اور ان کے خلاف قتال کو جائز رکھتا ہے وہ اس اعتقادی فاسق سے بالاولیٰ محارب ہے جو ان باتوں کو حرام سمجھتا ہے۔

اسی طرح وہ بدعتی جو اللہ کے رسول ﷺ کی بعض شریعت سے خروج کرتا ہے اور آپ کی بعض سنتوں کو ترک کرتا ہے اور مسلمانوں کے اموال وخون کو حلال جانتا ہے جبکہ وہ مسلمان اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور اس کے رسول کی سنت کے ساتھ متمسک ہیں۔ تو ایسا شخص اس فاسق سے زیادہ جنگ کیے جانے کے لائق ہے چاہے وہ ان باتوں کو دین سمجھ کر اللہ گسے تقرب حاصل کرتا ہو۔ جیسے کہ یہود و نصاریٰ مسلمانوں سے جنگ کرنے کو اللہ عزوجل کے ہاں تقرب کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ اسی لیے ائمہ اسلام

کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ بدعتیں ان گناہوں سے زیادہ شدید ہیں جن کا ارتکاب کرنے والے یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ گناہ ہیں۔

اسی لیے نبی ﷺ کی سنت یہی رہی جب آپ ﷺ نے سنت سے خروج کرنے والے خارجیوں کے خلاف قتال کا حکم دیا اور حکام کے ظلم پر صبر کرنے اور ان کے پیچھے ان کے گناہوں کے باوجود نمازیں پڑھنے کا حکم دیا۔ اسی طرح آپ ﷺ نے بعض اصحاب کے بعض گناہوں پر اصرار کے باوجود ان کے لیے گواہی دی کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرنے والے ہیں اور آپ ﷺ نے ان پر لعنت کرنے سے منع فرمایا۔ لیکن آپ ﷺ نے ذی الخویصرہ اور اس کے ساتھیوں کے متعلق... انکی عبادت وورع کے باوجود... خبر دی کہ وہ اسلام سے ایسے خارج ہیں جیسے کہ تیر کمان سے خارج ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں {فَلاَ وَرَبِّكَ لاَ يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لا يَجِدُوا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْما} پس تیرے رب کی قسم وہ لوگ کبھی ایمان والے نہیں ہوسکتے جب تک وہ اپنے مسائل میں آپ کو فیصل نہ مان لیں اور پھر آپ کے فیصلوں سے متعلق اپنے دل میں کوئی شائبہ نہ رکھیں اور سرِ تسلیم خم کردیں۔

پس ہر وہ شخص جو اللہ کے رسول کی سنت سے خارج ہوگیا اور آپ کی شریعت سے نکل گیا تو ایسے شخص کے متعلق اللہ نے اپنے مقدس نفس کی قسم کھائی ہے کہ وہ ایمان والا نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ وہ تمام دنیاوآخرت کے باہمی جھگڑوں میں اللہ کے رسول کے حکم پر راضی نہ ہو اور ان کے دلوں میں ایسے فیصلوں کے متعلق کوئی حرج نہ ہو۔ قرآن کے دلائل اس اصل پر بہت کثرت کے ساتھ وارد ہیں۔ اس لیے اسی نہج پر سنتِ رسول اللہ ااور سنتِ خلفائے راشدین جاری ہوئی۔

صحیحین میں ابوہریرۃؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اور عرب کے قبائل مرتد ہوگئے تو عمر بن الخطابؓ نے ابو بکرؓ سے کہا آپ لوگوں کے ساتھ کیسے جنگ کریں گے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا {امرت ان اقاتل الناس حتیٰ یشھدوا ان لا الہ الااللہ

وان محمد رسول اللہ فا ذا فعلوا ذالك عصموا منی دماء هم واموالهم الا بحقها وحسابهم علی اللہ} مجھے حکم دیا گیا کہ لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرلیں۔ پس جب وہ ایسا کرلیں گے تو مجھ سے اپنے خون اور اموال بچالیں گے سوائے اسلام کے حق کے اور ان کا حساب اللہ پر ہے۔ تو ابو بکرؓ نے کہا {ألم يقل الا بحقها؟} کیا آپ ﷺ نے نہیں فرمایا کہ مگر اسلام کے حق کیساتھ... پس زکوۃ اسلام کا حق ہے۔ اللہ کی قسم اگر وہ ایک اونٹ کی رسی بھی جو وہ رسول اللہ ﷺ کو دیتے تھے تو میں اسے روکنے پر ان سے قتال کروں گا تو عمرؓ کہتے ہیں اللہ کی قسم میں نے دیکھا کہ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے ابو بکرؓ کا سینہ قتال کے لیے کھول دیا... تو میں نے جان لیا وہ حق پر ہیں۔

پس اصحاب رسول اللہ ﷺ ایسی قوم کے خلاف قتال پر متفق ہوگئے جو نمازیں پڑھتے تھے اور روزے رکھتے تھے جبکہ وہ اللہ عزوجل کے واجب کردہ بعض اموال کی زکوۃ ادا کرنے سے ممتنع تھے۔ یہ استنباط صدیقِ امت کا ہے جو اس کی وضاحت کے ساتھ وارد ہوا ہے۔

صحیحین میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا{ امرت ان اقاتل الناس حتیٰ یشهدوا ان لا اله الاالله و ان محمد رسول اللہ فاذا فعلوا ذالك عصموا منی دماء هم و اموالهم الا بحقها و حسابهم علی اللہ} مجھے حکم دیا گیا کہ لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرلیں۔ پس جب وہ ایسا کرلیں گے تو مجھ سے اپنے خون اور اموال بچالیں گے سوائے اسلام کے حق کے اور ان کا حساب اللہ پر ہے ۔ پس آپ ﷺ نے خبر دی کہ آپ ﷺ کو ان کے ساتھ قتال کا حکم دیا گیا یہاں تک وہ یہ واجبات ادا کریں۔ یہ بات کتاب اللہ کے عین مطابق ہے۔

یہ حدیث نبی ﷺ سے تواتر کے ساتھ بہت سے وجوہ سے مروی ہے اور اصحاب الصحاح نے دس وجوہ سے اسے وارد کیا ہے جنہیں امام مسلم نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے اور کچھ کا ذکر امام بخاری نے بھی کیا ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ کہتے ہیں "خوارج کے بارے میں حدیث دس وجوہ سے ثابت ہے"۔

نبی ﷺ نے فرمایا تم اپنی نمازیں ان کے ساتھ حقیر جانو گے اور اپنے روزے ان کے روزوں سے کم سمجھو گے، تمہارا قرآن کی تلاوت کرنا تمہیں ان سے کم لگے گا... وہ قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے متجاوز نہ ہو گا وہ اسلام سے ایسے خارج ہوں گے جیسے کوئی تیر کمان سے خارج ہوتا ہے۔ اگر ان کے ساتھ قتال کرنے والے جان لیں کہ ان کے لیے زبانِ محمد ﷺ پر کیا فضیلت وارد ہوئی ہے تو وہ عمل کرنا چھوڑ دیں گے اور ایک روایت میں ہے {لئن ادرکتھم لاقتلنھم قتل عاد} اگر میں انہیں پالوں تو میں انہیں قومِ عاد کی طرف قتل کر دوں اور ایک روایت میں ہے {شر قتلیٰ تحت ادیم السمآء خیر قتلیٰ من قتلوہ} وہ آسمان کے نیچے سب سے برے مقتول ہیں اور سب سے خیر والے مقتول وہ ہیں جنہیں وہ قتل کر دیں۔

یہ وہی لوگ ہیں جن کے ساتھ سب سے پہلے امیر المومنین علی بن ابی طالب اور آپ ﷺ کے ساتھ اصحاب رسول اللہ نے حروراء میں قتال کیا جب وہ سنت اور جماعت سے خارج ہوئے اور مسلمانوں کے خون و اموال کو مباح کر لیا۔ انہوں نے عبد اللہ بن خباب کو قتل کیا اور پیدل چلنے والے مسلمانوں پر حملہ آور ہو گئے۔ تو امیر المومنین کھڑے ہوئے اور آپ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور یہ بات ذکر کی کہ انہوں نے قتل کیا اور اموال لوٹے... ان کا قتل حلال جانا اور ان کے قتل سے بہت خوش ہوئے۔ آپ نے اپنی خلافت میں جو سب سے بڑا کام کیا وہ خوارج کے ساتھ قتال ہی تھا۔

خوارج جمہور مسلمانوں کو کافر قرار دیتے تھے یہاں تک کہ انہوں نے عثمان و علی رضی اللہ عنہما کو بھی کافر قرار دے دیا۔ جیسے سارے اہل بدعت یہی کرتے ہیں اپنی کثرتِ عبادت و ورع کے باجود وہ اپنے زعم میں قرآن پر عمل پیرا تھے۔ صحیح بخاری وغیرہ میں یہ بات کئی وجوہ سے ثابت ہے کہ آپؓ نے فرمایا {خیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا ابو بکر ثم عمر} اس امت کے نبی ﷺ کے بعد سب سے افضل ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں پھر عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ بھی ثابت ہے کہ آپ (علیؓ) نے غالی رافضیوں کو آگ میں جلوا دیا جب انہوں نے آپ کے بارے میں الوہیت کا اعتقاد رکھا۔

آپؓ سے ہی جید اسناد کے ساتھ مروی ہے آپ نے فرمایا{ لا اوتی بأحد یفضلنی علی ابی بکر عمر الا جلدته حد المفتری } میرے پاس کوئی ایسا بندہ لایا گیا جو مجھے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دے تو میں اسے بہتان کی حد لگاؤں گا...یعنی اسّی درے! آپ سے ہی مروی ہے کہ آپ نے ابن سباء کو طلب کیا جب آپؓ کو خبر ملی کہ اس نے ابو بکر و عمر کو گالی دی ہے تو آپ نے اسے بلا بھیجا تا کہ اسے قتل کریں تو وہ بھاگ گیا۔

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو کوڑے لگانے کا حکم دیا جس نے انہیں ابو بکرؓ پر فضیلت دی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے صبیغ بن عسل سے کہا جب آپ کو گمان ہوا کہ وہ خارجی ہے...اگر میں نے تجھے مونڈھا ہوا دیکھا تو تیرا سر اڑا دوں گا (کیونکہ اس وقت تک وہ ظاہر نہ ہوئے تھے اور یہ ان کی علامت تھی)۔ پس یہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی سنت ہے کہ آپ نے شیعہ کو سزا دینے کا حکم دیا ان تین قسموں پر اور ان میں سے کم تر تھی، فضیلت دینے پر... پس انہوں نے اور عمر رضی اللہ عنہما نے کوڑے مارنے کا حکم دیا۔ جب کہ "غالی" مسلمانوں کے اتفاق کے ساتھ واجب القتل ہیں اور وہ ایسے ہیں جو علی کے بارے میں الوہیت اور نبوۃ کا عقیدہ رکھتے ہیں جیسے کہ النصیریۃ، الاسماعیلیۃ جنہیں "بیت صاد" اور "بیت سین" کہا جاتا ہے۔ اسی طرح وہ "مُعَطِّلَۃ" بھی ان میں شامل ہیں جو کائنات کے بنانے والے کا انکار کرتے ہیں، یا قیامت کا انکار کرتے ہیں یا شریعت کے ظواہر کا انکار کرتے ہیں مثلاً پانچ نمازیں، رمضان کے روزے، بیت الحرام کا حج اور پھر اس کی تأویل کرتے ہیں کہ وہ ان باتوں کے اسرار و رموز سے واقف ہیں اور اسے اپنے شیوخ کی زیارت پر محمول کرتے ہیں۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ شراب حلال ہے اور ذی محرم کے ساتھ نکاح جائز ہے۔ پس تمام ایسے لوگ کافر ہیں اور ان کا کفر یہود و نصاریٰ سے زیادہ سخت ہے۔

پس اگر ان میں کوئی ایسی بات ظاہر نہیں کرتا تو وہ منافقین میں سے ہے جن کا ٹھکانہ جہنم کا سب سے نچلا گڑھا ہے اور جو ان اشیاء کو ظاہر کرے اس کا کفر شدید تر ہے...اس کا مسلمانوں کے درمیان ٹھہرنا جائز نہیں نہ جزیہ کے ساتھ...نہ ذمہ کے ساتھ...ان کی عورتیں مسلمانوں کے لیے حلال نہیں نہ ہی ان کا

ذبیحہ جائز ہے کیونکہ وہ مرتد ہیں اور سب سے برے مرتد ہیں... پس اگر وہ کوئی ممتنع گروہ ہوں تو ان کے ساتھ قتال واجب ہے جیسے کہ مرتدین کے ساتھ قتال کیا جاتا ہے... جیسے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں نے مسیلمہ کذاب ملعون کے خلاف قتال کیا... اور جب وہ مسلمانوں کی بستیوں میں رہ رہے ہوں تو انہیں نکالا جائے گا اور انہیں توبہ کے بعد مسلمانوں میں رہنے کی اجازت دی جائے گی اور ان پر اسلام کی ان شرائع کا التزام کروایا جائے گا جو مسلمانوں پر واجب ہے۔

یہ بات صرف کسی "غالی" کے ساتھ مختص نہیں ہے بلکہ جو کوئی مشائخ میں سے ایسا غلو کرے اور کہے کہ اسے رزق دیا جاتا ہے یا یہ کہ اسے نماز معاف ہے یا یہ کہے کہ اس کا شیخ نبی ﷺ سے افضل ہے یا یہ کہ وہ شریعتِ نبویہ ﷺ سے مستغنی ہے یا یہ کہے کہ اس کا شیخ نبی ﷺ کے ساتھ تھا جیسے کہ خضر موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھے... یہ تمام لوگ کفار ہیں ان کے خلاف باجماع، مسلمین قتال واجب ہے اور انکے مقدور علیہ کو قتل کیا جائے گا... یعنی جو کوئی ان باتوں کا ارتکاب کرتے گرفت میں آجائے!۔

اسی طرح جب کوئی خارجی یا رافضی مقدور علیہ ہو... یعنی اس پر قابو پالیا جائے تو عمر و علی رضی اللہ عنہما کا فتویٰ ہے کہ اسے قتل کیا جائے گا۔ فقہاء نے ان کے کسی ایک مقدور علیہ کے قتل میں اختلاف کیا ہے لیکن ان کے خلاف قتال کے واجب ہونے میں کوئی اختلاف نہیں جب وہ ممتنع ہوں۔... پس قتال ... قتل سے زیادہ وسیع ہے جیسے کہ فساد برپا کرنے والے باغی دشمن کے خلاف قتال کیا جاتا ہے اور جب ان میں سے کوئی پکڑا جاتا ہے تو اسے بھی وہی سزا دی جاتی ہے جس کا اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حکم دیا ہے۔

خوارج کے بارے میں یہ نصوص نبی ﷺ سے متواتر ہیں اور علماء نے لفظی اور معنوی طور پر اس میں ان اہلِ اہواء کو بھی داخل کیا ہے جو شریعتِ رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کی جماعت سے خارج ہیں۔ بلکہ ان میں سے بعض جیسے کہ خوارج، حروریہ، خرمیہ، قرامطہ، نصیریہ فرقے ان کی بدترین اقسام میں سے ہیں۔ پس ہر وہ شخص جو کسی بشر کے بارے میں الٰہ ہونے کا اعتقاد رکھے یا کسی گروہ کے فرد کے

متعلق یہ اعتقاد رکھے کہ وہ نبی ہے اور اس پر مسلمانوں کے خلاف قتال کرے تو وہ خارجیوں اور حروریۃ سے بھی زیادہ شریر ہے۔

نبی ﷺ نے خوراج حروریۃ کا ذکر اس لیے فرمایا کہ وہ آپ ﷺ کے بعد خارج ہونے والے پہلے اہل بدعت ہیں... بلکہ ان کا پہلا آدمی تو آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں خارج ہوا۔ تو آپ ﷺ نے انکا تذکرۃ اپنے زمانے سے قریب ہونے کے سبب بھی فرمایا... جیسے رسول اللہ ﷺ نے بعض اشیاء کا ذکر ان کے وقوع ہونے کے سبب فرمایا جیسے اللہ تعالیٰ کا قول { وَلاَ تَقْتُلُواْ أَوْلادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلاقٍ } اور اپنی اولادوں کو تنگ دستی کے خوف سے قتل نہ کرو۔ اسی طرح اللہ کا قول { مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ } جو کوئی تم میں سے دین سے مرتد ہوگا تو اللہ عنقریب ایسی قوم لے آئے گا جو اس سے محبت کرے گی اور اللہ ان سے محبت کرے گا... اسی طرح نبی ﷺ کا بعض قبائل کو بعض احکام جو ان پر قائم ہو گئے، کے ساتھ خاص کرنا جیسے کہ اسلم، غفار، جہینہ، تمیمہ، اسد، غطفان وغیرہ۔ پس جس کسی پر یہ معنیٰ قائم ہو گئے اسے انہیں کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔ کیونکہ ان کے ذکر کو خاص کرنا حکم کے ان کے ساتھ خاص ہونے کے سبب نہ تھا بلکہ ان کی تعیین کے سبب مخاطبین کی طرف یہ حاجت تھی۔ یہ اس وقت ہے جب الفاظ انہیں شامل نہ ہوں۔

پس یہ رافضی اگرچہ منصوص علیہم خوارج سے بدتر نہیں تو ان سے علاوہ بھی نہیں... کیونکہ پہلے گروہ نے تو صرف عثمان و علی رضی اللہ عنہما کو کافر قرار دیا تھا سوائے اس کے جو قتال سے بیٹھا رہا یا اس سے پہلے فوت ہو گیا... لیکن ان رافضیوں نے ابو بکر و عمر و عثمان اور عامۃ المہاجرین والانصار رضی اللہ عنہم اور جن لوگوں نے احسان کے ساتھ آپ علیہ السلام کی پیروی کی ...اور جمہور امتِ محمد ﷺ کو... متقدمین و متاخرین... ان سب کو کافر قرار دے دیا۔ پس جو کوئی ابو بکر و عمر اور مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم کے بارے میں عدالت کا اعتقاد رکھتا ہے... یا وہ ان سے ایسے راضی ہوتا ہے جیسے کہ اللہ ان سے راضی ہو گیا... یا وہ ان کے لیے استغفار کرتا ہے جیسے کہ اللہ نے انہیں استغفار کرنے کا حکم دیا ہے... تو وہ اسے کافر قرار دیتے ہیں۔ اسی طرح وہ ملت کے اعلام کو کافر قرار دیتے ہیں جیسے کہ سعید بن المسیب، ابو

مسلم الخولانی، اویس القرنی، عطاء بن ابی رباح، ابراہیم النخعی... اسی طرح مالک، اوزاعی، ابو حنیفہ، حماد بن زید، حماد بن سلمہ، ثوری، شافعی، احمد بن حنبل، فضیل بن عیاض، ابو سلیمان الدارانی، معروف الکرخی، جنید بن محمد اور سہل بن عبد اللہ التستری جیسی زمانہ ساز ہستیوں کو وہ کافر قرار دیتے ہیں۔

جو کوئی ان سے خارج ہے وہ اس کے خون کو مباح جانتے ہیں اور اپنے مذہب کو ''جمہور کے مذہب'' کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ جیسے فلاسفہ، اور معتزلہ اسے مذہب الحشو کہتے ہیں اور عامہ اور اہلِ حدیث بھی یہ موقف رکھتے ہیں۔ پھر وہ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اہلِ مصر، شام، حجاز، مغرب، یمن، عراق، الجزیرۃ اور تمام اسلامی ممالک کے لوگوں کے ساتھ نکاح جائز نہیں اور نہ ہی ان کا ذبیحہ حلال ہے اور ہر وہ مائع چیز جو ان مسلمانوں کے پاس ہے مثلاً پانی وغیرہ وہ نجس ہے...اور وہ یہ کہتے ہیں ان مسلمانوں کا کفر یہود و نصاریٰ سے بڑھ کر ہے...کیونکہ یہ تو ان کے نزدیک اصلی کفار ہیں جبکہ وہ مرتد ہیں اور ارتداد کا کفر اصلی کفر سے بالاجماع زیادہ شدید ہے!

اسی سبب سے وہ جمہور مسلمانوں کے خلاف کافروں کا ساتھ دیتے ہیں۔ پس وہ تاتاریوں کے ساتھ مسلمانوں کے خلاف تعاون کرتے ہیں... اور وہ کافر بادشاہ چنگیز خان ملعون کے اسلامی ممالک کے خلاف خروج کا سب سے بڑا سبب تھے...وہی عراق کے شہروں پر ہلاکو کو بلانے کا سبب تھے... حلب اور الصالحیہ کے شہروں کو لوٹنے میں انہی کا خبثِ باطن کارفرما تھا۔ اسی طرح وہی تھے جنہوں نے مسلمانوں کی عساکر کو لوٹا جب وہ مصر سے روانہ ہوئیں اور ان کے پاس سے گذریں۔ پس اس سبب وہ مسلمانوں کے رستے بھی کاٹتے ہیں...اسی سبب ان کے اندر تاتاریوں اور اس کے بعد فرنگیوں کے ساتھ تعاون ظاہر ہوا...اور اسلام کے خلاف اس قدر شدید طوفان کھڑا کیا گیا۔ اسی طرح جب مسلمانوں نے عکہ وغیرہ کا ساحل فتح کیا تو انہوں نے مسلمانوں کے خلاف عیسائیوں کی مدد کی...اور انہیں مسلمانوں پر ترجیح دی جسے خود مسلمانوں نے انہی سے سنا... یہ سب کچھ ان کے بعض امور کی میں نے صفت بیان کی ہے وگرنہ معاملہ بہت ہی عظیم ہے۔ ان احوال کے ساتھ اہلِ علم کا اتفاق ہے کہ وہ سب سے بڑی تلوار جو

اہلِ قبلہ پر سونتی گئی... وہ سب سے بڑا فساد جو مسلمانوں کے خلاف برپا ہوا وہ سب ایک ایسے گروہ کی وجہ سے تھا جو انہیں کی طرف نسبت رکھتا ہے۔

پس وہ دین اور اہلِ دین کے لیے سب سے زیادہ ضرر والے ہیں...اور اسلام اور اسکی شریعت سے سب سے زیادہ دور خوارج و حروریۃ ہیں۔ اسی لیے وہ امت کا سب سے جھوٹا فرقہ ہیں۔ پس قبلہ کی طرف انتساب رکھنے والے فرقوں میں سب سے بدترین جھوٹا اور سب سے زیادہ جھوٹ کی تصدیق کرنے والا ان سے بڑھ کر کوئی نہیں... اور نفاق تو ان میں بہت ہی اظہر ہے چنانچہ وہ ایسا ہی ہے جیسے کہ نبیں نے اس کے متعلق فرمایا{آیۃ المنافق ثلاث اذا حدث کذب واذا وعد اخلف واذا ائتمن خان } منافق کی تین نشانیاں ہیں کہ جب وہ بات کرے تو جھوٹ بولے جب وعدہ کرے تو اس کا خلاف کرے اور جب امانت دیا جائے تو خیانت کرے اور ایک روایت میں ہے {اربع من کن فیه کان منافقا خالصا ومن کان فیه خصلة منهن كانت فيه خصلة من النفاق حتیٰ يدعها اذا حدث كذب واذا وعد اخلف اذا عاهد غدر واذا خاصم فجر} چار چیزیں جس میں پائی جائیں وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان چار میں سے کوئی ایک خصلت پائی گئی تو اس میں منافقت کی ایک خصلت ہے یہاں تک کہ اسے چھوڑ دے۔ جب وہ بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو اس کا خلاف کرے اور جب معاہدہ کرے تو غداری کرے اور جب جھگڑا کرے تو گالی دے۔

پس جس کسی کا ان کے ساتھ واسطہ پڑا ہے وہ جان لے گا ان میں یہ خصلتیں کس قدر بدرجہ اتم موجود ہیں۔ اسی لیے وہ تقیہ استعمال کرتے ہیں جیسے کہ اسے منافقین اور یہودی مسلمانوں کے ساتھ استعمال کرتے ہیں { يَقُولُونَ بِأَلْسِنَتِهِمْ مَالَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ } وہ اپنے منہ سے وہ بات کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں... اور وہ اپنی باتوں پر قسمیں اٹھاتے ہیں کہ وہ مومنوں سے راضی ہیں جبکہ اللہ اور اسکے رسول علیہ السلام اس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ انہیں راضی رکھا جائے۔

انکی یہودیوں کے ساتھ بہت سے امور میں مشابہت پائی جاتی ہے...یقیناً یہود السامرۃ کے ساتھ... پس وہ سارے لوگوں سے زیادہ ان سے مشابہ ہیں۔وہ امامت کے مسئلہ میں ان سے مشابہ ہیں جب وہ ایک شخص یا بطن کے متعلق امامت کا دعویٰ کرتے ہیں اور اس کے علاوہ ہر کسی کے لیے امامت کے حق کی تکذیب کرتے ہیں... اسی طرح خواہشات کی پیروی میں...کلام کو اس کی اصل سے پھیرنے میں... فطر وصلاۃ المغرب کی تاخیر وغیرہ میں...اور غیر کے ذبیحہ کی تحریم میں...اسی طرح وہ عیسائیوں سے مبالغہ آمیزی میں مشابہت رکھتے ہیں، بدعتی عبادات اور شرک کے متعلق...وہ مسلمانوں کے خلاف یہودیوں، عیسائیوں اور مشرکوں سے دوستی لگاتے ہیں اور یہ منافقین کی بد خصلتیں ہیں...اللہ فرماتے ہیں {یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا لا تَتَّخِذُوا الْیَهُودَ وَالنَّصَارَى أَوْلِیَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِیَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ یَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ} اے ایمان والو!یہودیوں اور عیسائیوں کو اپنا دوست نہ بناؤ کہ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور اللہ فرماتے ہیں {تَرَى كَثِيراً مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ أَنفُسُهُمْ أَن سَخِطَ اللهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خَالِدُونَ} اے نبی ﷺ آپ ان میں اکثر کو دیکھیں گے کہ وہ کافروں سے دوستیاں لگاتے ہیں، بہت ہی برا عمل ہے جو انہوں نے اپنے نفسوں کے لیے آگے بھیجا ہے کہ اللہ ان پر سخت ہے اور وہ عذاب میں ہمیشہ رہیں گے اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتے ہیں {وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِالله والنَّبِيِّ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَاءَ وَلَكِنَّ كَثِيرًا مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ} اور اگر وہ اللہ پر اور اس کے رسول اور جو کچھ انکی طرف اتارا گیا ہے اس پر ایمان لاتے تو وہ ان کو دوست ہر گز نہ بناتے لیکن ان میں سے اکثر فاسق ہیں۔

ان کے پاس کوئی عقل و نقل نہیں،نہ دینِ صحیح ہے نہ دنیائے منصورہ...نہ ہی وہ جمعہ پڑھتے ہیں نہ جماعت جبکہ خوارج جمعہ و جماعت کا اہتمام کرتے تھے... وہ مسلمانوں کے ائمہ کے ساتھ ملکر کفار کے خلاف جہاد کرنے کو بھی جائز نہیں جانتے،نہ ان کی اطاعت کرتے ہیں ،نہ ان کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں...نہ ہی ائمہ کی اطاعت کو بجالاتے ہیں... کیونکہ ان کا اعتقاد ہے کہ یہ سب کچھ صرف ''معصوم''امام کے پیچھے ہی جائز ہے۔ پھر وہ یہ اعتقاد رکھتے ہیں وہ معصوم چار سو چالیس سال سے ایک غار نما کھوہ میں

گھس گیا ہے... اور وہ ابھی تک نہیں نکلا اور نہ ہی کسی نے اسے نکلتے دیکھا ہے... پس دین کوئی نہیں جانتا ہو اور اس کے حاصل کرنے میں کوئی فائدہ نہیں بلکہ مضرت ہے۔ اس سب کے باوجود ایمان ان کے نزدیک اس کے بغیر صحیح نہیں ہوتا اور کوئی مومن نہیں ہوتا جب تک وہ اس گمشدہ پر ایمان نہ لائے... اور جنت میں کوئی داخل نہ ہوگا جو ان کا متبع نہ ہو... اس طرح کے جاہل و گمراہ ہیں... پہاڑوں اور بادیہ نشینی میں رہنے والے اجڈ گنوار... شیطان نے جنہیں خبط میں مبتلا کر دیا ہے جیسے کہ "ابن العود" اور اس جیسے لوگ جن کی لکھی ہوئی ہفویات کا ہم نے تذکرہ کیا ہے اور ان کی صراحت کی ہے۔

اس امر کے ساتھ وہ ہر اس شخص کو کافر قرار دیتے ہیں جو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور اسکی اسماء وصفات پر کتاب و سنت کے مطابق ایمان لایا اور ہر وہ شخص جو اللہ عزوجل کی قضاء وقدر پر ایمان لاتا ہے... پس وہ اللہ کی قدرتِ کاملہ اور اسکی مشیئت شاملہ پر ایمان لاتا ہے... وہ ان کے نزدیک کافر ٹھہرتا ہے۔ ان کے اکثر "محققین" کے نزدیک ابو بکر و عمر اور اکثر مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم اور ازواج النبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جیسے کہ عائشہؓ وہ سب صرف چند لمحوں کے لیے ایمان لائے... کیونکہ ایسا ایمان جس کے پیچھے کفر ہو وہ اصل میں انکے نزدیک باطل ہے اور جیسے کہ علماء اہل السنۃ کہتے ہیں!

اور ان میں سے بعض ایسا کہتے ہیں کہ نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی شرمگاہ کو آگ چھوئے گی جس سے آپ نے امہات المومنین عائشہ و حفصہ رضی اللہ عنہما کے ساتھ مجامعت فرمائی اور یہ زعم رکھتے ہیں کہ اس سے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو کافروں کے ساتھ کی گئی وطی سے پاک کیا جائے گا (نعوذ باللہ) کیونکہ کافر کے ساتھ وطی کرنا ان کے نزدیک حرام ہے... پھر اس کے ساتھ وہ احادیثِ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثابتہ، اہلِ علم کے نزدیک متواترہ کا انکار کرتے ہیں جیسے کہ بخاری و مسلم کی احادیث اور وہ زعم رکھتے ہیں کہ شیعہ رافضی شاعروں کی شاعری جیسے کہ الحمیری، الدیلمی اور عمارۃ الیمنی کی شاعری، احادیثِ بخاری و مسلم سے بہتر ہے۔ ہم نے ان کی کتابوں میں نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی ذاتِ اطہر پر بہتان طرازی دیکھی، آپ کے جانثار صحابہ پر... آپ کے قرابت داروں پر... اور ہم نے انکی کتابوں میں اس قدر جھوٹ دیکھا جتنا ہم نے اہلِ کتاب کی تورات و انجیل میں نہیں دیکھا!

اس کے ساتھ وہ مساجد کو معطل کرتے ہیں جس کا کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اس میں اس کا ذکر بلند کیا جائے... پس وہ اس میں نہ نماز قائم کرتے ہیں نہ ہی جمعہ۔ بلکہ جھوٹی وغیر جھوٹی قبروں پر مسجدیں بناتے ہیں اور انہیں مزار بناتے ہیں۔ جبکہ اللہ کے رسول ﷺ نے قبروں کو مساجد بنانے والوں پر لعنت فرمائی ہے اور اپنی امت کو اس سے منع فرمایا ہے اور آپ ﷺ نے اپنی وفات سے پانچ دن قبل فرمایا{ان من کان قبلکم کانوا یتخذون القبور مساجد، الا فلا تتخذوا القبور مساجد فانی انھاکم عن ذالك} تم سے پہلے لوگ قبروں کو مساجد بنالیتے تھے خبردار تم قبروں کو مساجد نہ بنانا کہ میں تمہیں اس سے منع کرتا ہوں...پھر وہ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ان جھوٹے مزاروں کا حج کرنا بہت عظیم عبادات میں سے ہے...یہاں تک کہ ان کے مشائخ میں بعض ایسے ہیں جو اسے بیت اللہ الحرام کے مامور حج پہ فضیلت دیتے ہیں! ان حالات کا وصف بہت طویل ہے۔

یہ باتیں بیان کرتی ہیں کہ وہ عام اہلِ الاہواء سے بھی بدتر ہیں اور خوارج سے بھی زیادہ قتال کیے جانے کے مستحق ہیں...یہ سبب ہے جس کے بارے میں یہ عرفِ عام بن گیا ہے کہ اہل بدعت رافضی ہیں اسی لیے عام لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ سنی کا متضاد فقط رافضی ہے۔ کیونکہ وہ سنت رسول کے ساتھ سب سے زیادہ معاندانہ رویہ رکھتے ہیں اور آپ علیہ السلام کی شریعت کے اہل الاہواء میں سب سے بڑے دشمن ہیں۔ اسی طرح خارجی بھی قرآن کی اتباع اپنی فہم کے تقاضوں کے مطابق کرتے تھے جبکہ یہ امام معصوم کی اتباع کرتے ہیں... جس کا کوئی وجود نہیں...خوارج کا مستند ان کے مستند سے بہتر تھا۔ اسی طرح خارجیوں میں کوئی زندیق و غالی نہ تھا...جبکہ ان میں زندیق و غالی اتنے ہیں جنہیں اللہ ہی بہتر جانتے ہیں۔

اہلِ علم نے بیان کیا ہے کہ رافضیوں کی ابتدا کرنے والا ایک زندیق عبد اللہ بن سبا تھا...وہ ظاہر مسلمان اور باطن میں یہودی تھا...اس نے اسلام میں فساد داخل کرنے کے لیے بھیس بدلا...جیسے کہ پولس نصرانی اصلاً یہودی نے عیسائیت میں فساد داخل کرنے کے لیے عیسائیت اختیار کی۔ اسی طرح ان کے ائمہ کی اکثریت ''زندیق'' ہے...وہ ''رفض'' کا اظہار اس لیے کرتے ہیں کیونکہ یہ اسلام کی عمارت

کو ڈھانے کا راستہ ہے جیسے کہ ائمہ ملحدین نے کیا جو کہ سرزمینِ آذربائیجان میں معتصم کے عہد میں بابک الخرمی کے ساتھ ظاہر ہوئے اور ان کا نام الخرمیة تھا، المحمرہ اور قرامطہ الباطنیہ جو عراق وغیرہ میں ظاہر ہوئے انہوں نے حجرِاسود چرالیا جو ایک مدت تک ان کے پاس رہا جیسے کہ ابی سعید الجنابی اور اسکے پیرو کار۔ اسی طرح وہ لوگ جو ارضِ مغرب میں ظاہر ہوئے پھر وہ مصر میں گھسے اور وہاں قاہرہ بنایا اور دعویٰ کیا کہ وہ فاطمی ہیں۔ اہلِ علم النسب کے اتفاق کے ساتھ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے نسب سے بری ہیں اور... اصل میں ان کا نسب یہودیوں اور مجوسیوں سے ملتا ہے اور اہلِ علم کے اتفاق کے ساتھ یہ لوگ یہودیوں اور عیسائیوں سے بڑھ کر اللہ کے نبی ﷺ کے دین سے دور ہیں... بلکہ ان کے غالی و ملحد جو جنابِ علی رضی اللہ عنہ کو الٰہ مانتے ہیں جیسے کہ اہلِ دور الدعوۃ جو خراسان، شام اور یمن وغیرہ میں تھے۔

یہ لوگ مسلمانوں کے خلاف تاتاریوں کے سب سے بڑے زبان وہاتھ کے ساتھ معاون و مددگار ہیں کیونکہ وہ مسلمانوں کے خلاف یہودیوں و عیسائیوں کی بات کو ترجیح دیتے ہیں...اسی لیے کافر بادشاہ ہلاکو خان ان کے "بتوں" کو قائم رکھتا تھا۔ جبکہ خارجی تو لوگوں میں سب سے سچے اور عہد کے پاسدار لوگ تھے... جبکہ یہ لوگ سب سے بڑے جھوٹے اور بد عہد ہیں۔

فتویٰ طلب کرنے والے کا یہ کہنا!!

کہ وہ محمد ﷺ کی لائی شریعت پر ایمان رکھتے ہیں!

تو یہ عین جھوٹ ہے بلکہ انہوں نے محمد ﷺ کی لائی ہوئی ہر چیز کا انکار کیا جسکا احاطہ صرف اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہی کو ہے پس کبھی تو وہ نصوصِ ثابتہ کا انکار کرتے ہیں اور کبھی معانی التنزیل کا انکار کرتے ہیں۔ ان کی ذلالتوں میں سے جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے اور جو ذکر نہیں کیا، اس کے متعلق ہر کوئی جانتا ہے کہ یہ باتیں محمد ﷺ کی شریعت کی مخالف ہیں!

بے شک اللہ نے اپنی کتاب میں صحابہ رضوان اللہ علیہم کی ثناء بیان کی ہے اور ان کے لیے استغفار کا ذکر کیا ہے جس کی حقیقت کے یہ (رافضی) منکر ہیں... اور اللہ نے قرآن میں جمعہ، جہاد، اطاعتِ اولی الامر کا ذکر کیا ہے جس سے یہ خارج ہیں... اسی طرح اللہ نے اپنی کتاب میں مومنوں سے دوستی رکھنے اور ان سے محبت رکھنے، آپس میں بھائی چارہ قائم رکھنے اور اصلاح کرنے کا حکم دیا ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم اس سے خارج نہیں ہیں... اسی طرح اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے کافروں سے دوستی لگانے سے منع کیا اور رافضی اس سے بھی خارج ہیں... اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنی کتاب میں مسلمانوں کے خون، عزت، ان کی غیبت اور ہمز ولمز کے حرام ہونے کا حکم دیا ہے اور یہ رافضی لوگوں میں سب سے زیادہ اسے حلال جانتے ہیں... اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنی کتاب میں جماعت کے ساتھ التزام کا حکم دیا اور تفرق سے منع کیا ہے اور یہ رافضی اللہ کے اس حکم کے بھی منکر ہیں... اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنی کتاب میں رسول ﷺ کی اطاعت، آپکی محبت اور اتباع کا حکم دیا ہے اور یہ اس سے بھی خارج ہیں... اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے زوجین کے حقوق کا ذکر کیا ہے اور وہ اس سے بھی بری ہیں... اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنی کتاب میں اپنے لیے خالص توحید، ملک، عبادتِ بے شرکت کا حکم دیا اور یہ مشرک ہیں اور جیسے کہ ان کے بارے میں معلوم ہے کہ یہ لوگ سب سے زیادہ قبروں کی تعظیم کرنے والے ہیں اور انہیں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے علاوہ بت بنا کر پوجتے ہیں... یہ ایسا باب ہے جس کا ذکر بہت طویل ہے... اسی طرح اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنی کتاب میں اپنے اسماء وصفات کا ذکر کیا ہے جس کے ساتھ وہ کفر کرتے ہیں... اس نے اپنی کتاب میں انبیاء کے قصے ذکر کیے ہیں اور مشرکین کے لیے استغفار سے منع کیا ہے جبکہ وہ اس سے انکاری ہیں... وہ اپنی کتاب میں فرماتا ہے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے اور ہر چیز کا خالق ہے اور جو چاہتا ہے ہوتا ہے اور اس کے علاوہ کسی کی کوئی قوت نہیں لیکن وہ اس بات کے بھی منکر ہیں!

جبکہ فتویٰ صرف مختصر اشاروں کا متحمل ہے نہ تفاصیل کا!

یہ بات قطعاً معلوم ہے کہ خوارج کا ایمان اس شریعت پر جسے محمد ﷺ لے کر آئے ان رافضیوں کے ایمان سے بہت بڑا ہے۔ جب امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے انہیں قتل کیا اور ان

کے لشکر کے اموال کو بطور غنیمت لیا تو یہ لوگ باالاولیٰ اس بات کے حق دار ہیں کہ ان کے ساتھ قتال کیا جائے اور ان کے اموال لیے جائیں جیسے کہ امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے خوارج کے اموال لیے۔ پس اگر علم وغیرہ کی طرف نسبت رکھنے والا کوئی شخص کسی تأویل کیساتھ یہ اعتقاد رکھے کہ ان کے ساتھ قتال کرنا باغی خارجیوں کے خلاف قتال کرنے کی مانند ہے جیسے کہ امام کے ساتھ معاملہ میں ہوا۔ جیسے امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا اہل جمل و صفین کے خلاف قتال... تو ایسا شخص غلطی پر اور اسلام کی شریعت و خصوصیت کے ساتھ جاہل ہے جو اسلام سے خارج ان لوگوں کی شریعت کے ساتھ تخصیص کر رہا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ اگر اسلام کی شریعت کے ساتھ ملکوں کی سیاست چلاتے تو یہ باقی سارے بادشاہوں کی طرح تھے۔ جبکہ یہ لوگ نفسِ شریعت و سنتِ رسول اللہ ﷺ سے خارج ہیں۔ یہ توخوراج و حروریۃ سے بھی شریر تر ہیں اور ان کے لیے کوئی تأویل جائز نہیں۔ کیونکہ تاویلِ سائغ اسی شخص کے لیے جائز ہے جو اس کے حامل کو مقرر کرے جب اس میں جواب نہ ہو جیسے کہ علماء کا متنازع امور میں اجتہاد کرنا۔ ان لوگوں کا کتاب و سنت و اجماع میں کوئی حصہ نہیں۔ لیکن ان کی تأویلیں مانعین زکوۃ کی تاویل کی طرح ہیں جیسے خوارج، یہود اور نصاریٰ کا حال ہے اور یہ اہلُ الاَہوا کی بدترین تأویلیں ہیں۔

بعض فقہاء نے اپنی مختصرات میں ان مسائل کے لیے کوئی تحقیق نہیں پائی اور اکثر ائمہ مصنفین نے اپنی تصانیف میں شریعت کے اعتقادی و عملی اصول سے خارج لوگوں جیسے کہ خوارج اور مانعینِ زکوۃ، کے ساتھ قتال کا ذکر امام کے خلاف خروج کے ابواب میں کیا ہے جیسے کہ اہلِ جمل و صفین ۔لیکن یہ بات غلط ہے بلکہ کتاب و سنت اور اجماعِ صحابہ نے اس میں فرق کیا ہے جیسے کہ اکثر ائمہ فقہ و سنت و تصوف اور ائمہ علم الکلام نے اس کا ذکر کیا ہے۔

نبی ﷺ سے ایسی نصوص وارد ہیں جو انہیں اور ان کے گروہ کو شامل ہیں۔ جیسے کہ مسلم نے اپنی صحیح میں ابو ہریرۃ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا {من خرج من الطاعة وفارق الجماعة ثم مات مات ميتة الجاهلية ومن قتل تحت راية عميه، يغضب للعصبية ويقاتل

للعصبية فليس مني و من خرج على امتي يضرب برها وفاجرها ولا يتحاشى من مومنها ولا يفي لذى عهدها فليس مني } جو اطاعت سے خارج ہوا اور جس نے جماعت کو چھوڑا اور پھر وہ مر گیا تو وہ جاہلیت کی موت مرا اور جس نے کسی جاہلیت کے جھنڈے تلے قتال کیا، عصبیت کے لیے غصہ ہوا اور اسی کے لیے قتال کیا تو وہ مجھ سے نہیں۔ اور جس نے میری امت کے خلاف خروج کیا اور اس کے نیک و بد کو مارا اور نہ ہی اس کے مومن کا خیال کیا اور نہ ہی امت کے ذی عہد کے ساتھ عہد کو پورا کیا تو وہ مجھ سے نہیں۔ پس اس حدیث میں آپ ﷺ نے باغیوں کا ذکر فرمایا جو سلطان کی اطاعت سے اور مسلمانوں کی جماعت سے خارج ہیں۔

اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر ان میں سے کوئی ایک مر گیا تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا کیونکہ جاہلیت کے لوگوں کا کوئی امام نہیں ہوتا بلکہ ان کی ایک جماعت دوسرے پر غلبہ پاتی ہے۔ پھر آپ نے اہلِ عصبیت کا ذکر کیا جیسے کہ وہ لوگ جو نسب پر قتال کرتے ہیں مثلاً قیس اور یمن۔ پس آپ نے ذکر کیا جو ان جھنڈوں کے نیچے لڑتا ہوا مارا گیا تو وہ آپ کی امت سے نہیں۔ پھر آپ نے فسادی باغی دشمن خوارج وغیرہ کا ذکر کیا کہ جس نے ان جیسا فعل کیا تو وہ اس امت سے نہیں۔

ان (رافضی) لوگوں میں یہ تینوں وصف بدرجہ اَتم جمع ہیں بلکہ انہوں نے اس سے بھی زیادہ کر لیے ہیں۔ پس یہ اطاعت و جماعت سے خارج ہیں، مومن و معاہد کو قتل کرتے ہیں اور مسلمانوں کے کسی والی کی اطاعت قبول نہیں کرتے چاہے وہ عادل ہو یا فاسق ہو اور صرف اس کی پیروی کرتے ہیں... جسکا کوئی وجود ہی نہیں! ۔ یہ لوگ عصبیت پر بلکہ عصبیت کی بری ترین قسم ذوی الانساب پر لڑتے ہیں۔ جبکہ یہ عصبیت ایک فاسد دین کے لیے ہے۔ ان کے دل مسلمانوں کے صلحاء، کبار و صغار کے متعلق غیظ و دھوکہ سے بھرے پڑے ہیں اور ان کی سب سے اعلیٰ عبادت مسلمانوں کے اولیاء اللہ ... متقدمین و متأخرین ... کو لعن طعن کرنا ہے۔ ان کا مسلمانوں کے خلاف خروج کرنا اور مومن و معاہد کو قتل کرنا، یہ ان کا حال ہے جبکہ وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہی مومن ہیں اور ساری امت کافر ہے۔

مسلم نے اپنی صحیح میں محمد بن شریح سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا{ انه ستکون هناة وهناة، فمن أراد أن يفرق امر هذه الا مة وهي جمع فاضربوه بالسيف كائنا من كان } بے شک بنا مشقت ورنج کے بہت سی مصیبتیں آئیں گی پس جو شخص اس امت کو تفرقہ میں ڈالنا چاہے جبکہ وہ متحد ہو تو اسے تلوار سے مارو اور ایک روایت میں ہے { فاقتلوه } اسے قتل کردو اور ایک روایت میں ہے {من اتاكم و امركم جميع على رجل واحد يريد ان يشق عصاكم ويفرق جماعتكم فاقتلوه } جو کوئی تمہارے پاس اس حال میں آئے کہ تم ایک آدمی کے حکم پر متفق ہو اور وہ تمہارے اندر اختلاف ڈالنا چاہتا ہے تو ایسے شخص کو قتل کردو چاہے وہ جو کوئی بھی ہو۔ جبکہ یہ (رافضی)لوگ سب سے زیادہ اس بات کے حریص ہیں کہ مسلمانوں کی جماعت میں تفریق پھیلے۔ وہ مسلمانوں کے کسی ولی الامر کی اطاعت نہیں بجالاتے چاہے وہ عادل ہو یا فاسق...نہ اطاعت کے معاملے میں اور نہ ہی کسی اور امر میں وہ اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک سب سے بڑا اصول تکفیر، لعن طعن اور بہترین حکمرانوں کو گالی دینا ہے... جیسے کہ خلفائے راشدین، علمائے مسلمین اور ان کے مشائخ... کیونکہ وہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ہر وہ شخص جو امام معصوم پر ایمان نہیں رکھتا... جس کا کوئی وجود ہی نہیں...تو وہ اللہ اور اس کے رسول اپر ایمان نہیں لایا۔

یہ لوگ خارجی حروریۃ سے بھی بڑھ کے بدتر ہیں...اور اہل الاہواء سے بھی بڑھ کر کیونکہ ان کا مذہب خارجیوں کے شر سے بھی بڑھ کر شریر کو شامل ہے۔ یہ اس لیے کہ خوارج پہلے اہل الاہواء تھے جو سنت اور جماعت سے خارج ہوئے ایسے دور میں جب خلفائے راشدین باقی تھے، مہاجرین و انصار موجود تھے، علم کا ظہور تھا، امت میں عدل تھا، نبوت کا نور تھا، دلیل کی حکومت تھی...اللہ رب العزت نے اس دین کو حجت و قدرت کے ساتھ تمام ادیان پر غالب کر دیا تھا۔ خارجیوں کے خروج کا سبب وہ افعال تھے جو امیر المومنین عثمان و علی اور آپ کے ساتھیوں رضوان اللہ علیہم سے سرزد ہوئے جس میں تاویل کی گنجائش موجود ہے...لیکن انہوں نے اس کا احتمال قبول نہ کیا بلکہ اسے اجتہاد کی جگہ بنا دیا...

تو نیکیوں کو گناہ بناڈالا اور گناہوں کو کفر بنادیا اور اسی لیے وہ جنابِ ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما کے دور میں نہ نکلے کیونکہ اس وقت ان کی تاویلیں کمزور تھیں۔

یہ بات معلوم ہے کہ جب بھی نبوت کا نور واضح ہوا مخالف بدعت اسی قدر کمزور پڑ گئی...اسی لیے پہلی بدعت دوسری سے خفیف تھی اور دوسری بدعت پہلی کی برائی اور زیادتی کو لیے ہوئے تھی۔ جیسے کہ سنت کی حالت ہے کہ وہ جتنی اصل حالت پر ہوگی اتنا ہی نبی ﷺ کے اسوہ کے اقرب ہوگی اور افضل ہوگی، پس سنت بدعت کی ضد ہے۔ جس قدر وہ آپ سے قریب ہوگی جیسے جنابِ ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہم کی سیرت تو وہ اس سے افضل ہوگی جو متاخر ہے جیسے کہ عثمان و علی رضی اللہ عنہم کی سیرت۔ جب بدعت اس کی ضد میں جس قدر دور ہوگی تو قریب سے بھی شریر تر ہوگی جیسے کہ قریب کا زمانہ خوارج کا ہے۔ پس اس طرح کی باتیں کرنا تو آپ ﷺ کے زمانے میں ہی شروع ہوا لیکن ان کا اجتماع و قوت جنابِ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ظاہر ہوئی۔

پھر جنابِ علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں کلامِ رفض ظاہر ہوا لیکن انہیں قوت و شوکت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ملی بلکہ رافضیت کا نام بھی اس وقت ظاہر ہوا جب زید بن علی بن الحسین رضی اللہ عنہ نے پہلے سو سال بعد خروج کیا...جب جنابِ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما پر زبانیں دراز ہونا شروع ہوئیں اور ان بدعتیوں نے انکی خلافت کا انکار کیا تو انہیں رافضی یعنی منکر کہا گیا اور انہوں نے یہ اعتقاد رکھا کہ ابو جعفر ہی امامِ معصوم ہیں اور کچھ دوسرے لوگوں نے آپ کی اتباع کا دعویٰ کیا تو ان کا نام زیدیہ پڑ گیا۔

پھر صحابہ کے اواخر زمانہ میں تکلم کے سبب قدریۃ اور مرجئہ کی بدعت کا ظہور ہوا تو صحابہ کی باقیات نے اس کا رد کیا... جیسے کہ ابن عمر، ابن عباس، جابر بن عبد اللہ، ابو سعید اور واثلہ بن اسقع وغیرہم رضی اللہ عنہم۔ لیکن ان لوگوں کو کوئی قوت و شوکت نہ مل سکی تا آنکہ بعد میں معتزلہ اور مرجئہ کی کثرت ہو گئی۔

پھر تابعین کے اواخر عہد میں جہمیہ کی بدعت کا ظہور ہوا جو "صفات" کی نفی کرنے والے تھے لیکن انہیں سلطان وشوکت دو سو سال بعد جا کے ملی جب ابو العباس المامون الرشید کا دور آیا۔ اس نے لوگوں کو آزمائش میں ڈالا اور کتابیں لکھوائیں یہاں تک کہ عجمی رومیوں، یونانیوں وغیرہم کی کتب کے تراجم سامنے آئے۔

اسی کے زمانے میں "الخرمیہ" ظاہر ہوئے۔ یہ لوگ تو زندیق و منافق تھے جو صرف اپنا اسلام ظاہر کرتے تھے اور بعد میں یہ قرامطہ، باطنیہ اور اسماعیلیہ میں تقسیم ہو گئے۔ ان کی اکثریت رفض کو حلال جانتی ہے۔

اسی طرح رافضہ امامیہ تین سو سال بعد بنی بویہ کے عہد میں ظاہر ہوئے... ان کے اندر عام گمراہ اہلِ اہواء تھے... ان میں خارجیت تھی... ان میں رفض و قدریت اور تجہم جمع تھا۔

ایک عالم جب غور کرتا ہے کہ کتاب و سنت کی کون سی نصوص کا ان لوگوں نے نقض کیا ہے... تو وہ دیکھے گا کہ اس کا احاطہ سوائے اللہ کے کوئی نہیں کر سکتا۔ پس یہ ساری باتیں بیان کرتی ہیں کہ ان کے اندر خوارج حروریہ اور اس کا بھی اضافہ ہے۔ اسی طرح خارجی حروریہ تو قرآن کی اتباع کو اپنی آراء کے ساتھ جائز قرار دیتے تھے اور ان سنتوں کی اتباع کا دعویٰ کرتے تھے جن کے بارے میں ان کا زعم ہے کہ وہ قرآن کے مخالف ہیں۔ جبکہ رافضی اہل بیت کی اتباع کا دعویٰ کرتے ہیں اور یہ زعم رکھتے ہیں کہ ان میں معصوم ہیں جن پر علم کی کوئی چیز مخفی نہیں اور وہ... عمداً و سہواً... غلطی کا ارتکاب نہیں کرتے... جبکہ قرآن کی اتباع پوری امت پر واجب ہے بلکہ وہ اصلِ ایمان ہے اور ہدایت کا سرچشمہ ہے جس کے ساتھ اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو مبعوث کیا ہے۔ اسی طرح اہلِ بیتِ رسول اللہ ﷺ کی محبت، دوستی اور ان کے حقوق کی رعایت واجب ہے اور یہ وہ {الثقلان} دو مضبوط کڑے ہیں جن کی اللہ کے نبی ﷺ نے وصیت کی۔

پس مسلم نے اپنی صحیح میں زید بن ارقم سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں مکہ ومدینہ کے درمیان ایک مقام غدیر جسے ''خُم'' کہا جاتا ہے میں خطبہ دیا {ایھا الناس، انی تارك فیکم الثقلین} اے لوگو میں تمہارے اندر دو مضبوط کڑے چھوڑے جارہا ہوں اور ایک روایت میں ہے {احدھما اعظم من الآخر کتاب اللہ فیه الھدی والنور} جن میں ایک دوسرے سے بڑا ہے، اللہ کی کتاب جس میں ہدایت وروشنی ہے! پس آپ نے کتاب اللہ میں ترغیب دلائی اور ایک روایت میں ہے {ھو حبل اللہ من اتبعه کان علی الھدیٰ ومن ترکه کان علی الضلالة وعترتی اھل بیتی أذکرکم اللہ فی اھل بیتی، أذکرکم اللہ فی اھل بیتی، أذکرکم اللہ فی اھل بیتی} وہ اللہ کی رسی ہے جس نے اسے پکڑ لیا وہ ہدایت پر ہے اور جس نے اسے چھوڑ دیا وہ گمراہی پر ہے اور میری اولاد میرے اہل بیت... اور میں تمہیں اپنے اہلِ بیت کے بارے میں اللہ کی یاد دلاتا ہوں... میں تمہیں اپنے اہلِ بیت کے بارے میں اللہ کی یاد دلاتا ہوں... میں تمہیں اپنے اہلِ بیت کے بارے میں اللہ کی یاد دلاتا ہوں! تو زید بن ارقم سے کہا گیا آپ کے اہلِ بیت کون ہیں؟ تو انہوں نے کہا اہلبیت وہ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے... آلِ عباس، آلِ علی، آلِ جعفر اور آلِ عقیل رضی اللہ عنہم۔ جبکہ قرآن کے اتباع پر دلالت کرنے والی نصوص کثرت کے ساتھ ہیں جن کے یہاں ذکر کی احتیاج نہیں!

اسی طرح نبی ﷺ سے بطریقِ حسّانؓ مروی ہے کہ آپ نے اپنے اہلِ بیت کے متعلق فرمایا {والذی نفسی بیدہ لا یدخلون الجنة حتیٰ یحبوکم من اجلی} اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے وہ مومن نہیں ہوسکتے جب تک میری وجہ سے تم سے محبت نہ رکھیں۔ بے شک اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ہمیں آلِ محمد پر صلاۃ پڑھنے کا حکم دیا ہے اور انہیں صدقہ سے پاک رکھا ہے جو لوگوں کا میل کچیل ہے اور ان کے لیے خمس اور فیئی میں حق رکھا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا جیسے کہ صحیح میں ثابت ہے {ان اللہ اصطفیٰ بنی اسماعیل و اصطفیٰ کنانة من بنی اسماعیل واصطفیٰ قریشا من کنانة و اصطفیٰ بنی ہاشم من قریش واصطفانی من بنی ھاشم فانا خیرکم نفساً وخیرکم نسباً} بے شک اللہ تعالیٰ نے بنی اسماعیل کو پسند کیا اور

بنی اسماعیل سے کنانہ کو اور کنانہ سے قریش کو اور بنی ہاشم کو قریش سے اور مجھے بنی ہاشم سے منتخب فرمایا اور میں تم سب میں حسب ونسب میں بہتر ہوں۔

اگر ہم یہاں حقوقِ قرابت اور حقوقِ صحابہ رضی اللہ عنہم کا بھی ذکر یں تو خطاب بہت طویل ہو جائے گا...پس اس کے دلائل کتاب وسنت میں بے شمار ہیں۔ اسی لیے صحابہ کے اور قرابت کے حقوق کی رعایت رکھنے پر اہل السنة والجماعة کا اجماع ہے...اسی لیے انہوں نے ان تمام ناصبیوں سے برأت کا اظہار کیا جو جنابِ علی بن ابی طالب کو کافر کہتے ہیں اور ان پر فسق کا بہتان لگاتے ہیں اور اہلِ بیت کی حرمت کی تنقیص کرتے ہیں۔ مثلاً جو انکی حکومت میں مخالفت کرتا ہے، یا ان کے واجب حقوق ادا کرنے سے اعراض برتتا ہے یا یزید بن معاویۃ رضی اللہ عنہ کی تعظیم میں مبالغہ آمیزی کرتا ہے!۔ اسی طرح اہل السنة نے ان رافضیوں سے برأت کا اظہار کیا جو صحابہ اور جمہور مومنین کے بارے میں طعن کرتے ہیں اور عام نیک اہلِ قبلہ کی تکفیر کرتے ہیں۔ اہل السنة جانتے ہیں کہ یہ لوگ گناہ وگمراہی میں اپنے پہلوں سے زیادہ ہیں جیسے کہ ہم نے ذکر کیا کہ یہ محارب رافضہ خوارج سے بڑھ کے شریر ہیں اور ہر دو گروہوں نے ایک راہ کو پکڑا ہے، لیکن قرآن ان دونوں میں بہت ہی عظیم ہے۔ اس لیے خوارج رافضیوں سے کم گمراہ تھے جبکہ یہ دونوں گروہ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت کے، صحابہ کے، آپ ﷺ کی قرابت، خلفائے راشدین کی سنت کے اور آپ ﷺ کی اولادو اہلِ بیت کے مخالف ہیں۔

علمائے اصحابِ احمد وغیر ہم نے اجماع الخلفاء اور اجماعِ اولادِ رسول ﷺ کے بارے میں اختلاف کیا کہ کیا وہ حجت ہے اور اسکی اتباع واجب ہے؟ جبکہ صحیح بات یہ ہے کہ دونوں ہی حجت ہیں اور انکی اتباع واجب ہے کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا {علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المھدیین من بعدی تمسکوا بھا وعضوا علیھا بالنواجذ} تم پر میری اور میرے خلفائے راشدین کی سنت واجب ہے اسے مضبوطی کے ساتھ دانتوں سے پکڑو۔ یہ حدیث سنن میں وارد ہے اور صحیح ہے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا {انی تارك فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی، و انھما لن یفترقا حتیٰ یردا علی

الحوض} میں تمہارے اندر دو مضبوط ثقلان چھوڑے جارہاہوں اللہ کی کتاب اور میری اولاد اور یہ دونوں اس وقت تک جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے حوض پر وارد ہوں{اسے ترمذی نے حسن کہا اور کہا کہ اس میں نظر ہے}۔ اسی طرح خلفائے راشدین کے عہد میں اہل مدینۃ النبی کا اجماع بھی بمنزلہ واجب کے ہے۔

یہاں مقصود یہ ہے کہ...!

یہ بیان کیا جائے کہ یہ محارب گروہ رافضہ وغیرہم ان خارجیوں سے بدتر ہیں جن کے قتل کی نص نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے بیان فرمائی ہے اور ان کے ساتھ قتال کی ترغیب دی ہے۔ یہ اس امر کی حقیقت کو جاننے والے علماء کے درمیان متفق علیہ مسئلہ ہے۔ پھر ان میں بعض علماء ایسے ہیں جنہوں نے خوارج کی تمام اصناف واقسام کو اس میں شامل کیا ہے جبکہ بعض کی رائے یہ ہے کہ وہ باب تنبیہ وفحویٰ یا ان کے اس معنیٰ میں ہونے کی وجہ سے اس میں داخل ہیں۔

ذیل کی حدیث متنوع الفاظ کے ساتھ وارد ہے۔ صحیحین میں ہے اور یہ لفظ بخاری کے ہیں۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں {اذا حدثتکم عن رسول الله احدیثاً فوالله لأن أخِرَّ من السماء احب الی من ان اکذب علیه واذا حدثتکم فیما بینی وبینکم فان الحرب خدعة وانی سمعت رسول اللهﷺ یقول سیخرج قوم فی آخرالزمان حداث الاسنان سفهاء الاحلام یقولون من خیر قول البریة لا یجاوز ایمانهم حناجرهم یمرقون من الدین کما یمرق السهم من الرمیة فأینما لقیتموهم فاقتلوهم فان فی قتلهم اجراً لمن قتلهم یوم القیامة} جب میں تمہیں کوئی حدیث رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سے بیان کروں تو مجھے یہ بات پسند ہے کہ مجھے آسمان سے گرا دیا جائے کہ میں جنابِ رسالتمآب پر جھوٹ بولوں اور جب میں کوئی بات ایسی بیان کروں جو میرے اور تمہارے درمیان ہو تو جنگ دھوکہ کا نام ہے اور بے شک میں نے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آخر زمانے میں ایک قوم نکلے گی کم

عمر بہت زیادہ باتیں بنانے والے اور کج فہم لوگ، وہ خلقت میں بہت اچھی بات کہیں گے لیکن ایمان ان کے حلق سے متجاوز نہ ہوگا۔ وہ دین سے ایسے خارج ہوں گے جیسے تیر کمان سے خارج ہوتا ہے۔ پس جہاں بھی تم انہیں ملو قتل کر دو کہ ان کے قتل کرنے میں قیامت کے دن اجر ہے۔

اسی طرح صحیح مسلم میں زید بن وہب سے مروی ہے کہ وہ اس جیش میں شامل تھے جو علی رضی اللہ عنہ کی معیت میں خوارج کی طرف نکلا تو علیؓ نے فرمایا اے لوگو میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت سے ایک قوم نکلے گی وہ قرآن پڑھیں گے لیکن تمہاری تلاوت ان کے مقابل کم معلوم ہوگی، تمہاری نمازیں ان کے مقابلے میں حقیر، اور تمہارے روزے ان کے مقابلے میں کچھ نہ ہوں گے۔ وہ قرآن پڑہیں گے اور خیال کریں گے کہ وہ ان کی مواقفت کر رہا ہے لیکن وہ ان پر حجت ہو گا... ان کی نمازیں بلند نہ کی جائیں گی وہ اسلام سے ایسے خارج ہوں گے جیسے ایک تیر کمان سے خارج ہوتا ہے۔ ان کو پانے والا جیش اگر یہ جان لے کہ ان کے متعلق ان کے نبی ﷺ کی زبان سے کیا بشارت صادر ہوئی ہے تو وہ عمل چھوڑ دیں اور اس کی نشانی یہ ہے ان کے اندر آدمی ایسے ہے کہ ان کے کٹے ہوئے بازو پر ایک پھوڑا ہے جو پستان کی مانند اور اس پر سفید بال ہیں۔ اللہ کی قسم میں امید رکھتا ہوں کہ یہی وہ لوگ ہیں... انہوں نے محرم خون کو گرایا ہے اور لوگوں پر غارتگری کی ہے... پس اللہ کا نام لیکر ان سے لڑنے کے لیے نکلو... صحیح مسلم میں کاتبِ علیؓ بن ابی طالب عبد اللہ بن رافع سے روایت ہے کہ جب حروریۃ نے خروج کیا تو میں ان کے ساتھ تھا وہ (حروریۃ) کہنے لگے " لا حکم الا اللہ " تو جنابِ علی نے فرمایا {کلمۃ حق ارید بھا الباطل، ان رسول اللہ ﷺ وصف ناسا انی لأعرف صفتھم فی ھوء لاء۔ یقولون الحق بالسنتھم لا یجاوز ھذا منھم۔ واشار الی حلقہ۔ من ابغض خلق اللہ الیہ منھم رجل أسود احدی یدیہ طبی شاۃ او حلمۃ ثدی} یہ کلمہ ء حق ہے جس سے مراد باطل ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں کی صفت بیان کی ہے اور میں ان کی صفت ان لوگوں میں اچھی طرح پہچانتا ہوں وہ اپنی زبان سے حق کہتے ہیں لیکن وہ ان کے یہاں سے متجاوز نہیں ہوتا...اور انہوں نے اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا...اللہ کی مخلوق کے بدترین لوگ اور ان میں ایک ایسا سیاہ آدمی ہے اس کے ایک ہاتھ پر بکری کے تھنوں کی مانند یا پستان کے سر کی مانند ایک

نشان ہے۔ پھر جب علی رضی اللہ عنہ نے ان سے قتال کیا تو انہوں نے کچھ نہ پایا تو آپ نے فرمایا(انظروا) تلاش کرو تو انہوں نے دیکھا اور کچھ نہ پایا تو آپ نے فرمایا{ارجعوا فوا للہ ماکَذَبتُ ولاکُذِبتُ مرتین او ثلاثاً} پھر آپ نے دو یا تین مرتبہ فرمایا لوٹ جاؤ اللہ کی قسم نہ میں نے جھوٹ کہا نہ ہی جھٹلایا جاؤں گا۔

یہ علامت جسے نبی ﷺ نے ذکر کیا ہے یہ ان کے سب سے پہلے نکلنے والے آدمی کی ہے جبکہ یہ صرف اسی قوم تک مخصوص نہیں کیونکہ اس کے علاوہ احادیث میں یہ خبر وارد ہے کہ یہ لوگ دجال کے زمانے تک نکلتے رہیں گے...اور مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ خوارج صرف اسی فوج کے ساتھ مخصوص نہ تھے۔ اسی طرح وہ صفات جن کی آپ انے صفت بیان کی ہے اس فوج کے علاوہ پر بھی عام ہیں اسی لیے صحابہؓ اس حدیث کو مطلقاً لیتے تھے۔ جیسے کہ وہ حدیث جو ابی سلمہ اور عطاء بن یسار سے مروی ہے کہ وہ دونوں ابو سعیدؓ کے پاس آئے اور ان سے حروریہ کے متعلق سوال کیا کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق کچھ سنا ہے تو انہوں نے کہا میں نہیں جانتا لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ اس امت میں ایک قوم نکلے گی اور میں نہیں جانتا وہ کون ہیں کہ تم اپنی نمازیں ان کے مقابلہ میں حقیر جانو گے وہ قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے متجاوز نہ ہو گا اور دین سے ایسے خارج ہوں گے جیسے تیر کمان سے خارج ہو تا ہے... (یہ لفظ مسلم کے ہیں)۔

اسی طرح صحیحین میں ابو سعیدؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں جب نبی ﷺ مالِ غنیمت تقسیم فرمارہے تھے کہ ایک آدمی عبد اللہ ذوالخویصرۃ التمیمی آیا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ کے پاس بنی تمیم کا ایک آدمی ذوالخویصرۃ آیا تو وہ کہنے لگا اے اللہ کے رسول عدل کیجیے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا تو ہلاک ہو کون عدل کرے گا اگر میں عدل نہ کروں گا اگر میں عدل نہ کروں تو میں خسارہ میں ہو جاؤں اور ناکام ہو جاؤں تو جنابِ عمر بن الخطابؓ نے عرض کی مجھے اجازت دیجیے میں اس کی گردن اڑادوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسے چھوڑ دو، اسکے کچھ ساتھی ہوں گے تم اپنی نمازیں ان کے مقابلے میں حقیر پاؤ گے

اور اپنے روزے ان کے مقابلے میں کم تر پاؤ گے وہ دین سے ایسے خارج ہوں گے جیسے تیر کمان سے خارج ہوتا۔

پس ان لوگوں کی اصل گمراہی ہے ان کا ائمہ ءہدایت اور مسلمانوں کی جماعت کے بارے میں اعتقاد کہ وہ عدل سے خارج ہیں اور گمراہ ہیں۔ یہ رافضہ اور ان جیسے گروہوں کا ماٰخذ ہے پھر وہ یہ کہتے ہیں کہ جسے وہ ظلم دیکھتے ہیں وہ ان کے نزدیک کفر ہے اور اس کے بعد وہ اس کفر پر احکام گھڑتے اور مرتب کرتے ہیں۔ پس یہ تین مقامات ہیں دین سے نکل جانے والے حروریۃ، رافضہ وغیر ہم کے اور ہر ایک مقام میں انہوں نے دین کا ایک اصول ترک کیا یہاں تک کہ وہ دین سے ایسے نکلے جیسے تیر کمان سے نکلتا ہے!

صحیحین میں ابو سعیدؓ سے مروی ہے {یقتلون اھل الاسلام ویدعون اھل الاوثان لئن ادرکتھم لأقتلنھم قتل عاد} وہ اہلِ اسلام کو قتل کریں گے اور بت پرستوں سے دوستیاں لگائیں گے اور میں انہیں پالوں تو قومِ عاد کی طرح انہیں قتل کر دوں۔ پس سارے خارجیوں کی یہی صفت ہے جیسے رافضہ وغیر ہم۔ وہ اہلِ قبلہ کے خون مباح ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ ان کے نزدیک مرتد ہیں اور وہ مسلمانوں کے خون کو زیادہ مباح جانتے ہیں بنسبت کافروں کے خون کے مباح ہونے کے جو کہ مرتد نہیں ہیں کیونکہ مرتد اپنے غیر سے بدتر ہوتا ہے۔

اسی طرح حدیثِ ابی سعیدؓ میں ہے کہ نبی ﷺ نے ایسی قوم کا ذکر کیا جو آپ اکی امت میں ہو گی {یخرجون فی فرقۃ من الناس سیماھم التحلیق} وہ لوگوں کے ایک ایسے گروہ میں نکلیں گے جن کی نشانی سر مونڈھنا ہو گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا {ھم شر الخلق او من شر الخلق تقتلھم أدنیٰ الطائفتین الی الحق} وہ بدترین مخلوق ہوں گے یا وہ ایسی بد مخلوق ہوں گے جنہیں ایسا گروہ قتل کرے گا جو حق کے سب سے زیادہ قریب ہو گا۔ پس یہ نشان پہلے لوگوں کا تھا جو پستان کی مانند تھا کیونکہ یہ ان کا وصفِ لازم تھا۔

اسی طرح امام بخاری و مسلم نے صحیحین میں حدیثِ سہل بن حنیف کو اسی معنی میں روایت کیا ہے اور بخاری نے اسے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے جبکہ مسلم نے اسے ابی ذر، رافع بن عمرو اور جابر بن عبد اللہ وغیر ہم سے روایت کیا ہے۔ نسائی نے ابو برزہ سے روایت کیا ہے کہ انہیں کہا گیا کیا آپ نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو خوارج کا ذکر کرتے ہوئے سنا ہے؟ تو انہوں نے کہا ہاں میں نے اپنے دونوں کانوں سے سنا اور اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ... {ان رسول الله اتى بمال فقسمه فأعطىٰ من عن يمينه ومن عن شماله ولم يعط من وراء ه شيئاً فقام رجل من ورائه فقال يا محمد! ماعدلت في القسمه۔ رجل اسود مطموم الشعر عليه ثوبان ابيضان۔ فغضب رسول الله غضباً شديداً و قال له والله لاتجدون بعدى رجلاًهو اعدل منى ثم قال يخرج في آخر الزمان قوم كأن هذا منهم يقرئون القرآن لايجاوز تراقيهم يمرقون من الاسلام كما يمرق السهم من الرمية سيماهم التحليق لا يزالون يخرجون حتىٰ يخرج آخرهم مع الدجال فاذا لقيتموهم فاقتلوهم هم شر الخلق والخليقة} رسول اللہ کے پاس کچھ مال لایا گیا تو آپ نے اپنے دائیں بیٹھے ہوؤں کو اور اپنے بائیں بیٹھے ہوؤں کو دیا اور جو آپ کے پیچھے بیٹھے تھے انہیں کچھ نہ دیا تو ایک آدمی آپ کے پیچھے سے کھڑا ہوا اور کہنے لگا اے محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم آپ نے تقسیم میں عدل نہیں کیا... یہ ایک کالا گھنگھریالے بالوں والا حبشی تھا اور اس نے دو سفید کپڑے پہن رکھے تھے۔ تو نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بہت سخت غصہ ہوئے اور فرمایا اللہ کی قسم تم لوگ میرے بعد مجھ سے بڑھ کر کوئی عادل نہ پاؤ گے۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ آخر زمانہ میں ایک قوم نکلے گی گویا کہ یہ انہیں میں سے ہے وہ قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے اوپر نہ چڑھے گا وہ اسلام سے ایسے خارج ہوں گے جیسے کہ تیر کمان سے نکلتا ہے ان کی نشانی سر مونڈھنا ہو گی اور وہ نکلتے ہی رہیں گے یہاں تک کہ ان کا آخری گروہ دجال کے ساتھ نکلے گا۔ پس جب تم انہیں ملو قتل کر دو کہ وہ مخلوق کے بدترین لوگ ہیں۔

صحیح مسلم میں عبد اللہ بن صامت سے مروی ہے وہ ابی ذرؓ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا{ان بعدى من امتى...او سيكون بعدى من امتى...قوم

يقرؤن القرآن لايجاوز حلاقيهم، يخرجون من الدين كما يخرج السهم من الرمية ثم لا يعودون فيه هم شر الخلق والخليقة} بے شک میرے بعد یا میرے بعد میری امت سے ایک قوم ہوگی جو قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے متجاوز نہ ہوگا وہ دین سے ایسے خارج ہوں گے جیسے تیر کمان سے نکلتا ہے پھر وہ کبھی دین کی طرف نہ لوٹیں گے وہ بہت ہی برے پیدا کیے گئے لوگ ہیں۔ ابن صامت کہتے ہیں پھر میں رافع بن عمرو الغفاری سے ملا جو الحکم بن عمرو الغفاری کے بھائی ہیں۔ میں نے کہا وہ حدیث کیا ہے جو میں نے ابوذر سے ایسے اور ایسے سنی ہے؟ اور میں نے ساری حدیث ذکر کی۔ تو انہوں نے کہا اور میں نے اسے رسول اللہ ﷺ سے خود سنا۔

یہ معانی اس قوم وغیرہم کے متعلق موجود ہیں جن کے خلاف جناب علی رضی اللہ عنہ نے قتال کیا ہے۔ جبکہ ہم کہتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ نے خوارج کے ساتھ قتال رسول اللہ ﷺ کے حکم کے سبب کیا جیسے کہ بیان کیا جاتا ہے کہ نبی ﷺ نے کفار سے قتال کیا یعنی جنسِ کفار سے قتال کیا۔ اگرچہ کفر کی مختلف انواع ہیں اور اسی طرح شرک کی مختلف انواع ہیں۔ جیسے کہ عرب جن بتوں کو الہ مانتے تھے وہ ایسے نہ تھے جنہیں ہند، چین اور ترک پوجتے تھے... لیکن جو کلمہ انہیں جمع کرتا ہے اور اس معنی میں لے کر آتا ہے وہ ہے لفظِ "شرک"۔

اسی طرح دین سے نکلنا اور اس سے خارج ہونا ہر اس شخص کو شامل ہے جو اس معنٰی میں آئے اور ایسے لوگوں کے ساتھ امرِ نبی ﷺ کے ساتھ قتال واجب ہے جیسے کہ ان (رافضی) لوگوں کے ساتھ قتال واجب ہے۔ اگرچہ اسلام سے خارج ہونے اور اس سے نکلنے کی بہت سی اقسام ہیں لیکن ہم نے بیان کیا ہے کہ رافضہ کا خروج اور ان کا دین سے نکلنا بہت ہی عظیم ہے۔

پس ان میں کسی گرفت میں آئے (مقدور علیہ) کو قتل کرنا... جیسے الحروریۃ اور رافضہ وغیرہ... اس میں فقہاء کے دو اقوال ہیں اور وہ دو روایتیں ہیں امام احمد سے اور صحیح یہ ہے کہ ان میں کسی کا قتل جائز ہے جبکہ وہ اپنے مذہب کی طرف دعوت دیتا ہو اور اس سے فساد برپا ہوتا ہو... بے شک نبی ﷺ نے فرمایا... اينما لقيتموهم فاقتلوهم... جہاں بھی انہیں پاؤ قتل کردو!

اور فرمایا لئن ادرکتھم لأقتلنھم قتل عاد...اگر میں انہیں پالوں تو انہیں قومِ عاد کی طرح قتل کر دوں!

اسی طرح امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے صبیغ بن عسل سے کہا {لو وجدتك محلوقا لضربت الذی فی عیناك} اگر میں نے تجھے سر مونڈھا ہوا پایا تو میں تیرا سر اڑا دوں گا! اور جیسے کہ امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن سبا کو بلا بھیجا جو سب سے پہلا رافضی تھا... تا کہ اسے قتل کریں تو وہ بھاگ گیا! اور اس لیے کہ یہ لوگ زمین کے اوپر سب سے بڑے فسادی ہیں پس اگر ان کا فساد قتل کے بغیر نہ جاتا ہو تو انہیں قتل کر دینا ہی بہتر ہے!

لیکن ان میں ہر ایک کو قتل کرنا واجب نہیں جب کہ اس سے کوئی ایسی بات ظاہر نہ ہو یا اس کے قتل میں کوئی راجح مفسدہ ہو... اسی لیے نبی کائنات ﷺ نے اس پہلے ابتداء کرنے والے خارجی کو قتل کرنے سے اجتناب کیا... تا کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو قتل کرتے ہیں اور اس لیے کہ اس میں عام فساد برپا ہونے کا اندیشہ ہے۔ جب وہ پہلی دفعہ ظاہر ہوئے ان کے قتل کو ترک کر دیا گیا کیونکہ اس وقت وہ خلقتِ کثیر تھے اور اطاعت وجماعت میں ظاہری طور پر داخل تھے... تو اہلِ جماعت نے ان کے خلاف قتال نہیں کیا لیکن انہیں یہ بات اچھی طرح معلوم ہو گئی کہ یہ وہی لوگ ہیں جن کے متعلق مخبرِ صادق ﷺ نے خبر دی تھی!

جہاں تک ان کے کفر کا مسئلہ ہے!

تو اس میں بھی علماء کے دو مشہور اقوال ہیں اور وہ احمد بن حنبل سے دو روایتیں ہیں اور وہ دونوں اقوال خارجیوں، اسلام سے خارج حروریۃ اور رافضہ وغیرہ کے متعلق ہیں۔

صحیح بات یہ ہے کہ یہ باتیں جو ان لوگوں کے مونہوں سے سرزد ہوتی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نبی ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کیساتھ کفر ہے۔ اسی طرح ان کے افعال جو مسلمانوں کے ساتھ

جنسِ افعالِ کفار میں سے ہیں وہ بھی کفر ہیں۔ اور ہم نے اس کے دلائل بارہا مرتبہ ذکر کیے ہیں۔ لیکن ان میں سے کسی ایک معین کی تکفیر اور پھر آگ میں اس کی ہیشگی ثبوتِ شرائطِ کفر پر اور اس کے موانع کی نفی پر موقوف ہے۔ پس ہم نصوص کی بنیاد پر وعد و وعید کے باب میں تکفیر تفسیق کا قول مطلقاً کرتے ہیں اور کسی ایک معین پر یہ حکم لگا کر اسے اس عام کے مقتضیٰ میں داخل نہیں کرتے کہ جسکا کوئی معارض نہیں اور یہ قاعدہ ہم نے "قاعدۃ التکفیر" واضح بیان کر دیا ہے۔

اسی لیے نبی کائنات ﷺ نے اس شخص پر کفر کا حکم نہیں لگایا جس نے کہا تھا کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا دینا اور پھر میری راکھ پانی میں بہا دینا کہ اللہ کی قسم اگر اللہ قدرت رکھے گا تو وہ مجھے ایسا عذاب دے گا جیسا اسنے دونوں جہانوں میں کسی کو نہ دیا ہو گا۔ وہ اللہ کی قدرت کے بارے اور اس کو لوٹانے کے بارے میں شاکی تھا... اسی لیے علماء نے ایسے شخص کو جو محرمات میں سے کسی چیز کو حلال جانے، کافر قرار نہیں دیا کیونکہ اس کا عہد اسلام سے قریب ہے یا یہ کہ اس کی پرورش کسی بادیہ نشین علاقے میں ہوئی ہے۔ پس کفر کا حکم صرف رسالت ابلاغ کے بعد ہو گا۔

اور ان میں بہت سے ایسے لوگ ہیں کہ جن کے پاس صرف مخالف نصوص پہنچتی ہیں... لیکن وہ نہیں جانتے کہ رسول ﷺ کو ان نصوص کے ساتھ مبعوث کیا گیا تھا۔ پس مطلقاً ایسا قول کفر ہے اور اس کے کہنے والے کی تکفیر تب ہی ہو گی جب اس پر حجت قائم ہو جائے کہ جس کا ترک کرنے والا کافر قرار پاتا ہے۔

واللّٰہُ سبحانہٗ وتعالیٰ اَعۡلَمُ

مَجۡمُوۡعُ الۡفَتَاوِیٰ ابن تیمیۃ

صفحہ 468 تا 501 / جلد 28